بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواہر شریخ

و

سلاسل الانوار فی سیر الابرار

حضرت میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی
رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

عالیجناب شیخ حشمت علی نشاط صاحب

ناشر

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی
خلیفہ مجاز تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۲۴۴ جی گلشن راوی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواہر ہر سخ

و

سلاسل الوارثی سیر الابرار

حضرت میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی
رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

عالیجناب شیخ حشمت علی نشاط صاحب

ناشر

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی
خلیفہ مجاز تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت عبد النبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
۲۴۴ جی گلشن راوی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : جواہر شکر گنج و سلاسل انوار فی سیر الابرار

مصنف : حضرت میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم : عالیجناب شیخ حشمت علی نشاط صاحب

تمہید : حضرت محمد رستم علوی حنفی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

دیباچہ : حضرت سید نوازش علی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف : عالیجناب الحاج شیخ ساجد جاوید اکبر القادری

سپاس تشکر : صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی

کمپیوٹر کتابت : جناب بیدار سرمدی صاحب پروپرائٹر انکشاف کمپیوٹرز

۲۲۔ او فلیٹ ریواز گارڈن لاہور

طابع : صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی پروپرائٹر قومی پریس ۵۰ لوئر مال لاہور

بائنڈنگ : محمد اسحاق صاحب اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

تاریخ طباعت : اگست ۱۹۹۱ء

بار : پہلی (اڑھائی سو سال بعد)

تعداد : پانچ سو

تقسیم فی سبیل اللہ

منجانب :۔

(۱) صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی
خلف الرشید الحاج فیض الرحمٰن شامی

(۲) صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی

فون : ۲۶۲۱۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
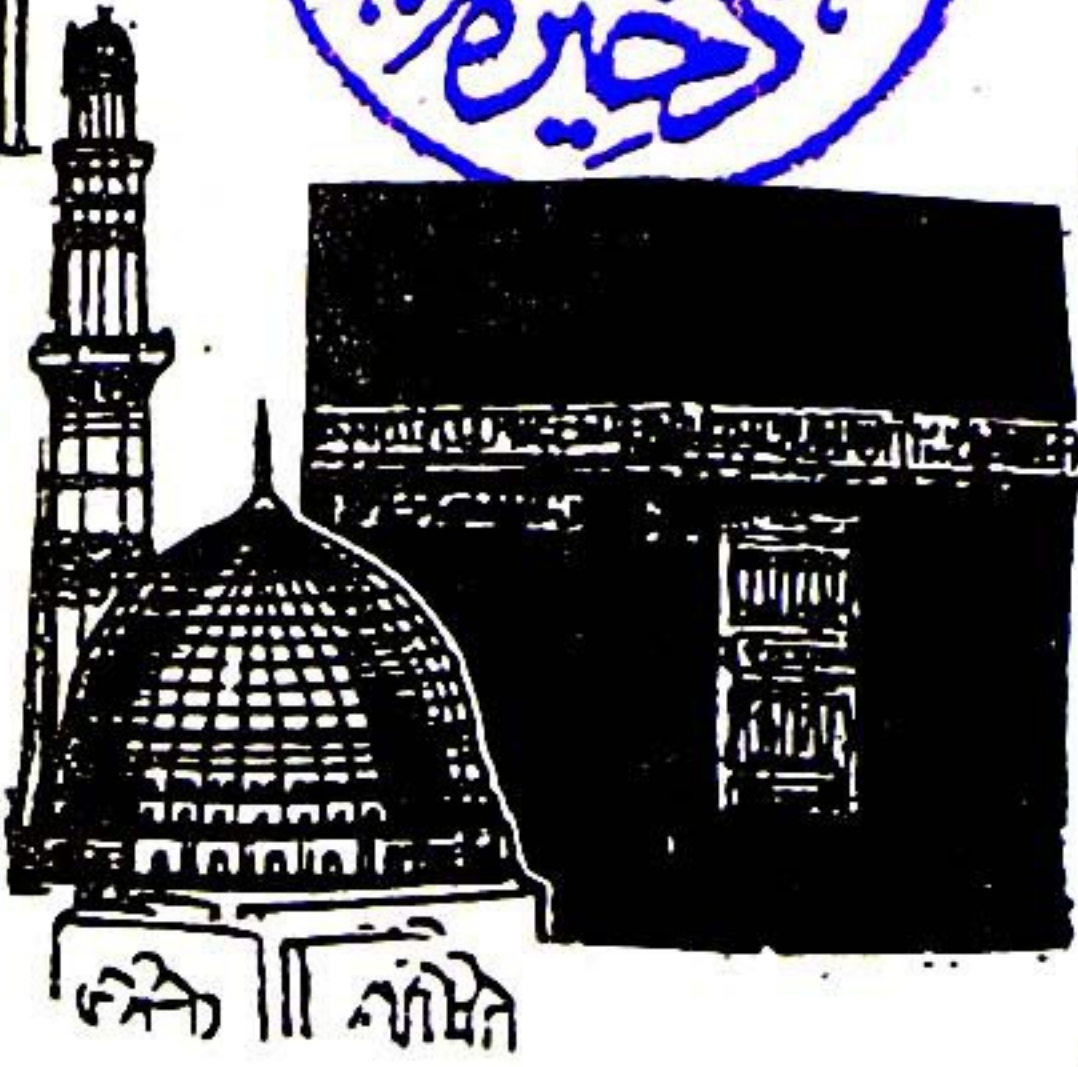
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق رُباعی کا ترجمہ و مفہوم
حضور سلطان الصادقین، امام المطہرین، سید المرسلین، رحمت للعالمین، محبوب ربّ العالمین، شہ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے کمالِ نبوّت سے انتہائی بلندیوں پر فائز ہوئے۔ کفر و الحاد کی عمیق ظلمتوں کو اپنے حسن و جمال کے مسحور کن جلوؤں سے ناپید فرمایا۔

آپؐ کے تمام اُسوۂ حسنہ نہایت عمدہ و بے مثال اور مشعل رُشد و ہدایت ہیں۔ آپ اور آپ کی پاکیزہ آل کو ہر لحظہ درود و سلام کے انمول نذرانے مُبارک ہوں۔

فقیر حقیر سگِ دربار دستگیر ساجد جاوید اکبر قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہٗ خلیفہ مجاز حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی

بھی ۱۲ ہیں ۔ آپ کے اسم مبارک کے حروف ۱۲ ہیں اور تاریخ [illegible]

کلمہ مقدس کے ۲۴ حروف ختم

کرنے سے ۶ بن جاتے ہیں ۔ جن ایام میں

محمد رسول اللہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا پیدا کی لہٰذا کلمہ مقدس

میں دنیا مقید ہے

فرمان الٰہی

سورۃ ق آیت ۳۸

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ

فرمان والاشان جناب رسول مقبول بنام سلطان مقوقس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام
علی من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک
مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط۔ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و
بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ
فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۝

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جسکو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مصر کے سریر قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سنہ ... میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک جبلی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالمجید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ قسمت سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہنچا اور اسی ایک عکس سے ہم کو بھی زیارت حاصل ہوئی۔ [illegible] اور خیر خواہی مسلمانان اسلام چربہ لیکر شائع کیا ہے۔ اور نقل مطابق اصل لکھنے کی یہانتک کوشش کی کہ کاغذ کے شکن تک بھی چربہ میں لے گئے۔ اسکے نیچے موجودہ عربی خط میں وہی عبارت مرقوم ہے۔ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیۂ تشکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ ط

اللہ تبارک و تعالےٰ قادرِ مطلق ہے۔ جس کے امر کے بغیر کوئی چیز منصۂ شہود پر نہیں آ سکتی۔

کلامِ خداوندی ہے: "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَعَلَیْہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ہ (یوسف: ۶۷)

"حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسہ کیا۔ اس پر چاہیئے سب بھروسہ کرنے والے بھروسہ کریں۔"

سیّد المرسلین خاتم النبیّن حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے: "مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ"۔ (ترمذی: ۳۵)
جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا

۲۴۶ سال قبل (۱۷۴۵ عیسوی) جناب سید نوازش علی بن سید میر عظمت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں یہ خواہش موجزن ہوئی کہ احوال اسلاف سلاسل خمسہ یک جا کئے جائیں تاکہ کوزہ میں دریا بند ہو کر ہمیشہ کے لیے نیک بختی کا سرمایہ بنے۔ اسی اثناء میں امام العارفین حضرت محمد رستم علوی حنفی چشتی دیپالپوری رحمتہ اللہ علیہ اور سلطان العارفین

حضرت میر محمد یوسف الحسنی الواسطی بلگرامی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دو تحریریں بالترتیب " جواہر شکر گنج " اور " سلاسل انوار فی سیر الابرار " ارسال فرمائیں اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ شہ پارے کتابی صورت میں آجائیں تو صفحہ ہستی پر ایک یادگار نقش رہے گا ۔ مگر حسن اتفاق سے یہ دو تحریریں تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ اور نواسے حضرت شیخ عاشق محمد جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلہ سے خانوادہ کو ملیں ۔ یہ خاندان ہجرت کے بعد سرگودھا میں سکونت پذیر ہوا ۔ اور یہ جواہر پارے جالندھر (مشرقی پنجاب) میں غیر مسلموں کے قبضہ میں رہ گئے ۔ انہوں نے یہ جواہر پارے کسی طریقہ سے سرگودھا بھجوا دیئے ۔ جب کہ دو سال قبل عالی جناب ساجد جاوید اکبر القادری قلندری مدظلہ العالی نے بندہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ آپ ایک اور کتاب تیار کریں گے ۔ مگر اس وقت بندہ حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ آپ نے یہ کیا فرما دیا ۔ مگر خدا وند قدوس کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اپریل ۱۹۹۰ عیسوی میں جناب پیر محمد احمد خلف پیر عبدالعزیز خلف پیر عبدالرحیم مدظلہ العالی نے اپنے ایک مرید خاص رشید احمد کمبوہ کے توسل سے بندہ ناچیز کو فارسی مسودہ آستانہ ء شامی پر ارسال فرمایا ' جو ان کے پاس عرصہ چالیس سال سے پڑا تھا ۔ اس کا ملنا ہی تھا کہ بندہ کے دل میں معاً یہ خواہش جاگزیں ہوئی کہ اس کا اردو ترجمہ کتابی صورت میں شائع کر کے فی سبیل اللہ تقسیم کیا جائے تاکہ تشنگان علم و معرفت اپنی پیاس بجھا سکیں ۔ چنانچہ بندہ جناب عالی قدر شیخ حشمت علی نشاط صاحب ریٹائرڈ لینڈ ریکلیمیشن آفیسر کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جنہوں نے عرصہ تین ماہ میں بلا معاوضہ زیر نظر ترجمہ مکمل فرما کر نہ صرف اپنی علمی استعداد و قابلیت کا ایک عمدہ اور قابل قدر نمونہ پیش کیا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیک بندوں میں شرف شمولیت پالیا ۔ اسی طرح جناب بیدار سرمدی صاحب نے بھی کمپیوٹر کے ذریعہ کتابت میں پچاس فی صدی رعایت فرمائی ۔ اور محبین اولیاء کے زمرہ میں شامل ہو گئے ۔

ان اصحاب کے علاوہ عالی جناب الحاج ساجد جاوید اکبر القادری ' قلندری مدظلہ العالی ڈپٹی سیکرٹری حکومت پنجاب اور جناب الحاج پروفیسر غلام سرور رانا صاحب شعبۂ سیاسیات گورنمنٹ کالج لاہور نے نہ صرف مسودہ کی نظر ثانی اور اشاعت میں بندہ کی رہنمائی اور معاونت کی بلکہ جواہر اول تا پنجم کی تفصیلات بھی مکمل فرمائیں جبکہ صاحبزادہ الحاج مجیب الرحمٰن شامی خلف الرشید صاحبزادہ شیخ فیض الرحمٰن شامی نے زیر نظر کتاب کی بلامعاوضہ طباعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ بندہ ان تمام مخیر حضرات کا تہہ دل سے ممنون اور شکر گزار ہے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ باری تعالیٰ انہیں اس کار خیر کے عوض دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے " آمین ثم آمین "

اللہ جل مجدہ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے بندہ ناچیز عاصی پُر معاصی کو اڑھائی سو سال بعد اس فریضہ کی ادائیگی کا شرف بخشا اور ان مقدس تحریروں کو زیور طباعت و اشاعت سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تاکہ انہیں منظر عام پر لاسکوں ' جس کے لیے بندہ خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتا ہے۔ حقیقتاً یہ شرفِ سعادت بندہ کے مرشد کامل و اکمل تاج العارفین قطب الاقطاب شیخ عبد النبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی نگاہ کرم کی خاص توجہ کا فیض ہے۔

آخر میں بندہ کی اللہ تبارک و تعالیٰ سے دلی دعا اور التجا ہے کہ وہ احقر کو اپنے پیرو مرشد کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے عظیم مشن کو جاری و ساری رکھنے کی لگن میں باقی ماندہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۱ ہجری مطابق

۳ اپریل ۱۹۹۱ عیسوی

خادم الفقراء و طالب دُعا

محمد سلیم شامی نقشبندی

عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۶ ہجری مطابق ۸ جون ۱۹۸۶ء کی رات تھی۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد یہ حقیر فقیر تلاوت قرآن الحکیم میں مصروف تھا۔ کہ خلاف معمول نیند نے کچھ غلبہ کیا عالم رؤیا میں عجیب اسرار مُنکشف ہوئے کہ جس کی مثال اِس دنیا میں ناممکن ہے۔ ایک باغ پُر بہار نظر پڑا جہاں حضرات' اولیاء کرام و دیگر ارواح مُقدّسہ موجود تھیں۔ ایک رُوح پُر نُور، پُر بہار و پُر شکوہ جلوہ افروز ہوئی اور قریب آکر بغل گیر ہوئی اور اِس فقیر کے سر پر بوسہ ثبت فرمایا۔ طبیعت عجب مسرور ہوئی ایک عالم وارفتگی طاری ہوا۔ مودبا" اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ نام نامی اِسم گرامی سے اِس فقیر کو مطلع فرمادیں رُخ پُر نُور پر ملکوتی تبسم ظاہر ہوا' اور آواز شیریں سے فرمایا "عبدالنّبیؐ" طبیعت از حد مسرور ہوئی کہ سُبحان اللہ کیا اِسم اقدس ہے۔ عرض کی مزید سُننے کی آرزو ہے: فرمایا:

"عزیزی! ہمارا تعلق لالہ بوہڑہ مل کھتّری کے گھرانہ اور موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور موجودہ ہندوستان سے تھا۔ ہمارا پیدائشی نام لالہ بھوپت رائے رکھا گیا تھا اور عزیزم تمہارا بھی ہمارے خاندان سے گہرا تعلق ہے"

فقیر حیرت زدہ رہ گیا۔ سوال دیگر کرنے کی جرات ہی نہ رہی۔ منہ کھلا کا کھلا

رہ گیا۔ قدم بوس ہو کر عرض کی یا حضرت میری عقل چکرا گئی ہے۔ کچھ تفصیل اگر فرمادیں تو عقدہ کھلے۔ ایک مسکراہٹ رخساروں پر پھیل گئی اور فرمانے لگے۔

"ہم سلطان اولیاء حضور پُر نُور حضرت مجدّد الف ثانی
رحمتہ اللہ علیہ کی دُعا تھے اور صائم پیدا ہوئے تھے"

شوق و لطف و رُوحانی کیف عجب حالت تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ لاہور میں ہمارے ایک دوست رہائش رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحکم رَبّی مزید معلومات اُن سے ملیں گی۔ اب یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ کس طرح اور کیسے اُن حضرت سے شناسائی ہوگی۔

چند روز بعد ایک دن گھر پر موجود تھا کہ فون آیا اور کسی صاحب نے تعارف کروایا کہ بندہ کو محمدؐ سلیم شامی کہتے ہیں اور ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ فقیر کیونکہ طبعاً گوشہ نشین ہے۔ مزید معلومات کرنے کے لئے دریافت کیا کہ مقصد ملاقات کیا ہے۔ شامی صاحب نے فرمایا کہ بالمشافہ گفتگو میں رازو نیاز بیان کروں گا۔ وقت ملاقات مقرر ہوا آپ تشریف لائے اور خوب ملاقات ہوئی۔ طبعیت بہت مسرور ہوئی۔ جناب سلیم شامی صاحب کو سُنّت و شریعت سے بھرپور، فقراء کا متلاشی اور علم تصوّف سے لبریز پایا۔ آپ نے بتایا کہ بہت کوششوں اور کاوش سے ایک کتاب "مجموعۃُ الاسرار" مرتب کی گئی ہے جو کہ جناب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتُوبات شریف پر مشتمل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہنوئی من جناب محمدؐ سجّاد شامی سے معلوم ہوا کہ راقم الحروف فقیر کو بھی تصوف سے شغف اور اولیاء کرام سے رُوحانی اُنس ہے تو آپ نے سوچا کہ ایک نُسخہ مجھے بھی عنایت فرمادیں۔

اللہ اکبر! وہ بشارت آج حقیقت پذیر ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولیوں کی کیا شان ہے اور کیا تصرفات ہیں۔ حیرت زدہ رہ گیا۔ میں نے جناب محمدؐ سلیم شامی

صاحب کو واقعات بشارت بیان کئے ۔ ملاحظہ کیا کہ اس وقت آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے شام چوراسی عرس مُبارک کے لا تعداد واقعات بیان کئے ۔ ذاتی مکاشفات و مشاہدات بھی بکمال محبت وعقیدت بیان کئے ۔ فقیر نے شاہی صاحب کو حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت میں لبریز و سرشار پایا ۔ آپ نے بتایا کہ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور سات سال کی عمر میں آثار ولایت ' عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوئے ۔ مسلمان ہونے پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی قوم آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اولاد کے قتل کے درپے ہوئی ۔ چنانچہ سُنّت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ہجرت کی ٹھانی ۔ قوم ہنود نے تعاقب کیا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ معہ اہل و عیال ایک مصلہ پر بیٹھ کر آیت الکرسی کا وِرد فرماتے ہوئے دریا پار کر گئے ۔ اور ہندو دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے ۔ اس کرامت کا نتیجہ خاطر خواہ ہوا اور بہت سے اہل ہنود اور بابا نانک کے پیروکار مسلمان ہو کر عاقبت سنوار گئے ۔ فقیر کشف و کرامت کا شاہد ہے ۔ تمام باتوں پر یقین کیا ۔

" مجموعۃُ الاسرار " کیا ہے یہ کشف الاسرار ہے ۔ ہر ورق ' ہر مکتُوب ' ہر سطر تصوف اسلام اور اسرار ملکوتی کا ایک بے بہا خزانہ ہے ۔

یہ تھا اس فقیر کا حضرت سلیم شاہی صاحب سے اول تعارف ۔

مُجدّد الف ثانی حضرت سیّدی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ اپنے مکتوب دفتر دوئم مکتوب نمبر ۵۲ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

" وہ لوگ اللہ تبارک وتعالے کے ہم نشین ہوتے ہیں ۔ جس نے انہیں پہچان لیا اس نے اللہ بزرگ و برتر کو پہچان لیا ۔ "

احیائے اسلام سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں صوفیاء اعظام اور علماء حق '

میدان عمل میں اپنے اپنے فرائض میں تندہی سے کار بند رہے ہیں اور اپنے نورانی علم سے ہر خاص و عام کو راہ ہدایت کی رہنمائی فرماتے ہیں ۔ طریق لسانی، قلبی اور تحریری یعنی خواہ کوئی بھی طریق ہو ۔

حضرت الحاج محمد سلیم شامی صاحب مذہباً "سُنّی" حنفی، بریلوی اور نسبتاً "شیخ اور مولداً" و ساکناً" لاہوری ہیں ۔ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۴ جنوری ۱۹۲۳ء بروز جمعہ لاہور میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۵۷ء عیسوی میں زیارت حرمین شریفین کا شوق اغلب ہوا اور اسی سنہء منجانب فضل ربی عازم مدینہ منورہ ہوئے ۔ مکہ مکرمہ اور دربار رسالتمآبؐ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھوں کی پیاس بجھائی ۔ ماہ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں حضرت کو امام رّبانی مُجدّد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ۔ آپ نے مزید اِنکشاف کیاکہ صاحبزادہ سیّد پیر غلام جیلانی مجددی سجّادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف نے آستانہ مُجدّدیہ پر آپ کی نہ صرف دستار بندی فرمائی بلکہ خلافت بھی عطا فرمائی گو کہ شامی صاحب نہ ان کے مرید تھے اور نہ ہی ظاہرا" اس واقع سے قبل کوئی جان پہچان تھی ۔ دستار مبارک حضرت مخدوم علی ہجویری نوراللہ مرقدہ کے دربار عالیہ سے سرہند شریف پہنچی تھی ۔ جہاں دیوان بوہڑہ مل والد محترم تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کو ولادت کی خوشخبری حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملی تھی ۔ آپ نے مطلع کیاکہ آپ کو بھی اسی آستانہ عالیہ سے نہ صرف خلافت عطا ہوئی بلکہ حضرت تاج العارفین قطب الاقطاب عبدالنّبیؐ شامی نقشبندی نُورّاللہ مرقدہٗ کی عطا کردہ خلافت کی بھی تصدیق ہو گئی بلکہ مہر ثبت ہوئی ۔

تصنیف لطیف زیر نظر پروانہ ہائے تصوف و عرفان کے لئے نُور مشعل راہ

ثابت ہوگی ۔ یہ کتاب اس فقیر مست الست و سرمست کی رائے میں ایک گنجینہ نُور ہے ۔ فاضل مولف نے کوئی بات محض سُنی سُنائی یا صرف خوش عقیدگی کی بنا پر اس میں ضبط تحریر نہیں فرمائی ۔ یقیناً" شائقین کو ایسے بزرگوں کے حالات بھی اس کتاب میں دستیاب ہوں گے جو کہ بالکل نایاب و ناپید ہیں ۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ سلاسل معرفت کے مختلف شجرہ شریفوں میں چند ایک ایسے بزرگوں کے نام نامی اسم گرامی پائے جاتے ہیں جن کا حسب نسب نہیں ملتا ۔ وہ لوگ اس کتاب سے بہت مستفید ہوسکیں گے ۔ جناب حضرت محمدؐ سلیم شامی صاحب نے بے حد کاوش و عرق ریزی سے اس خزانہ کو جمع کیا ہے اور اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کا ثبوت دیا ہے ۔

میرا وجدان کہتا ہے کہ شامی صاحب نے منزل مراد پالی ہے ۔ خداوند کریم جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے' آپ کو اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے دن دونی و رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ۔ آمین !۔

۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء

مطابق

۱۱ شوال المکرم ۱۴۱۱ ہجری

حقیر سگ دربار دستگیر

مست الست فقیر الحاج ساجد جاوید اکبر قلندر قادری بی ۔ اے ۔

ایل ایل بی ۔ ایم ۔ اے (پنجاب)

ایم ۔ اے (امریکہ) ۔ آئی ایم ڈی پی (امریکہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

گذارشاتِ ناشر

اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتا ہوں کہ اُس نے اپنے خاص فضل و کرم سے بندۂ ناچیز کو عرصہ اڑھائی سال بعد کتاب ہذا کو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی سعادت سے ہمکنار فرمایا۔ اس امر کا اظہار بھی نہایت ضروری ہے کہ اصل مسودہ فارسی چھ جواہر پر مشتمل تھا مگر اُن کے مَتن مفقُود تھے جن کیلئے بندہ عالیجناب الحاج ساجد جاوید اکبر مدّ ظلّہ العالیٰ اور جناب الحاج پروفیسر غلام سرور رانا گورنمنٹ کالج لاہور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اِس سلسلہ میں اِستمداد چاہی۔ جنھوں نے بڑی جاں فشانی اور کاوش سے جواہرِ خمسہ کے مَتن مکمل فرمائے جنہیں اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جبکہ صفحات تین تا چھ اور شجرۂ طریقت کو بھی تبرکاً" شامل کیا گیا ہے تاکہ قارئین حضرات بالعموم اور اہلِ عمل بالخصوص اس سے اِستفادہ کر سکیں۔

بارگاہ اقدس میں دُعا ہے کہ وہ اِس سَعی کامل کو منظور و مقبُول فرمائے اور تمام کاوش دہندگان کو اجرِ عظیم سے نوازے۔

محمد سلیم شامی نقشبندی
عُفِی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حمد
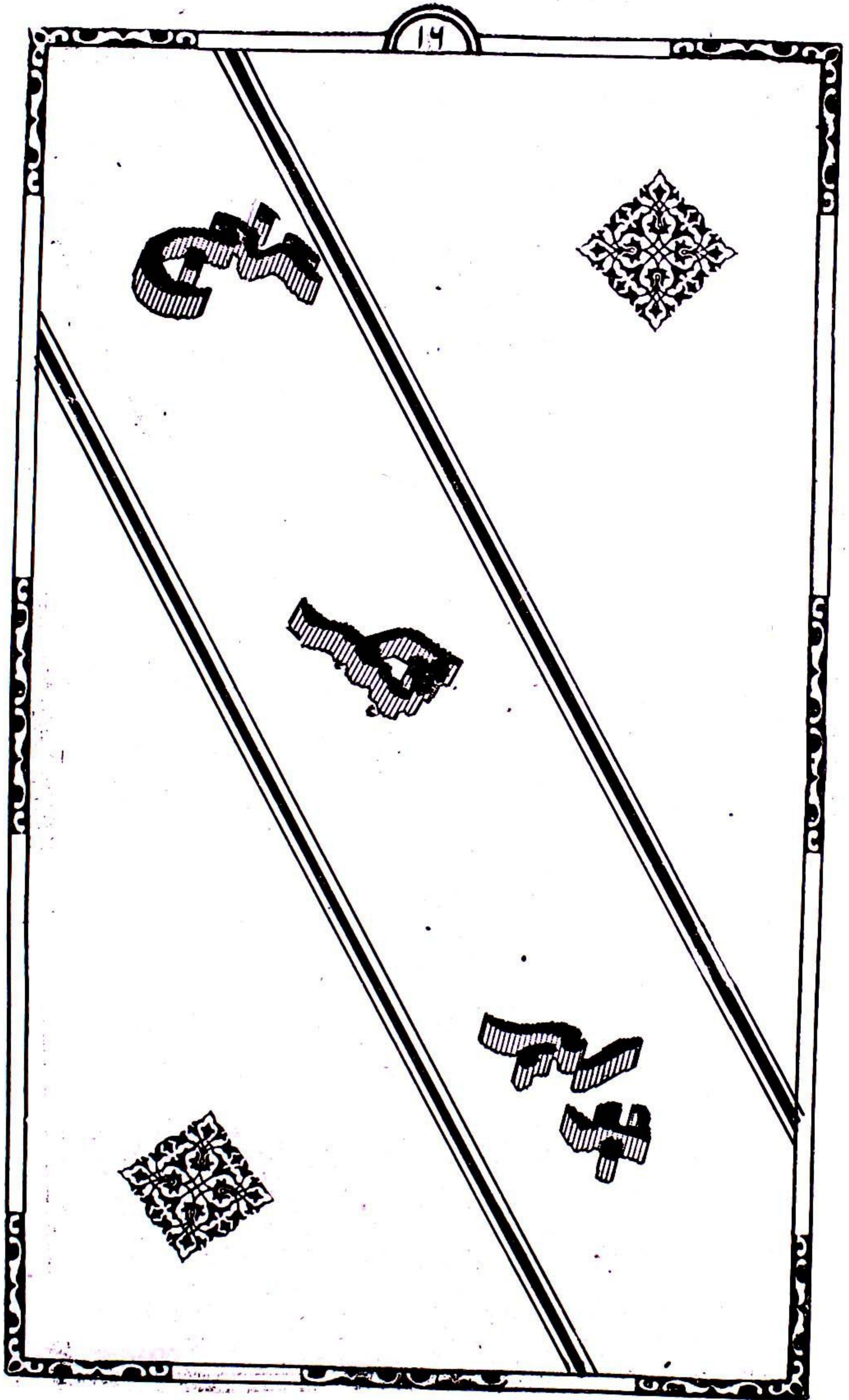
حمد بے شمار ذات سبحانہ تعالیٰ کے لئے جس نے سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف معراج سے نوازا جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مختلف خطابات و القابات سے نوازا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قدسیات اور محسوسات میں محبوب فرمایا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب عطا فرمائے جو چمک دار ستاروں کی طرح تھے اور حسن تصدیق اور طاعات کے ساتھ حضور علیہ الصواۃ و السلام سے طالب توجہ ہوئے ۔ یا الہ العالمین کامل رحمتیں اور برکتیں اور نعمتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور اصحاب پر اور ان کی اولاد پر نازل فرما ۔ یہ فقیر محمد رستم علوی حنفی چشتی ساکن دیپالپور اکثر اوقات ارادہ کرتا تھا کہ تمام بزرگان سلسلہء عالیہ چشت اہل بہشت کے حالات و اعمال جمع کئے جائیں اور اس سلسلے میں غیبی اشارے کا منتظر رہتا تھا کیونکہ اس کے بغیر جرات نہیں کر سکتا تھا ۔ آخر عالم غیب سے بشارت نصیب ہوئی اور اللہ جلّہ مجدہٗ کی عطا کردہ توفیق سے اس کام کو شروع کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بزرگوں کا کہا ہوا ہے اور جو ظاہر کر رہا ہوں اس کو عالموں نے ظاہر کیا ہے اور جو کچھ باندھ رہا ہوں اس کو بزرگوں نے باندھا ہے۔ اس لئے کہنا ظاہر کرنا اور روکنا تحصیل حاصل سمجھیں ۔ اکثر حالات مختلف کتابوں سے لئے گئے اور عارفوں کی زکوۃ کے نکتے مختلف مقامات سے بطور تبرکاً" لئے گئے ۔ جسے اپنے لئے باعث نجات سمجھا ۔

یہ کتاب "جواہر شکر گنج" مطابق تعداد حروف شکر گنج چھ جوہروں ایک دیباچہ

اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ یہ چھ جواہر میں نے پروئے ہیں اور پہلے اس کے تمہید بیان کی ہے تاکہ اس کو سرسری اقوال کا مجموعہ نہ سمجھا جائے بلکہ سرداران اولیا کے اقوال ہیں۔ زہدالانبیاء کے حکم سے نمک سے شکر ہو گئی۔ خزانوں کی طرح اور پھر دوبارہ شکر سے نمک ظاہر ہو گیا۔ کبھی وجود میں تمام شکر آ جاتی ہے اور کبھی شکر سے نمک ظہور کرتا ہے۔ بعض دفعہ ان کے طے کے روزے سے ظہور ہوتا تھا۔ تمامی ولایت سے ان کا منہ بھرا ہوتا تھا۔ اس ہادی کے منہ میں خاک شکر ہو جاتی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مبارک لقب گنج شکر نور اللہ مرقدہ' ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے کوئی غمگین نہ رہے۔

۱۱۵۷ ہجری

مطابق

۱۷۴۵ عیسوی

فقیر محمد رُستم علوی حنفی چشتی
رحمتہ اللہ علیہ
ساکن دیپالپور ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا جوہر

یہ جوہر سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ (نظامیہ صابریہ) کے بارے میں ہے ۔ جن میں حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند غریب نواز عطائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر شہباز عظیم نور اللہ مرقدہ ' حضرت سلطان المشائخ خواجہ خواجگاں نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت فخر جہان فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت خواجہ غلام فرید نور اللہ مرقدہ حضرت شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر جی یحییٰ گنگوہی نور اللہ مرقدہ ' حضرت میاں عمر الدین قبلہ عالم گڑھ شنکری (ہوشیار پور) نور اللہ مرقدہ ' حضرت میاں محمد علی رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت میاں قربان علی رحمتہ اللہ علیہ حضرت میاں مہربان علی چشتی نظامی بدرمی طالبی نور اللہ مرقدہ ' وہ اکابرین امت ہیں جن کے تذکرو فرمودات روحانی زندگی کی بقاء ترقی کیلئے عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن کو پڑھنے سے اعمال صالحہ کا جذبہ زندہ ہوتا ہے اور راہ سلوک کے طالبین اپنی تشنگی کا سامان بھی کر سکتے ہیں ۔ جہاں ایمان و یقین سے بہرہ ور دیندار اصحاب اس کی لذت و شیرینی سے فیض یاب ہو سکتے ہیں ۔ وہاں عقل و فلسفہ اور جدید روشنی کا بھٹکا ہوا خیرہ چشم و مرعوب بھی اپنے آئینہ قلب کو جلا بخش سکتا ہے۔

انہی کاملین واکملین کی محنت اور بے مثال کاوش سے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا پودا ایک سدا بہار تناور درخت میں تبدیل ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ شبہ قارہ اسلام کا گہوارہ بن گیا اور عوام الناس کے ذاتی تشخص کے شعور نے انہیں ایک علیحدہ مملکت کے مطالبہ سے ہمکنار کیا اور یہ مملکت خدا داد پاکستان منصۂ شہود پر آئی اور اسلامی ترویج کا تذکرہ شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے زبور عجم میں اس طرح فرمایا:-

مرا بنگر در ہندوستان دیگر نمی بینی
برہمن زادہء رمز آشنائے روم تبریز است

اسلاف کے احسانات کا بیان درحقیت اللہ جل مجدہ کے شکر کی ہی ایک صورت ہے کیونکہ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" ان بزرگان دین کے تذکار و ملفوظات ان کی عدم موجودگی میں ان کی صحبت و معیت کے قائم مقام ہیں کیوں نہ ہو

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ویسے بھی اس سلسلے سے منسلک حضرات اکثر یہ اشعار اطمینان قلب اور سکون کی دولت کے حصول کیلئے بطور وظیفہ پڑھتے ہیں

بگیر داب بلا افتادہ کشتی
ضیعفان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمانؒ ہارون
مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

پروفیسر الحاج غلام سرور رانا
شعبہء سیاست گورنمنٹ کالج لاہور

دوسرا باب

عمل تکسیر یا صدر مؤخر کرنا

اگر کسی اسم یا آیت یا کسی بھی عبارت کی تکسیر کرنی درکار ہو تو اسکو علیحدہ علیحدہ حروف میں لکھیں اور ایک سطر قائم کریں۔ پھر اس کے بعد دوسری سطر اس طرح سے قائم کریں کہ ایک حروف بائیں سے لیں۔ پھر ایک حروف دائیں سے پھر ایک بائیں سے۔ یہی عمل کر کے سطر ختم کریں۔ دوسری سطر پر پھر یہی قائدہ استعمال کریں اور سطریں پیدا کرتے جاویں۔ حتیٰ کہ سطر اوّل آخر میں ظاہر ہو جاوے اس پر عمل تکسیر ختم ہو گا۔ اس عمل و قائدہ کو علمِ جعفر میں صدر مؤخر کرنا بھی کہتے ہیں آخری سطر کو زمام کہتے ہیں۔ مثلاً:

ساجد جاوید اکبر کی تکسیر صدر مؤخر یوں ہو گی۔

س ا ج د ج ا و ی د ا ک ب ر

ر س ب ا ک ج ا د ج ی ا و

و ر ا س ی ب ج ا د ک د ج ا

ا و ج ر د ا ک س د ی ا ب ج

ج ا ب و ا ج ی ر د س ا ک

ک ج ا ا س ب د و د ا ر ج ی

ی ک ج ج ر ا ا د س و ب د

د ی ب ک و ج س ج د ر ا ا ا

ا د ا ی ا ب ر ک د و ج ج س — زمام

س ا ج د ج ا و ی د ا ک ب ر — سطر اخیر

نقوش

بنیادی فلسفہ

نقوش کسی اسم، کسی آیتِ مُبارکہ یا کسی عبارت کا ایک خاص مقصد کے لئے ایک اعدادی مجموعہ ہوتا ہے۔ اعداد سوائے ایک خاص اصول کے تحت اس طرح سے قیمت مقرر کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک اہم راز یہ ہے کہ نقوش کے خانہ جات چار عناصر پر منقسم ہوتے ہیں۔ یعنی آبی۔ خاکی۔ بادی اور آتشی۔ مثلاً کسی کو مسخر کرنا مطلوب ہے تو یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ شخص اور مطلوب ہم مزاج ہیں یا نہیں۔ اگر مزاج مختلف ہو تو عمل اثر کریگا۔ اس واسطے نسرِ اسم یا تعداد مراتب لیکر دونوں کو ہم مزاج کر لیتے ہیں تاکہ اثر جلد اور قوی ہو۔

بنیادی نقوش

مثلث، مربع اور مخمس ہیں۔ یہ جاننا ازبس ضروری ہے کہ انواح کو کس طرح سے منتخب کیا جاتا ہے۔ علماء جعفر نے چند اہم اصول وضع کئے ہیں، جو کہ یوں ہیں:

۱۔ اگر غرض تفرقہ یا نقصان یا طلاق ہے تو نقش مثلث کارآمد ہوگا۔

۲۔ اگر مطلب جنسِ ازواج یعنی محبت، جذب القلوب ہے تو مخمس سے کام لینا سود مند ہوگا۔

۳۔ اگر جملہ مطالب دینوی ہے۔ مثلاً حصول دولت، اتفاق وغیرہ تو مربع

نقش ذو اثر ہوگا۔

اہم اصول

قائدہ و قواعد کی رو سے نقش اس وقت تک کام نہیں دیگا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ غرض مطلب کا اظہار نہ ہو۔ عزیمت بھی اسی مقصد کے لئے وضع کی جاتی ہے۔ اور عزیمت سے موکلاتِ نقش کو تکمیلِ مقصد کے لئے سوگند دینا نقش کو قوی کرتا ہے۔

قاعدہ کلیہ

نقش بھرنے سے قبل تین امور سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔ یعنی اعداد طرح۔ اعداد طبعی اور اعداد کسر۔

اعداد طرح کے واسطے نقش کے تمام خانے شمار کریں۔ جتنے خانے ہوں۔ اُن سے ایک کم کریں اور باقی کو نصف کریں اور ایک طرف کے جتنے خانے ہوں اُن سے ضرب دیں۔ اس طرح سے اعداد طرح برآمد ہوں گے۔ اعداد طبعی کے واسطے ایک نقش کے جتنے خانے ہوں۔ اُن میں ایک بڑھا دیں اور پھر نصف کر کے ان اعداد کو ایک پٹی کے خانوں سے ضرب دیں اور اگر عدد مطلوبہ کو مقرر عدد نقش پر تقسیم کرنے سے اگر کچھ باقی رہے تو اُسے کسر کہتے ہیں۔ جو کسر باقی بچے اُسکو ایک پٹی کے خانوں سے ضرب دیں اور جتنے خانے نقش کے ہیں۔ اُن میں ایک بڑھا دیں پھر ان اعداد سے پہلے اعداد طرح کر دیں۔ باقی کے خانہ میں ایک کا اضافہ کریں۔

مثلث : نقش کی چار چالیں ہیں : آتشی چال ہلاکت۔ عداوت اور بیماری کے واسطے استعمال ہوتی ہے۔ آبی چال رہائی۔ سحر و آسیب کو رفع کرنے اور بند کاموں

کے واسطے استعمال ہوتی ہے۔ خاکی چال برائے زبان بندی، خواب بندی اور بستہ کے لئے ہوتی ہے۔ بادی چال ترقی، تسخیر اور حُب کے واسطے کارآمد ہے مثلث پُر کرنے کے لئے طریقہ یہ ہے کہ جتنے کا نقش وضع کرنا ہو، اُس میں سے بارہ تفریق کریں۔ باقی کو تین پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت کو خانہ اول میں رکھ کر چال مقررہ سے ہندسے لکھتے جاویں۔

مربع کی بھی چار چالیں ہوتی ہیں۔ کل تعداد سے ۳۰ عدد طرح کریں۔ باقی کو چار پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت کو خانہ اوّل میں رکھ کر نقش پُر کریں اور نقش مخمّس کے لئے کل اعداد میں سے ۶۰ تفریق کر کے بقایا کو ۵ پر تقسیم کریں اور خارج قسمت کو اوّل خانہ میں رکھ کر نقش پُر کرنا شروع کریں۔

نوٹ : علم نقوش ایک وسیع علم ہے۔ تمام قواعد کی تفصیل اس کتاب کا موضوع نہیں ہے۔ صرف اجمالاً چند ایک امور پر بحث کی گئی ہے۔

تیسرا جوہر

یہ جوہر اعمال کے بارے میں ہے اور نفل عبادتوں کے ذکر سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

(۱) اعمال کے بارے میں۔

جان لو کہ جب طالب مراتب ابرار اور اخیار کو طے کر چکے تو اس کو چاہیئے کہ دعوت اسمار الٰہی[1] میں مشغول ہو تاکہ اسرار الٰہی اور حقائق اشیار اس پر منکشف ہوں اور تصرفات ظاہری و باطنی حاصل ہوں۔ اور یہ بھی لازم ہے کہ جب اسمار عظام کی دعوت شروع کرے تو پہلے اس فن کو کسی مرشد کامل سے سیکھے اور مرشد کامل وہ ہے جو[1] اسمائے الٰہی کے ہر مراتب سے واقف ہو اور[2] ان کے مؤکلات اور ماہیات اصلی کو خوب پہچانتا ہو۔ اور[3] حقائق اشیار اسکے دل پر روشن ہوں۔ اور وہ ان حالات پر مغرور نہ ہو۔ اور[4] سوائے محرم راز کے غیر کو نہ بتاتا ہو اور[5] کشف و کرامات کا مبتلا نہ ہو ورنہ ایسے شخص کو غاصب دعوت کہتے ہیں جس میں یہ صفات مسطورہ بالا پائی جائیں اس کو مرشد کامل تصور کرنا چاہیئے۔ بعض مشائخ جو بلا عمل اپنے مریدوں اور طالبوں کو ارشاد کر دیتے ہیں اور اجازت دیدیتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس میں تاثیر کم ہوتی ہے اور ناکامیابی بھی ظہور میں آجاتی ہے۔ یہ درویش نحویش بھی ایک مدت تک ہر ولایت میں پھرتا رہا اور اس اثنار میں بہت سے مشائخوں سے ملتا رہا۔ لیکن کسی جگہ ایسی بات نہ پائی کہ دل کو اطمینان ہوتا آخر کئی سال کے بعد حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور[2] حاجی حضور کی خدمت بابرکت میں پہنچا اور چند مدت ملازمت

---

[1] یعنی چہل اسمار ۱۲ مترجم عفی عنہ [2] آپ کا نام حاجی حمید ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں ان کا حال مختصر طور پر لکھا ہے اور آخر میں حضرت محمد غوث گوالیاری مصنف کتاب ہذا کا احوال اور حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچنا اور خطاب غوث سے شرف پانے کا بھی ذکر لکھا ہے ۱۲ مترجم۔

میں رہا البتہ ان کو اس فن میں کامل پایا جب اس فقیر کے احوال سے حضور سے اطلاع پائی تو بہت سی شفقت فرمائی اور محرم راز کیا اور تمام دعوات کلی و جزئی سے آگاہ کیا اس کے بعد یہ فقیر کئی سال تک ایک خلوت میں مشغول بدعوت رہا اور اسی اثنا میں یکایک عالم مغیبات کا ظہور پایا۔ اور ایسا کچھ دیکھا کہ ہیئت اسکی احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ آخرالامر بعنایت ازل الازل و بہدایت حبیب لایزال و بامداد پیران کامگار و مرشدان نامدار وہ مغیبات سب عمل میں آئے اور یہ عہد ہوا کہ قیامت تک اس فقیر کے سلسلہ میں رجعت نہ ہوگی) اور طریق دعوت اور شرائط اسماء بھی معلوم کرے اور جب دعوت دے تو شرائط اسماء اور شرائط عمل[1] کا ضرور لحاظ رکھے بلکہ واجب لازم جانے اس کے بعد اس راہ میں قدم رکھے

جب دعوت مرتب ہو تو روزہ موافق دوازدہ بروج یا موافق سبع سیارہ یا موافق عناصر اربعہ و طبائع یا جمل و سم نکال کر بارہ بار دیا ممات سات یا آٹھ آٹھ یا چار چار طرح دیگر عدد باقی ماندہ کو حسب قاعدہ احاد یا عشرات یا مآت یا الوف ہمیشہ بوقت معین پڑھا کرے۔

شرائط عمل — اور عمل کی یہ شرطیں ہیں اکل[1] حلال[2]۔ صدق مقال[3]۔ کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا۔ نیت درست رکھنا۔ صدق دل سے پڑھنا۔ مرشد کو ماننا۔ حق کی طرف دل لگانا (یعنی حضوری دل سے پڑھنا) روزہ بلا انفصال رکھنا۔ خلقت سے تنہائی اختیار کرنا۔ گوشہ گزین ہونا۔ کپڑا، جگہ۔ بدن پاک رکھنا مرشد سے اجازت لینا۔ انشراح خاطر رکھنا۔ نفس پر شدت اور تنبیہ کرنا۔ بے طلب[19] جانوروں کا ہلاک کرانا۔ حجرہ تنگ تاریک[20] مصفا رکھنا۔ بات کرنا کرانا کھانا پینا۔ اس کے لئے ایک[22] خادم مقرر کرنا۔ گوشت کی بو[23] سے آنکھ ناک کو بچانا۔ دل کو حسد و کبر سے صاف رکھنا۔ ترک کرنا حیوانات جلالی جمالی مکروہات محرمات احرامی کا حسب تفصیل ذیل ہے[1]

---

[1] عامل کو چاہیئے کہ تمام کھانے کی چیزیں اور ضروری اشیاء سب وجہ حلال سے پیدا کرے اور کسب کرکے انکو حاصل کرے اور نہایت ضرورت کو کسی سے قرض حسنہ اور جو روغن کنجد وغیرہ استعمال کرے تو اسمیں بھی احتیاط کرے اور کرم خوردہ کو نکالڈالے اور روغن کش کو خوب صاف کرے اور چمڑے کے برتن میں نہ رکھے اور کھانا اپلے وغیرہ اقسام گوبر سے نہ پکوائے بلکہ لکڑیوں کا استعمال کرے اور گھن کھائی ہوئی لکڑی سے بچائے[2] از منہ حضرت شیخ الاولیاء پیر دستگیر فرماتے ہیں اگر درمیان صوم بلا انفصال یوم عید واقع ہو تو چاہیئے کہ اس روز روزہ نہ رکھے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا منع ہے لیکن اور سب شرائط کو مرعی رکھے اور دعا کا معمول ہاتھ سے نہ دے عہ شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں

جلالی - مثل گوشت۔ ماہی ۔بیضہ۔ شہد۔ مشک ۔ چونہ صدف ۔ استعمال آب مشک اور اسی قبیل سے جو اور شے ہو مثل ڈول یا جلد کتاب یا کفش یا موزہ یا کمبل یا پشمینہ یا دستہ چاقو وغیرہ جو استخوان سے بنا ہو یا جماع وغیرہ۔

جمالی - دودھ دہی ۔ سرکہ۔ نمک عملی¹ (یعنی سانبھر وغیرہ) خرما وغیرہ اور قبلہ اور لمسہ وغیرہ (یعنی بوس وکنار مساس جو مباوی جماع ہیں)۔

مکروہات : لہسن پیاز۔ گندنا۔ حلتیت (ہینگ) وغیرہ۔

محرمات احرامی : بناؤ سنگھار کرنا۔ لباس فاخرہ پہننا۔ فصد یا حجامت سے خون نکلوانا سلا ہوا کپڑا پہننا اگر ایک بھی شرط ان میں سے فوت ہوگی اور شرائط مذکورہ بالا کے موافق عمل نہ کرے گا تو بے شک خطر عظیم واقع ہوگا۔ بلکہ جان کے لالے پڑ جائیں گے اس امر میں سب درویشوں کا اتفاق ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے حاشیہ پر بلفظ تنبیہ پھر لکھا ہے کہ "اگر ایک بھی شرط شرائط جلالی سے اثنائے دعوت میں فوت ہوگی تو جان سے کہ خیر نہیں کوئی عمل بغیر اجازت مرشد نہ کرے بلکہ اس کے بے حضور بھی نہ کرے۔ اور تسخیرات کے لئے تو سبھی شرائط کے ترک میں جان کا خطرہ تو نہیں ہے لیکن اجابت دعوت میں تاخیر ضرور ہوگی مگر شرائط باطل نہ ہوں گی" انتہی۔ ایسی حالت میں داعی کو لازم ہے کہ اس کے دفعیہ کے لئے عمل رد رجعت میں مشغول ہو اور اپنے مرشد کی طرف توجہ کرے اگر اپنے میں حالت نہ ہو تو دوسرے کو اس کے دفعیہ کے لئے مقرر کرے اور اگر نعوذ باللہ درمیان دعوت کے کوئی مرض لاحق ہو اور اس سے سخت عاجز ہو تو محض تصور ہی کر لیا کرے اگر اس سے بھی عاجز ہو کسی آدمی کو مقرر کرے کہ وہ روز پڑھ کر سنایا کرے صحت کے بعد اسکو پورا کرے اور یہ بھی واضح رہے کہ وقت دعوت اسم جلالی اور وقت دعوت اسم جمالی اسم جلالی نہ پڑھے اگر مشترک اسم ہو تو مضائقہ نہیں مگر اس کیلئے بھی شرائط جمالی و جلالی دونوں کا لحاظ رکھے اگر دعوت اسم جلالی کے وقت ضرورت اسم جمالی کے ہو تو اس کا

---

¹ نمک لاہوری کا استعمال رکھے ۱۲۔ ف۔ پسو مچھر کھٹمل جوں وغیرہ مارنا بال کترانا یہ سب محرمات احرامی میں داخل ہیں ۱۲۔

یہ طریقہ ہے کہ وہی اسم جمالی پڑھے مگر بجائے ہر کلمہ اسم جلالی۔ اسم جمالی قراءت کرے
اور جو جلالی کے وقت جمالی کی ضرورت آپڑے تو اس کے برعکس کرے لیکن ان دونوں
حالتوں میں چاہیے قدیم ورد کو خواہ جلالی یا جمالی ہو ترک نہ کرے۔ اسم جلالی کو روز
سہ شنبہ اور مشترک کو روز چہارشنبہ اور جمالی کو روز پنجشنبہ سے شروع کرے اور جس
ساعت میں اول روز شروع کیا ہے اسی ساعت میں ہر روز شروع کرے مثلاً جیسے
روز عامل نے شمس میں عمل شروع کیا ہے تو ہر روز بھی اسی ساعت میں شروع کرے
ف: حضرت مسیح الاولیاء پیر دستگیر فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو مطلب جمالی میں یا نزول
بلا (کہ یہ لوگ لئے سخت مخالف ہیں) واقع ہوں تو چاہیئے کہ اپنے مطلب کے موافق آیات
کے تعین کے لئے نیت کرکے پڑھے کہ اس سے بھی وہی مطلب حاصل ہوتا ہے
جو مد نظر ہو آتا ہے لیکن تعین قراءۃ میں فرق نہ آئے اور یہ قید دعوت میں ہے نہ
زکوٰۃ میں اگر اثنائے شرائط میں ایک روز پانچ ہزار بار اور دوسرے روز چھ ہزار بار
پڑھے تو کچھ خوف نہیں ہاں دعوت سریع الاجابت اور دعوت حاجت میں تعداد مقررہ
معینہ سے ہرگز تجاوز نہ کرے کہ اس میں خوف ہے۔ ف: حضرت مسیح الاولیاء
قدس سرہ واقدس علینا فتوحہ فرماتے ہیں کہ اگر قراءۃ دعوت روزمرہ کی تعداد اتنی
ہو کہ روزے روز تمام نہ ہو سکے تو اس کی سہل ترتیب یہ ہے کہ دو پاس آخر شب
اور دو پاس اول شب سے بھی قراءۃ روزمرہ میں داخل کرے اور ورد معینہ کو اس آخر پہر
میں پورا کرے دعوت سے پہلے تین روزے رکھے اگر اسم جلالی ہو تو دو شنبہ اور جمالی
ہو تو شنبہ اور مشترک ہو تو یک شنبہ سے روزہ رکھے جو چوتھی رات آئے تو کھانا نہ کھائے اور
وضو کرکے گوشہ میں بیٹھے اور استغفار پڑھنا شروع کرے پھر زمین پر آرام کرے پچھلی رات
کو اٹھے وضو کرکے دوگانہ تحیۃ الوضو ادا کرے اس کے بعد دوگانہ بہ نیت کشف
الارواح پڑھے جس کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ کَشْفِ
الْاَرْوَاحِ مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں وَاللّٰهُ غَالِبٌ
عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پڑھے اور سلام کے بعد ہزار بار یہ دعائے ملکیہ پڑھے۔

لَا دَوَاءَ وَّ اٰیَةً اور عین اس دعا کی مشغولی میں اپنے باطن پر توجہ کرے اللہ کی عنایت سے ارواح نمودار ہونگی پھر چوتھے روز طلوع آفتاب کے وقت غسل[1] پاک کرے اور دوگانہ تحیۃ الوضو ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سات باریہ آیت پڑھے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ؕ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ یا کلمہ شہادت اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ یا کلمہ تمجید پڑھے اور سلام کے بعد ستر باریہ آیت پڑھے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ پھر خدا تعالیٰ سے اپنی مراد مانگے اس کے بعد ارواح مطہرات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے عظام وعشرہ مبشرہ اور جمیع اصحاب کرام و شہدائے نامدار و مشائخ کبار کو ایک ایک دوگانہ علیحدہ علیحدہ اور پیران ظاہر و باطن کی ارواح طیبات کو اکتالیس بار سورہ فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچائے۔ پھر اذا زلزلت الارض دو بار اور سورہ اخلاص تین بار اور سورۂ فاتحہ پانچ بار مخصوص بہ ثواب ارواح پیران سہروردیہ اور دوگانہ بارواح قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت غوث الثقلین سید شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز ادا کرے اور فاتحہ پڑھ کر بتوجہ تمام متوجہ ہو کر مدد طلب کرے۔ پھر ایک دوگانہ مخصوص بارواح حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور ادا کرے بعدہ فاتحہ پڑھے

---

[1] غسل پاک سے یہ مراد ہے کہ بے جنابت ہو (یعنی ناپاک نہ ہو) اگر جنبی ہو یا شبہ ہو تو پہلے غسل جنابت کرے پھر غسل پاک کرے جو بہ نیت دعوت ہے کہ بعد غسل پاک کے بعد سات بار ہتھیلی پر پانی لے اور ہر دفعہ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھکر دم کر کے اپنے سر پر ڈالے تاکہ حصار دعوت اور مانع رجعت ہو اور شرائط یا دعوت کیسے بھی جب غسل کرے تو اسی طریق کو عمل میں لائے۔ غسل کے بعد کسی سے بات چیت نہ کرے کم سے کم ہزار بار جبتک پڑھ لے اور ہر شرد کے شروع میں نصاب سے لیکر ختم تک ان سات شرائطوں میں غسل اور دوگانہ لازم ہے۔ اگر غسل کے بعد وضو ٹوٹ گیا ہو تو اگر نہ ٹوٹا ہو تو اسی وضو سے کئی شرائطیں ادا ہو سکتی ہیں پھر غسل اور وضو اور دوگانہ کی ضرورت نہیں مگر ایک شرد کی قرأۃ کو جبتک پورا نہ کرے دوسری شرد کی قرأۃ شروع نہ کرے ۱۲

اور ننانوے ۹۹ بار یا ظہور الحق کہے اور مدد طلب کرے (مترجم کہتا ہے کہ ایک نسخے کے حاشیہ پر اتنا اور زیادہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دوگانہ بروح غوث الاسلام والمسلمین حضرت شیخ محمد غوثؒ اور ایک دوگانہ بروح سلطان المحققین حضرت شیخ عیسےٰ عنداللہ اور ایک دوگانہ بروح قطب الموحدین حضرت شیخ برہان الدین محمد راز الٰہی ادا کرے) لیکن اتنا نہ ہوسکے تو حضرت شیخ مؤلف کتاب کی روح کو تو ضرور ہی دوگانہ و فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچائے اس سے یہ مراد نہیں کہ دوگانہ ہائے مسطورہ بالا کو ترک کر دے۔ پھر ایک دوگانہ بہ نیت سلامتی مرشد ادا کرے اگر مرشد برحق زندہ ہو ورنہ ان کی رُوح پاک کو ثواب پہنچائے۔ پھر ایک دوگانہ بہ نیت تحیۃ اللہ ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کیس ۲۵ پڑھے پھر حضور دل کیساتھ جناب الٰہی میں متوجہ ہو اور ستر بار درود پڑھے اور پھر سجدہ میں جائے اور عرض حاجات کرے۔ پھر ننانوے ۹۹ بار اسم اور ستر بار درود پڑھے۔ پھر دعوت اسم شروع کرے۔ جس مقدار سے پڑھنا شروع کیا ہے اتمام دعوت تک شب و روز پڑھے اور مصلّے سے اٹھتے بیٹھتے ہر روز ہر وقت دعائے اجابت پڑھتا رہے اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ عَلٰی اَقْفَالَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھَا وَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ بِغَیْرِہٖ وَبِحَقٍّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَیَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَیَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ وَیَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ یَا رَبِّیْ فِیْ قَضِیَّتِیْ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا وَہَّابُ یَا فَتَّاحُ یَا بَاسِطُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ بعد تمام شرائط و اختتام دعوت کچھ نان اور شیرینی فقراء کو تقسیم کرے اور ان سے دُعا کی استمداد کرے۔

(۲) نفل عبادتوں کے بارے میں:

نوافل شب جمعہ جمعہ کی رات میں بین العشائین بارہ رکعت پڑھے۔ اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔

ایضاً: عشاء کے فرض اور سنت کے بعد دس ۱۰ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے تو شب قدر کی

نوافل شب سہ شنبہ دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور معوذتین پندرہ بار اور سلام کے بعد درود شریف اور آیۃ الکرسی اور استغفار پندرہ بار پڑھے۔

نوافل روز سہ شنبہ اشراق کے بعد نصف النہار تک بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے اور اخلاص تین بار۔

نوافل شب چہار شنبہ چھ رکعت تین سلام سے ادا کرے اور ہر ایک میں قل اللھم تا بغیر حساب ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد ستر بار کہے جزی اللہ محمدًا عنا ما ھو اھلہ ومستحقہ ومستوجبہ۔

ایضاً:۔ دو رکعت عشاء کے بعد پڑھے اول میں سورۂ فلق دس بار اور دوسری میں سورۂ والناس دس بار پڑھے اور بعد فراغ صلوٰۃ استغفار۔

نوافل روز چہار شنبہ اشراق کے بعد بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور تینوں قل تین تین بار۔

نوافل شب پنجشنبہ بین العشائین دو رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور تینوں قل پانچ پانچ بار پڑھے اور سلام کے بعد پندرہ بار استغفار اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَ ھٰذَا الْوَالِدَیَّ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا۔

نوافل روز پنجشنبہ ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت پڑھے اول آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری میں اخلاص سو بار اس کے بعد درود شریف واستغفار سو سو بار پڑھے۔

ہفتہ بھر کے اذکار کا بیان

عابد کو چاہیئے کہ ان دعاؤں کو سو بار اس ترتیب سے پڑھا کرے
ہفتہ کو:۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اتوار کو:۔

؎ واضح ہو کہ بہترین اذکار تلاوت قرآن شریف ہے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت عظمیٰ نہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تمام رات جاگنے کا ثواب پاوے۔

نوافلِ یومِ جمعہ چاشت کے وقت بارہ رکعت پڑھے اور جو آیتیں یاد ہوں وہ پڑھے اور سلام کے بعد درود شریف کا موظف ہو۔

نوافلِ روزِ شنبہ چالیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون تین بار اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار۔

نوافلِ شبِ یکشنبہ بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار اور معوذتین ایک بار اور سلام کے بعد درود شریف سو بار اور استغفار سو بار اور لاحول سو بار اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ سو بار پڑھے۔

نوافلِ روزِ یکشنبہ اشراق کے بعد چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں امن الرسول ایک بار پڑھے۔

ایضاً: ظہر کی نماز کے بعد چار رکعت دو سلام سے پڑھے اول میں الم تنزیل الکتاب سجدہ دوسری میں تبارک الذی بیدہ الملک تیسری اور چوتھی میں ایک ایک بار سورہ جمعہ۔

نوافلِ شبِ دوشنبہ چار رکعت پڑھے اول میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بار اور دوسری میں بیس بار تیسری میں تیس بار چوتھی میں چالیس بار اور سلام کے بعد اخلاص اور معوذتین اور درود شریف اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پچھتر بار پڑھے۔

نوافلِ روزِ دوشنبہ اشراق کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد بارہ دفعہ سورۂ اخلاص اور بارہ دفعہ استغفار پڑھے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ پیر کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَزِیْزًا جَلِیْلًا یَا عَزِیْزُ یَا جَلِیْلُ۔ منگل کو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بدھ کو:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا۔ جمعرات کو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ جمعہ کو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اس کے بعد دو رکعت پڑھے اور قرآن شریف سے جو یاد ہو قرأت کرے اور سلام کے بعد سجدے میں جا کر حق تعالیٰ سے اپنی حاجت چاہے۔

دوسری ترتیب جو سلطان الموحدین حضرت شیخ ظہور الحق والشرع والدین سے

منقول ہے کہ ہر روز ایک ہزار بار اس ترتیب سے پڑھے۔ وہ یہ ہے۔

(ہفتہ) شنبہ:۔ یَا ھُوَ یَا اَللّٰہُ (اتوار) یکشنبہ:۔ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ

(پیر) دوشنبہ:۔ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ (منگل) سہ شنبہ:۔ یَا صَمَدُ یَا فَرْدُ

(بدھ) چہارشنبہ:۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (جمعرات) پنجشنبہ:۔ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ

(جمعہ) آدینہ:۔ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

نوعِ دیگر:۔ مروی ہے حضرت شیخ الشیوخ رضی اللہ عنہ سے کہ ہر روز حسبِ ذیل ایک ہزار ایک بار پڑھے۔

(ہفتہ) روز شنبہ:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ روز یکشنبہ (اتوار):۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (پیر) روز دوشنبہ:۔ درود شریف روز سہ شنبہ (منگل):۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ

بقیہ حاشیہ:۔ فردوس آرام گاہ حضرت شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ چہار باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسبِ ذیل ترتیب سات روز میں قرآن شریف ختم کرنا بہت ہی قبولیت رکھتا ہے۔

جمعہ:۔ سورۂ فاتحہ سے آخر مائدہ تک شنبہ کو انعام سے آخر توبہ تک یکشنبہ کو سورۂ یونس سے آخر سورۂ مریم تک۔ دوشنبہ کو سورۂ طٰہٰ سے آخر قصص تک سہ شنبہ کو عنکبوت سے آخر صاد تک چہارشنبہ کو سورۂ زمر سے آخر سورۂ رحمٰن تک۔ پنجشنبہ کو سورۂ واقعہ سے آخر قرآن تک پڑھ کر سجدہ کرے اور خدا تعالیٰ سے حاجت چاہے۔ ۱۲ مترجم

الْعَظِیْمِ روز چہار شنبہ:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ روز پنجشنبہ: یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ جمعہ:۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۞

جوہر

اس جوہر میں مسبع عشر اور چشتیہ اوراد تحریر کئے گئے ہیں۔ بعد ازاں ننانوے اسمائے حسنیٰ اور چہل اسماء باری تعالیٰ تحریر کئے ان کے بعد دعائے حزب البحر ہے اور ارشادات کے ساتھ دعائے سیفی ہے، دعا مغنی اور اس کا اعتصام ہے۔ اس کے بعد دعائے حزب امیرین ہے اور مابعد دعائے کیمیائے سعادت ہے۔ جملہ دعا ہائے مدعا بر لانے میں قبولیت کے واسطے اکسیر ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ننانوے ۹۹ اسماء حسنیٰ

① اَللّٰہُ خدا کا نام	⑥ اَلسَّلَامُ بے عیب ذات	⑩ اَلْجَبَّارُ سب سے زبردست
② اَلرَّحْمٰنُ بے حد رحم کرنیوالا	⑦ اَلْمُؤْمِنُ امن و ایمان دینے والا	⑪ اَلْمُتَکَبِّرُ بڑائی اور بزرگی والا
③ اَلرَّحِیْمُ بڑا مہربان	⑧ اَلْمُهَیْمِنُ نگہبان	⑫ اَلْخَالِقُ پیدا کرنے والا
④ اَلْمَلِکُ حقیقی بادشاہ	⑨ اَلْعَزِیْزُ سب پر غالب	⑬ اَلْبَارِیُٔ جان ڈالنے والا
⑤ اَلْقُدُّوْسُ برائیوں سے پاک ذات		

(۱۴) المصوّر
صورت دینے والا

(۱۵) الغفّار
درگزر اور پردہ
پوشی کرنے والا

(۱۶) القہّار
سب کو اپنے قابو
میں رکھنے والا

(۱۷) الوہّاب
سب کچھ عطا
کرنے والا

(۱۸) الرزّاق
بہت بڑا روزی
دینے والا

(۱۹) الفتّاح
بہت بڑا مشکل کشا

(۲۰) العلیم
بہت وسیع علم
والا

(۲۱) القابض
روزی تنگ کرنیوالا

(۲۲) الباسط
روزی فراخ
کرنے والا

(۲۳) ۔ الخافض
پست کر
دینے والا

(۲۴) الرافع
بلند کر دینے
والا

(۲۵) اَلْمُعِزُّ
عزت دینے
والا

(۲۶) اَلْمُذِلُّ
ذلت دینے
والا

(۲۷) السمیع
سب کچھ
سننے والا

(۲۸) البصیر
سب کچھ دیکھنے والا

(۲۹) الحکم
حاکم مطلق

(۳۰) العدل
سرتاپا انصاف

(۳۱) اللطیف
بڑا لطف وکرم
کرنے والے

(۳۲) الخبیر
باخبر اور آگاہ

(۳۳) الحلیم
بڑا بردبار

(۳۴) العظیم
بڑا بزرگ

(۳۵) الغفور
بہت بخشنے والا

(۳۶) الشکور
قدر دان

(۳۷) العلی
بہت بلند وبرتر

(۳۸) الکبیر
بہت بڑا

(٣٩) **الحفیظ** — سب کا محافظ

(٤٠) **المقیت** — سب کو روزی اور توانائی دینے والا

(٤١) **الحسیب** — سب کے لئے کفایت کرنیوالا

(٤٢) **الجلیل** — بڑے اور بلند مرتبہ والا

(٤٣) **الکریم** — بہت کرم کرنے والا

(٤٤) **الرقیب** — بڑا نگہبان

(٤٥) **المجیب** — دعائیں سننے اور قبول کرنے والا

(٤٦) **الواسع** — وسعت والا

(٤٧) **الحکیم** — بڑی حکمتوں والا

(٤٨) **الودود** — بڑا محبت کرنے والا

(٤٩) **المجید** — بڑا بزرگ

(٥٠) **الباعث** — مردوں کو زندہ کرنے والا

(٥١) **الشہید** — حاضر و ناظر

(٥٢) **الحق** — برحق و برقرار

(٥٣) **الوکیل** — بڑا کارساز

(٥٤) **القوی** — بڑی طاقت و قوت والا

(٥٥) **المتین** — شدید قوت والا

(٥٦) **الولی** — مددگار اور حمایتی

(٥٧) **الحمید** — لائق تعریف

(٥٨) **المحصی** — اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا

(٥٩) **المبدی** — پہلی بار پیدا کرنے والا

(٦٠) **المعید** — دوبارہ پیدا کرنے والا

(٦١) **المحیی** — زندگی دینے والا

(٦٢) **الممیت** — موت دینے والا

(٦٣) **الحی** — ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا

(۶۴) الْقَيُّوْمُ
سب کو قائم رکھنے
اور سنبھالنے والا

(۶۵) الْوَاجِدُ
ہر چیز کو پانیوالا

(۶۶) الْمَاجِدُ
بزرگی اور بڑائی والا

(۶۷) الْوَاحِدُ
الْاَحَدُ
ایک اکیلا

(۶۸) الصَّمَدُ
بے نیاز

(۶۹) الْقَادِرُ
قدرت والا

(۷۰) الْمُقْتَدِرُ
پوری مقدرت
رکھنے والا

(۷۱) الْمُقَدِّمُ
پہلے اور آگے
کرنے والا

(۷۲) الْمُؤَخِّرُ
پیچھے اور بعد میں
رکھنے والا

(۷۳) الْاَوَّلُ
سب سے پہلے

(۷۴) الْاٰخِرُ
سب کے بعد

(۷۵) الظَّاهِرُ
ظاہر و آشکارا

(۷۶) الْبَاطِنُ
پوشیدہ و نہاں

(۷۷) الْوَالِیُ
متولی اور
متصرف

(۷۸) الْمُتَعَالِ
سب سے
بلند و برتر

(۷۹) الْبَرُّ
بڑا اچھا سلوک
کرنے والا

(۸۰) التَّوَّابُ
بہت زیادہ توبہ
قبول کرنے والا

(۸۱) الْمُنْتَقِمُ
بدلہ لینے والا

(۸۲) الْعَفُوُّ
بہت زیادہ معاف کرنیوالا

(۸۳) الرَّؤُوْفُ
بہت بڑا مشفق

(۸۴) مَالِكُ الْمُلْكِ
ملکوں کا مالک

(۸۵) ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
عظمت وجلال اور انعام و اکرام والا

(۸۶) الْمُقْسِطُ
عدل و انصاف
قائم کرنے والا

(۸۷) الْجَامِعُ
سب کو جمع کرنیوالا

(۸۸) الْغَنِیُّ
بڑا بے نیاز
و بے پروا

(۸۹) الْمُغْنِیُ
بے نیاز وغنی
بنا دینے والا

۹۰ اَلْمَانِعُ
روک دینے والا

۹۱ اَلضَّارُّ
ضرر پہونچانے والا

۹۲ اَلنَّافِعُ
نفع پہونچانے والا

۹۳ اَلنُّوْرُ
سرتاپا نور اور نور بخشنے والا

۹۴ اَلْهَادِيُ
سیدھا راستہ دکھانے اور اس پر چلانے والا

۹۵ اَلْبَدِيْعُ
بے مثال چیزوں کو ایجاد کرنے والا

۹۶ اَلْبَاقِيْ
ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا

۹۷ اَلْوَارِثُ
سب کے بعد موجود رہنے والا

۹۸ اَلرَّشِيْدُ
راستی اور نکوئی پسند کرنے والا

۹۹ اَلصَّبُوْرُ
بڑے صبر و تحمل والا

چہل اسمائے الٰہی

دعوت حروف ذیل بہترین دعوت ہے اور بے حد و حساب فائدوں پر مشتمل ہے اگر شرائط تمام اس دعوت کو کوئی پورا کرے تو اس کا شمار علماء اعظام میں ہو، علم لدنی حاصل ہو، تجلیات لاتعداد ملاحظہ کرے اور جو مشکل پڑے وہ فوراً حل ہو۔

۱۔ سُبْحَانَكَ يَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الرَّفِيْعُ جَلَالُهٗ يَا اللّٰهُ
۲۔ يَا اللّٰهُ الْمَحْمُوْدُ فِيْ كُلِّ فِعَالِهٖ يَا اللّٰهُ
۳۔ يَا رَحْمٰنَ كُلِّ شَيْءٍ وَرَاحِمَهٗ يَا رَحْمٰنُ۔
۴۔ يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ۔
۵۔ يَا قَيُّوْمُ فَلَا يَفُوْتُ شَيْءٌ مِّنْ عِلْمِهٖ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهٗ يَا قَيُّوْمُ
۶۔ يَا وَاحِدُ الْبَاقِيْ اَوَّلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّاٰخِرَهٗ يَا وَاحِدُ۔

٧. يا دائم بلا فناء ولا زوال لملكه وبقائه يا دائم

٨. يا صمد من غير شبه فلا شيء كمثله يا صمد.

٩. يا بار فلا شيء كفوه يدانيه ولا إمكان لوصفه يا بار.

١٠. يا كبير أنت الذي لا تهتدي العقول لوصف عظمته يا كبير

١١. يا بارئ النفوس بلا مثال خلا من غيره

١٢. يا زاكي الطاهر من كل آفة بقدسه يا زاكي.

١٣. يا كافي الموسع كل ما خلق من عطايا فضله يا كافي

١٤. يا نقيا من كل جور لم يرضه ولم يخالطه فعاله يا نقي.

١٥. يا حنان أنت الذي وسعت كل شيء رحمتك وعلمك يا حنان

١٦. يا منان ذي الإحسان قد عم كل الخلائق منه يا منان

١٧. يا ديان العباد كل يقوم خاضعا لرهبته ورغبته يا ديان

١٨. يا خالق من في السموات ومن في الأرض كل إليه معاده يا خالق

١٩. يا رحيم كل صريخ ومكروب غياثه ومعاذه يا رحيم

٢٠. يا تام فلا تصف الألسن كل كنه جلاله وملكه وعزه يا تام

٢١. يا مبدع البدائع لم تبغ في إنشائها عونا في خلقه يا مبدع.

٢٢. يا علام الغيوب فلا يفوت شيء من علمه وحفظه يا علام

٢٣. يا حليم ذو الأناة فلا يعادله شيء من خلقه يا حليم.

٢٤. يا معيد ما أفناه إذا برز الخلائق لدعوته من مخافته يا معيد

٢٥. يا حميد الفعال ذا المن على جميع خلقه بلطفه يا حميد

٢٦. يا عزيز المنيع الغالب على جميع أمره فلا شيء يعادله يا عزيز.

٢٧. يا قاهر ذا البطش الشديد أنت الذي لا يطاق انتقامه يا قاهر

٢٨. يا قريب المجيب المتعالي فوق كل شيء يعلو ارتفاعه يا قريب

٢٩. يا مذل كل جبار بقهر عزيز سلطانه يا مذل

۳۰۔ یا نُورَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدَاہُ اَنْتَ الَّذِیْ فَلَقَ الظُّلُمَاتِ بِنُوْرِہٖ یَا نُوْرُ۔

۳۱۔ یَا عَالِیَ الشَّامِخُ فَوْقَ کُلِّ شَیْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِہٖ یَا عَالِیْ۔

۳۲۔ یَا قُدُّوْسُ الطَّاھِرُ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ فَلَا شَیْءَ یُعَازُّہٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ بِطُھْرِہٖ یَا قُدُّوْسُ۔

۳۳۔ یَا مُبْدِیَ الْبَرَایَا وَمُعِیْدَھَا بَعْدَ فَنَاءِھَا بِقُدْرَتِہٖ یَا مُبْدِیْ۔

۳۴۔ یَا جَلِیْلُ الْمُتَکَبِّرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَالْعَدْلُ اَمْرُہٗ وَالصِّدْقُ وَعْدُہٗ یَا جَلِیْلُ

۳۵۔ یَا مَحْمُوْدُ فَلَا تَبْلُغُ الْاَوْھَامُ کُلَّ ثَنَائِہٖ وَمَجْدِہٖ یَا مَحْمُوْدُ۔

۳۶۔ یَا کَرِیْمُ الْعَفُوُّ الْعَدْلُ اَنْتَ الَّذِیْ مَلَأَ کُلَّ شَیْءٍ عَدْلُہٗ یَا کَرِیْمُ۔

۳۷۔ یَا عَظِیْمُ ذُوالثَّنَاءِ الْفَاخِرِ وَالْعِزِّ وَالْمَجْدِ وَالْکِبْرِیَاءِ فَلَا یَذِلُّ عِزُّہٗ یَا عَظِیْمُ

۳۸۔ یَا قَرِیْبُ الْمُجِیْبُ الْمُدَانِیْ دُوْنَ کُلِّ شَیْءٍ قُرْبُہٗ یَا قَرِیْبُ۔

۳۹۔ یَا عَجِیْبُ الصَّنَائِعِ فَلَا یَنْطِقُ اِلَّا لِمَنْ بِکُلِّ اٰیَۃٍ ثَنَائُہٗ وَنَعَائُہٗ یَا عَجِیْبُ

۴۰۔ یَا غِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ وَمُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ وَمَعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ وَمُوْنِسِیْ عِنْدَ کُلِّ وَحْشَۃٍ وَرَجَائِیْ حِیْنَ یَنْقَطِعُ حِیْلَتِیْ یَا غِیَاثِیْ۔

دُعاءِ حزبُ البحر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ

اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ

تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ فِی الْحَرَکَاتِ

وَالسَّکَنَاتِ وَالْکَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ

وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُّطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ

فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

فَثَبِّتْنَا عَلٰى اُمُوْرِ الشَّرِيْعَةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ عَزِيْزًا فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ

وَذَلِيْلًا فِيْ عَيْنِيْ وَانْصُرْنَا عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَآئِقِ وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ

كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ النَّارَ

لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّيَاحَ وَالشَّيَاطِيْنَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَالْوَحْشَ وَالطَّيْرَ

لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْبُرَاقَ

وَالثَّقَلَيْنِ وَسَخَّرْتَ الْمُلْكَ وَالْمَلَكُوْتَ وَالْعَوَالِمَ كُلَّهَا لِسَيِّدِنَا

وَنَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَسَخِّرْ

لَنَا كُلَّ الْخَلَآئِقِ وَكُلَّ سُلْطَانٍ وَّوَزِيْرٍ وَّاَمِيْرٍ وَّصَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ

وَّغَنِيٍّ وَّفَقِيْرٍ وَّاِمَامٍ وَّرَعِيَّةٍ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ وَّبَرٍّ وَّفَاسِقٍ

وَمَاجَرٰى هُوَ لَكَ فِى الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرِ الدُّنْيَا

وَبَحْرِ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ شَيْءٍ يَّامَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ

يَا نَاصِرُ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ يَا فَتَّاحُ وَاغْفِرْ لَنَا

فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ يَا غَفَّارُ وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ يَا

رَحِيْمُ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ يَا رَزَّاقُ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ

خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ يَا حَفِيْظُ وَاهْدِنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْهَادِيْنَ يَا هَادِيْ

وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ يَا مُنْجِيْ يَا مُسَهِّلُ كُلِّ صَعْبٍ سَهِّلْ

عَلَيْنَا كُلَّ عُسْرٍ فَاِنَّ تَيْسِيْرَ الْعُسْرِ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ (ثَلٰثَةَ مَرَّةٍ)

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ دَوْلَةً وَّعِزَّةً وَّحُرْمَةً وَّبَرَكَةً وَّكَرَامَةً

وَّاسْتِقَامَةً وَّمَهَابَةً وَّرِزْقًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِىْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا

عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ يَا وَهَّابُ (اَرْبَعَ عَشَرَ مَرَّةٍ) وَاحْمِلْنَا

بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ

لِقُلُوْبِنَا وَالصِّحَّةِ لِاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا

وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا وَمُعِيْنًا وَحَامِيًا فِيْ

حَضَرِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا (ثلث مرة) وَامْسَخْهُمْ

عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ اِلَيْنَا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا

عَلٰى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ه وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنٰهُمْ

عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ه يٰسٓ ه وَالْقُرْاٰنِ

الْحَكِيْمِ لا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ لا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ه تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ

الرَّحِيْمِ لا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ه لَقَدْ حَقَّ

الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ط اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ه وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا

وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ه شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ه

(ثلثا) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ط طٰسٓ ه

طٰسٓمٓ ۔ حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ ۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا

يَبْغِيَانِ ۔ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ رُفِعَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

كُلُّ بَلَاءٍ وَّقَضَاءٍ يَّجِيُّ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتَّةِ تَامَنُ بِاِذْنِ

اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ آفَاتٍ وَّعَاهَاتٍ اَرَىٰ عَلٰى كَفَّيْهِ وَيَاتِيْ بِهِمَا

عَلٰى جَمِيْعِ اَعْضَائِهِ) اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ

وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا وَاَقْوَالِنَا وَلَا

تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا وَكُفَّ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ عَنَّا يَا حَفِيْظُ

اِحْفَظْنَا ۔ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا وَحَصِّلْ مُرَادَنَا وَاشْفِنَا وَاشْفِ

مَرْضَانَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَهْلِكْ اَعْدَائَنَا حٰمٓ ۔ حُمَّ الْاَمْرُ

وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ۔ حٰمٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا

يٰسٓ سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا حٰمٓ عٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ
عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ
عَلَيْنَا وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاللّٰهُ
خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ
يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ
الْمُعَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ اِسْمُهٗ بَرَكَةٌ وَّشِفَآءٌ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ بِيَدِهٖ شِفَآءٌ
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

دُعاءِ حیدری المعروف سیفی شریف

دُعاءِ حیدری المعروف سیفی :۔ یہ عطیہ سجادہ نشین دربار غوث پاک بغداد شریف کا ہے۔
مابین سنت و فرض نماز فجر تین مرتبہ یا چار مرتبہ پڑھے۔ سفر میں اپنا مصلی ساتھ رکھے اور جس جگہ جائے
اُسی مصلے پر نماز پڑھے اور عمل جاری رکھے۔ ہلاکتِ دشمن کے لیے زوال کے وقت قبرستان میں

بصورت دشمن بر زمین کشید کرے اور ایکبار اس پر پڑھے۔ گیارہ روز عمل کرے دشمن تباہ و برباد ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الْجَلِیْلِ الْجَبَّارِ الْقَاھِرِ الْقَھَّارِ ہ (سَبْعًا) اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَاھِرِیْنَ عَلٰی اَعْدَآءِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ ہ یَا حَیْدَرُ یَا اَبَا تُرَابٍ یَا عَلِیُّ یَا اَسَدَ اللّٰہِ

یَا وَلِیَّ اللّٰہِ یَا رِجَالَ اللّٰہِ یَا مُظْھِرَ الْعَجَآئِبِ بِالْقَھْرِ

اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ہ (سَبْعًا) یَا حَقُّ تَحَقَّقْتَ بِالْحَقِّ

وَالْحَقُّ فِیْ حَقِّ حَقِّکَ یَا حَقُّ ہ یَا فَتَّاحُ تَفَتَّحْتَ بِالْفَتْحِ

وَالْفَتْحُ فِیْ فَتْحِ فَتْحِکَ یَا فَتَّاحُ ہ یَا قَادِرُ تَقَدَّرْتَ

بِالْقَدْرِ وَالْقَدْرُ فِیْ قَدْرِ قَدْرِکَ یَا قَادِرُ ہ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ یَا عَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ بِالْعَظَمَۃِ وَالْعَظَمَۃُ

فِیْ عَظَمَۃِ عَظَمَتِکَ یَا عَظِیْمُ ہ یَا رَبُّ یَا قَدِیْرُ یَا خَالِقُ یَا کَرِیْمُ

یَا رَحِیْمُ یَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا یَا عَلِیْمُ یَا

مُحْیِیْ یَا مُمِیْتُ یَا مُتَکَبِّرُ یَا جَبَّارُ یَا ضَآرُّ یَا ... بِحَقِّ

مُنْتَظِرٌ " يَا جَلِيْلُ الْمُتَكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ تَدْبِيْرُ فَالْعَدْلُ اَمْرُهُ

وَالصِّدْقُ وَعْدُهُ يَا جَلِيْلُ ۔ حُسُوْدِيْ مَقْهُوْرٌ وَعَدُوِّيْ

مَتْزُوْلٌ بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ " (ثَلٰثًا) اِقْهَرْ اَعْدَائِيْ " (سبعًا)

(تصور دشمن در دل آرد۔ و کارد در زمین پیوست کند) يَا جَبَّارُ يَا

مُرْدَيَائِيْلُ بِحَقِّ عَدُوِّيْ ۔ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِكَ

يَا عَزِيْزُ سُلْطَانُهٗ يَا مُذِلُّ ۔ يَا حَرُوْلَائِيْلُ بِحَقِّ دَنْتُوْلِيْ يَا نَقِيًّا

مِنْ كُلِّ جَوْرٍ لَمْ يَرْضَهُ وَلَمْ يُخَالِطْهُ فِعَالُهٗ يَا نَقِيُّ ۔ قَتَلْتُهٗ

بِسَيْفِ اللّٰهِ (در دل اشارہ قتل دشمن کند) لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ

اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ

اللّٰهَ رَمٰى (دشمن را در گور انداختہ تصور کند کہ در دل می داں کہ خاک

بر و بریزم و در گور انداختم و دفن میکنم) يَا قَوِيُّ يَا عَطْرَائِيْلُ بِحَقِّ

طَغْجَنِسُ يَا قَاهِرُ ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ

اِنْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ اِقْهَرْ وَادْفَعْ اَعْدَائِيْ عَطْرَائِيْلُ مِنْ قَهْرِكَ

وَاَنْتَ اَشَدُّ الْقَاهِرِيْنَ " (۳ بار تکرار کند) يَا حَقُّ يَا حَقُّ يَا حَقُّ

دعاءِ مغنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یہ دعا روزانہ سات مرتبہ پڑھنے سے انسان غنی ہو جاتا ہے دینی و دنیاوی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ نہایت مجرب عمل ہے۔

دُعاءِ مُغنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ وَقَرِیْبِكَ وَصَفِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا۔ اِلٰھِیْ بِاِسْمِكَ اِبْتَدَیْتُ وَبِكَرَمِكَ اِقْتَدَیْتُ وَبِنُوْرِ قُدْسِكَ اِھْتَدَیْتُ وَبِفَضْلِكَ اِسْتَغَثْتُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ وَاَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ وَبِكَ اَسْتَغِیْثُ فَاَغِثْنِیْ وَبِكَ اَسْتَعِیْنُ فَاَعِنِّیْ

وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اِكْفِنِي الْمُهِمَّاتِ مِنْ

اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَا

رَحِيْمَهُمَا ۰ اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ

بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ اَسِيْرُكَ بِبَابِكَ ۰ ضَعِيْفُكَ

بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۰

اَلطَّالِحُ بِبَابِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ۰ مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ

يَا كَاشِفَ كَرْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ ۰ عَاصِيْكَ بِبَابِكَ يَا طَالِبَ

الْبَائِرِيْنَ ۰ اَلْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۰ اَلْخَاطِئُ

بِبَابِكَ يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ ۰ اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ يَا رَبَّ

الْعٰلَمِيْنَ ۰ اَلطَّالِبُ بِبَابِكَ يَا مَامَلَ الطَّالِبِيْنَ ۰ اَلظَّالِمُ

بِبَابِكَ يَا مَامَنَ الظَّالِمِيْنَ ۰ اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ اَلْبَائِسُ

بِبَابِكَ اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ اَلْخَاضِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِيْ يَا

مَوْلَایَ یَا مَوْلَایَ ۰ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِئَ اِلَّا الْغَافِرُ يَامَوْلَایَ یَامَوْلَایَ ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا

الرَّبُّ يَامَوْلَایَ يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا

الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ يَامَوْلَایَ

يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَهَلْ يَرْحَمُ

الذَّلِيْلَ اِلَّا الْعَزِيْزُ يَامَوْلَایَ يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَوِیُّ

وَاَنَا الضَّعِيْفُ وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيْفَ اِلَّا الْقَوِیُّ يَامَوْلَایَ

يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْكَرِيْمُ وَاَنَا اللَّئِيْمُ وَهَلْ يَرْحَمُ

اللَّئِيْمَ اِلَّا الْكَرِيْمُ يَامَوْلَایَ يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّزَّاقُ

يَامَوْلَایَ يَامَوْلَایَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُعْطِیْ وَاَنَا السَّائِلُ

وَهَلْ يَرْحَمُ السَّائِلَ اِلَّا الْمُعْطِیْ يَامَوْلَایَ يَامَوْلَایَ ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِيْرُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَقِيْرَ اِلَّا الْغَنِیُّ

يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاٰمِنُ وَاَنَا الْخَائِفُ

وَهَلْ يَرْحَمُ الْخَائِفَ اِلَّا الْاٰمِنُ يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ ۝

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ وَاَنَا الْمَقْدُوْرُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَقْدُوْرَ اِلَّا

الْقَادِرُ يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْبَاقِيْ وَاَنَا

الْفَانِيْ وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَانِيَ اِلَّا الْبَاقِيْ يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ ۝

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِيْٓئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْٓئَ اِلَّا

الْمُحْسِنُ يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا

الْمُذْنِبُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُذْنِبَ اِلَّا الْغَفُوْرُ يَا مَوْلَايَ

يَا مَوْلَايَ ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ فِيْ ظُلْمَةِ

الْقُبُوْرِ وَضِيْقِهَا ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ عِنْدَ سُؤَالِ مُنْكَرٍ

وَّنَكِيْرٍ وَّهَيْبَتِهِمَا وَهَيْاٰتِهِمَا ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ

عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَضَغْطَتِهَا وَشِدَّتِهَا ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ

الْاَمَانَ الْاَمَانَ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ٥ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ٥

اِلٰهِىٓ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ يَنْظُرُ

الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ

تُرَابًا ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ ۝

اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا

بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ

الْاَمَانَ الْاَمَانَ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ الْاَمَانَ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ

مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ الْاَمَانَ

الْاَمَانَ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَيْنَ

الْعَاصُوْنَ وَاَيْنَ الْمُذْنِبُوْنَ وَاَيْنَ الْخَائِنُوْنَ وَاَيْنَ الْخَاسِرُوْنَ

هَلُمُّوْا اِلَى الْحِسَابِ ۝

حرز الامین : اس کی تلاوت ہر مقاصد دینی و دنیاوی حاصل کرنے کے لئے مجرب ہے

حرز الامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ حَیٌّ لَا تَمُوْتُ وَدَائِمٌ لَا تَفُوْتُ وَخَالِقٌ لَا
تُخْلَقُ وَرَبٌّ لَا تُعَابُ وَسَمِیْعٌ لَا تَشُكُّ وَبَصِیْرٌ لَا
تُغَابُ وَشَاھِدٌ لَا تَغِیْبُ وَبَصِیْرٌ لَا تَرْتَابُ وَاَبَدِیٌّ لَا
تُفْقَدُ وَلَا تَنْفَدُ وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ وَقَاھِرٌ لَا تُقْھَرُ وَ
قَرِیْبٌ لَا تَبْعُدُ وَقَادِرٌ لَا تُضَادُّ وَغَافِرٌ لَا تَظْلِمُ وَصَمَدٌ
لَا تَطْعَمُ وَقَیُّوْمٌ لَا تَنَامُ وَمُجِیْبٌ لَا تَسْاَمُ وَجَبَّارٌ لَا تُكَلَّمُ
وَعَلِیْمٌ لَا تُرَامُ وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ وَنَاصِرٌ لَا تُعَانُ وَقَوِیٌّ لَا
تَضْعُفُ وَعَظِیْمٌ لَا تُوْصَفُ وَوَفِیٌّ لَا تُخْلِفُ وَعَدْلٌ لَا
تَحِیْفُ وَغَنِیٌّ لَا تَفْتَقِرُ وَكَبِیْرٌ لَا تَصْغُرُ وَحَكَمٌ لَا تَجُوْرُ
وَمَنِیْعٌ لَا تُقْھَرُ وَمَعْرُوْفٌ لَا تُنْكَرُ وَوَكِیْلٌ لَا تُحَقَّرُ وَغَالِبٌ لَا
تُغْلَبُ وَوِتْرٌ لَا تَسْتَامِرُ وَفَرْدٌ لَا تَسْتَشِیْرُ وَوَھَّابٌ لَا تَمَلُّ وَ

سَرِيعٌ لَا تَذْهَلُ وَحَلِيمٌ لَا تَعْجَلُ وَجَوَادٌ لَا تَبْخَلُ وَحَافِظٌ لَا

تَغْفُلُ وَعَزِيزٌ لَا تَذِلُّ وَقَائِمٌ لَا تَنَامُ وَمُحْتَجِبٌ لَا تُرَى ه وَ

دَائِمٌ لَا تَفْنَى وَبَاقٍ لَا تَبْلَى وَوَاحِدٌ لَا تُشْبَهُ وَمُقْتَدِرٌ لَا تُنَازَعُ ه

وَمَلِكٌ لَا تَزُولُ يَا كَرِيمُ الْجَوَادُ الْمُكْرِمُ يَا قَرِيبُ الْمُجِيبُ الْمُتَعَالِيْ

يَا جَلِيلُ الْمُجِلُّ الْمُتَجَلِّلُ الْمُتَجَمِّلُ يَا سَلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ يَا

عَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْمُتَجَبِّرُ يَا طَاهِرُ الطُّهْرُ الْمُطَهِّرُ الْمُتَطَهِّرُ يَا

قَاهِرُ الْقَادِرُ الْقَدِيرُ الْمُقْتَدِرُ يَا عَزِيزُ الْمُعِزُّ الْمُتَعَزِّزُ يَا قُدُّوسُ

الْمُقَدِّسُ الْمُتَقَدِّسُ يَا عَظِيمُ الْأَعْظَمُ الْمُتَعَظِّمُ يَا كَبِيرُ الْأَكْبَرُ

الْمُتَكَبِّرُ يَا مَنْ يُنَادَى مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ وَمِنْ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ

وَأَقْعَارِ الْبِحَارِ وَأَوْكَارِ الطُّيُورِ بِأَلْسِنَةٍ شَتَّى وَلُغَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ وَ

حَوَائِجَ أُخْرَى يَا مَنْ لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ يَا مَنْ لَا يَشْغَلُهُ

شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَسَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ ه وَأَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا تُغَيِّرُكَ

الْأَزْمِنَةُ وَلَا تُحِيطُ بِكَ الْأَمْكِنَةُ وَلَا تَصِفُكَ الْأَلْسِنَةُ وَ لَا

يَأْخُذُكَ نَوْمٌ وَّلَا سِنَةٌ وَّلَا يُشْبِهُكَ شَيْءٌ وَّكَيْفَ لَا يَكُوْنُ

كَذٰلِكَ وَاَنْتَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَكَ

الْكَرِيْمُ سُبُّوْحٌ ذِكْرُكَ وَقُدُّوْسٌ اَمْرُكَ وَّوَاحِدٌ حَقُّكَ وَهُوَ

نَافِذٌ قَضَائُكَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ مِنْ اَمْرِيْ مَا اَرْجُوْهُ مِنْكَ يَا اللّٰهُ وَاصْرِفْ

عَنِّيْ مَا اَخَافُ عَنْهُ يَا اللّٰهُ وَيَسِّرْلِيْ مِنْ اَمْرِيْ مَا اَخَافُ

عُسْرَتَهٗ يَا اللّٰهُ وَفَرِّجْ عَنِّيْ مَا اَخَافُ ضَيْقَتَهٗ يَا اللّٰهُ وَسَهِّلْ

لِيْ مَا اَخَافُ حُزُوْنَتَهٗ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ ذُو الْجَلَالِ

وَالْاِكْرَامِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَلَا اَسْئَلُ غَيْرَكَ وَاَرْغَبُ

اِلَيْكَ وَلَا اَرْغَبُ اِلٰى غَيْرِكَ۔ يَا مَنْ يَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِيْنَ وَيَا

رَجَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَا مُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ وَيَا مُنْتَهَى الرَّاغِبِيْنَ وَيَا

مَأْمَنَ الْخَائِفِيْنَ وَيَا مُجِيْرَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَيَا مُفِيْضَ الْخَيْرَاتِ

وَيَا مُقِيْلَ الْعَثَرَاتِ وَيَا مُبَدِّلَ الطَّيِّبَاتِ وَيَا مَاحِيَ السَّيِّئَاتِ وَيَا
كَاتِبَ الْحَسَنَاتِ وَيَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ وَيَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ وَيَا رَافِعَ
الدَّرَجَاتِ وَيَا مَانِعَ الْبَلِيَّاتِ ۔ وَاَسْئَلُكَ بِاَفْضَلِ الْمَسَائِلِ كُلِّهَا
وَاَعْظَمِهَا الْوَسَائِلِ كُلِّهَا وَاَنْجَحِهَا الَّتِيْ لَا يُرَدُّ سَائِلُهَا وَلَا يَنْبَغِيْ
لِلْعِبَادِ اَنْ يَّسْئَلُوْنَكَ اِلَّا بِهَا يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ "مرتلثا"
وَاَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا وَبِصِفَاتِكَ الْعُلْيَا وَبِنَعْمَائِكَ
الَّتِيْ لَا تُحْصٰى وَبِاَكْرَمِ اَسْمَائِكَ عَلَيْكَ وَاَحَبِّهَا اِلَيْكَ وَاَشْرَفِهَا
عِنْدَكَ مَنْزِلَةً وَّاَقْرَبِهَا مِنْكَ وَسِيْلَةً وَّاَجْزَلِهَا مِنْكَ ثَوَابًا
وَّاَسْرَعِهَا مِنْكَ اِجَابَةً وَّبِاَسْمَائِكَ الْمَكْنُوْنَةِ الْمَخْزُوْنَةِ الْجَلِيْلَةِ
الْاَجَلَّةِ الْعَظِيْمَةِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَتَرْضٰى عَمَّنْ
دَعَاكَ بِهٖ وَتَسْتَجِيْبُ لَهٗ دُعَاءَهٗ وَحَقًّا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَحْرِمَ
سَائِلَكَ بِهِ الْاِجَابَةَ وَبِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ وَبِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ
خَلْقِكَ اَوْ لَمْ تُعَلِّمْهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ وَبِكُلِّ اسْمٍ لَّمْ تُعَلِّمْهُ

دعاك به احد من خلقك وبكل اسم دعاك به حملة عرشك
وملائكتك واصفياؤك واولياؤك وانبياؤك من جميع خلقك
وبحق السائلين عليك والراغبين اليك والمستغفرين
منك والمتعوذين بك والمتضرعين اليك وبحق كل عبد
متضرع اليك ومتعبد لك في بر او بحر او سهل او جبل ان
توسع علي رزقي وتقضي عني ديني وادعوك دعاء من
اشتدت فاقته وعظم جرمه واشرفت على الهلكة نفسه
وضعفت قوته وقلت حيلته يا الله يا رحمن يا رحيم
ومن لا يثق بشيء من عمله وحسن من عمله الا بك ولا
يجد لفاقته سدا جابرا ولا يجد لذنبه غافرا غيرك ولا مغيثا
سواك. الهي هربت اليك ضعوفا متعرضا معترفا مفتقرا
غير مستنكف ولا مستكبر على عبادتك
ادعوك دعاء عبد بائسا فقيرا

مُهَيْمِنًا مِّسْكِيْنًا مُّسْتَجِيْرًا مُّسْتَجِيْبًا اِلَيْكَ

وَاَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ

اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ

وَالْاِكْرَامِ عَالِمُ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ هُوَ

الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ

دُعائے کیمیائے سعادت

جناب خاتم رسل، ہادی و سبل سرور کائنات، خلاصہ ء موجودات، فخر خاندان آدم، رحمت عالم، باعث ایجاد ارض و سما، سپہ سالار لشکر انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد گرامی فرمایا کہ جو کوئی سات دفعہ بعد نماز عشا اس دعا کبیر کی تلاوت کرے گا، حق تعالیٰ کے کرم سے عجائب و غرائب ملاحظہ کرے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ

اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ فَمَنْ یَّدْعُ الْعَبْدُ اِلَّا الرَّبُّ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْخَالِقُ
وَاَنَا الْمَخْلُوْقُ فَمَنْ یَدْعُ الْمَخْلُوْقُ اِلَّا الْخَالِقُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ وَاَنَا الْمَمْلُوْکُ
فَمَنْ یَدْعُ الْمَمْلُوْکُ اِلَّا الْمَالِکُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِیْرُ فَمَنْ یَدْعُ
الْفَقِیْرُ اِلَّا الْغَنِیَّ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ فَمَنْ یَدْعُ الضَّعِیْفُ اِلَّا الْقَوِیَّ
یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَیُّوْمُ وَاَنَا الزَّائِلُ فَمَنْ یَدْعُ الزَّائِلُ اِلَّا الْقَیُّوْمَ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ
اَنْتَ الْعَفُوُّ وَاَنَا الْمُسِیْئُ فَمَنْ یَدْعُ الْمُسِیْئُ اِلَّا الْعَفُوَّ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا
الْمُذْنِبُ فَمَنْ یَدْعُ الْمُذْنِبُ اِلَّا الْغَفُوْرُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّحِیْمُ وَاَنَا الْخَاطِیْ فَمَنْ یَدْعُ الْخَاطِیْ
اِلَّا الرَّحِیْمَ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُغِیْثُ وَاَنَا الْمُسْتَغِیْثُ فَمَنْ یَدْعُ الْمُسْتَغِیْثُ اِلَّا
الْمُغِیْثَ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُجِیْبُ وَاَنَا الدَّاعِیْ فَمَنْ یَدْعُ الدَّاعِیْ اِلَّا الْمُجِیْبُ
یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُجِیْرُ وَاَنَا الْمُسْتَجِیْرُ فَمَنْ یَدْعُ الْمُسْتَجِیْرُ اِلَّا الْمُجِیْرُ یَا رَبِّ
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا الذَّلِیْلُ فَمَنْ یَدْعُ اِلَّا الْعَزِیْزُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُعْطِیْ
وَاَنَا السَّائِلُ فَمَنْ یَدْعُ السَّائِلُ اِلَّا الْمُعْطِیْ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَھَّابُ وَاَنَا
الْبَائِسُ فَمَنْ یَدْعُ الْبَائِسُ اِلَّا الْوَھَّابُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُفَرِّجُ وَاَنَا
الْمَغْمُوْمُ فَمَنْ یَدْعُ الْمَغْمُوْمُ اِلَّا الْمُفَرِّجُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُنْجِیْ وَاَنَا الْغَرِیْقُ
فَمَنْ یَدْعُ الْغَرِیْقُ اِلَّا الْمُنْجِیْ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ فَمَنْ
یَدْعُ الْمَرْزُوْقُ اِلَّا الرَّزَّاقُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَفَّارُ وَاَنَا الْمُتَضَرِّعُ فَمَنْ یَدْعُ
الْمُتَضَرِّعُ اِلَّا الْغَفَّارُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْکَاشِفُ وَاَنَا الْمُضْطَرُّ اِلَّا الْکَاشِفُ یَا رَبِّ
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّیِّدُ وَاَنَا الْمُبْتَھِلُ فَمَنْ یَدْعُ الْمُبْتَھِلُ اِلَّا السَّیِّدُ یَا رَبِّ اَللّٰھُمَّ
اَنْتَ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ فَاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَاَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

پانچواں جوہر

یہ جوہر دل کے کام کے بارے میں ہے۔ جلی و خفی اور جو اس کے علاوہ ہے وہ بزرگان سلف سالفین کے معمولات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ خیال نہ رہے کہ یہ صرف بیان کیا ہے بلکہ یہ معمولات رہے ہیں اور یہ سب معلومات سینہ بہ سینہ آج تک تسلسل سے پہنچی ہیں اور اس کی تحریر سے پہلے عمل میں لائے گئے ہیں۔

(۱) دل کے کام کے بارے میں۔

واضح ہو کہ پیران کامگار و مرشدان نامدار نے اذکار کو اس لیے مقدم رکھا ہے کہ انسان کا دل چونکہ گنجینۂ اسرار الٰہی اور خزینۂ انوار غیر متناہی ہے پردہ ہائے ظاہری و باطنی میں مستور و محجوب ہے پردہ ہائے باطنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہیں چنانچہ فرمایا ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ مُضْغَۃٌ وَفِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ ضَمِیْرٌ وَفِی الضَّمِیْرِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ اَنَا پردہ ہائے ظاہری پردہ ہائے باطنی پر آویختہ ہیں اور دل دونوں چھاتیوں کے درمیان بائیں جانب کو جھکا ہوا ہے اور چربی کے پردے اس پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان پردوں کے علاوہ تین اور پردے اس پر حائل ہیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتے چنانچہ بعض اہل طریقت نے تحقیق کے لیے تجربہ بھی کیا ہے۔ اگر کوئی شخص اسرار الٰہی اور تجلیات انوار نامتناہی کا معائنہ اور مشاہدہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ ابتدائے ایام میں صبح و شام بلکہ ہمیشہ اس قدر ذکر کرے کہ ذکر کی کثرت سے آگ پیدا ہو جائے اور اس کی حرارت سے تمام پردے کھل جائیں اور جل جائیں تاکہ تاریکی دور ہو اور روشنی ہو جائے۔ اور دل اپنی جگہ پر آجائے۔

اور دل مدور۔ دل عبرت۔ دل صنوبری۔ دل نیلوفری۔ چار دل برابر ہوں لو

اسرار علوی یک رنگ ظاہر ہوں اور مشاہدہ و مکاشفہ و تلوین و تمکین نہایت مزے کے ساتھ حاصل ہوں۔ جبتک دل اپنی جگہ پر نہ آئے ذکر برابر کیئے جائیں اور جب کچھ رفع اور حرکت بائیں طرف سے غائب ہو اور سینہ کے نیچے ناف کے اوپر ظاہر ہو تو سمجھے کہ دل اپنی جگہ پہنچ گیا۔ اس حال میں ذاکر کا دل ہر حال میں ذاکر ہوگا سالک خواہ سوتا ہو یا جاگتا چپ ہو خواہ کلام کرتا ہو بے اختیار دل سے ذکر جاری رہے گا۔ کسی وقت غافل نہ ہوگا۔ وقت بے وقت اپنے حق سے ہوشیار رہے گا۔ ذکر جہر کی انتہا یہیں تک ہے۔ جب عنایت الٰہی اور ہدایت مرشد سے اس مقام پر پہنچے اپنا کام معائنہ سے کرے وَالمعاینہ رؤیۃ اللّٰہ تعالیٰ بلا حجاب۔

اس علم کو علم اذکار کہتے ہیں۔ عام ہے کہ ذکر جہر ہو یا خفی۔ ذکر کا طریق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح منقول ہے کہ آپ نے اپنا تعشق و محبت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر کے عرض کیا کہ مجھے راستہ بتائیے برزخ ازلی اور حبیب لم یزلی نے پوری خبر دی چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے قال علی یا رسول اللہ دُلَّنِیْ الی اقرب الطرق الی اللہ وَاسہلہا علی عبادہ وافضلہا عند اللہ تعالیٰ فقال علی فکیف اذکر یا رسول اللہ فقال علیہ السلام غَمِّضْ عَیْنَیْکَ واسمع منی ثلاث مراتٍ فقال علیہ السلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ثلث مَرّاتٍ وعلی یسمع ثم قال علی لا الہ الا اللہ ثلث مَرّاتٍ والنبی علیہ السلام یسمع۔ (ترجمہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ سے ملنے کا آسان اور افضل راستہ بتائیے آپ نے فرمایا اے علیؓ ہمیشہ خلوت میں اللہ کا ذکر کیا کر حضرت علیؓ نے عرض کیا کیونکر آپ نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں بند کر کے بیٹھ اور مجھ سے سن پھر آپ نے تین مرتبہ لاالہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علیؓ نے سنا پھر حضرت علیؓ نے تین مرتبہ کہا اور آپ نے سنا۔

(۲) ذکر نفی و اثبات۔

سالک جب ذکر لاالہ الا اللہ میں مشغول ہونا چاہے تو مربع بیٹھے اور بائیں پاؤں کی رگ کیماس کو دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگشت شہادت سے مضبوط پکڑے

اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کشادہ رکھے تاکہ نقش اللہ کا دل پر منقش ہو اس کے بعد سر کو بائیں گھٹنے کی طرف اتنا جھکائے کہ داڑھی انگلیوں کے قریب پہنچ جائے اس جگہ سے لا الٰہ شروع کرے اور سر کو دائیں زانوں پر لاکر ڈورہ کو دائیں شانے تک لے جائے تاکہ سر اور گردن اور پیٹھ برابر ہوں پھر سر کو تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر سانس چھوڑے اور دوسرے سانس میں الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بائے الا اللہ پر اپنی اصلی حالت پر آجائے پھر اس طرح شروع کرے اور حالت نفی میں آنکھ کھلی اور حالت اثبات میں آنکھ بند رکھے اور نفی و اثبات کی مقدار برابر رکھے۔ الٰہ اللہ کہتے وقت نفی بطلان کا تصور کرے اور جب اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے تو اثبات وجود باری تعالےٰ کا ذکر کرے۔ جب ذکر اس فکر سے دل میں قرار پکڑ جائے تو وجود اعیان کی نفی اور عین کے اثبات کا تصور کرے جب یہ ذکر مستحکم ہو جائے تو سالک بحکم صار العبد فانیا والحق باقیا اپنے آپ سے محو ہو جائیگا

(۳) ذکر خفی -

اس کا طریق یہ ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں خفیہ عمل کرے چونکہ ہر مرتبہ ذکر خفی دوسرے اشارہ سے منقول ہے پس جس مرتبے پر پہنچے اس کے موافق ذکر کرے اور ذکر کا طریق بھی ترقی مقامات کے موافق ہے لیکن سنہ تمام افکار پاس انفاس کی ایک ہی طریقہ پر ہے جب کہ نفس باہر جائے تو کلمہ ثانی کا اوّل تصور کرے اور جب اندر آئے جب بھی کلمۂ ثانی ہی کا تصور کرے لیکن ہر ذکر کے تصورات میں فرق ہے جو مرشد سے معلوم ہو سکتے ہیں اور ذکر خفی تین طرح سے ہوتا ہے۔ ایک پاس انفاس یعنی انفاس نفیسہ کی محافظت کرنا بموجب الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق ہر دم نئے اطوار ہیں۔ ذکر پاس انفاس یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جب سالک بند ناسوت میں پائے بند ہو تو یہ ذکر کرے تاکہ بند ماسوی اللہ سے رہائی پائے۔ ھاھو جب آئینہ ملکوت سالک کے مقابل آئے اور کبھی عکس اور کبھی عین نظر آئے تو اس ذکر کو کرے تاکہ عکس غیر منتفی ہو جائے اور غیبت کا ظہور ہو اللہ اللہ جب سالک مرتبہ جبروت

پر پہنچے اور مسجع بجمیع اسمائے الٰہی وموصوف بصفات لا تناہی ہوجائے تو اس ذکر میں مشغول ہو تاکہ ثمرہ تخلقوا باخلاق اللہ اور اتصفوا بصفات اللہ ہاتھ آئے
ھو ھو جب سالک مرتبہ لاہوت پر پہنچے اور شعور اجمالی اور تفصیلی کما حقہ اٹھ جائے تو اس ذکر میں مشغول ہو تاکہ مقام کان اللہ ولم یکن معہ شئ میں استقامت کرے ھُوَ حَیّ
جب سالک چاہے کہ غیب کو مشاہدہ شہادت میں معائنہ کرے تو اس ذکر میں مشغول ہو تاکہ سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ عیاں نظر آئے فانی باقی
اگر سالک وجود ممکن کو فانی دیکھے اور بقائے واجب الوجود کو باقی جان لے تو یہ ذکر کرے ھُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ جب سالک چاہے کہ دوئی اٹھ جائے اور غیب و شہادت ایک نظر آئے تو اس ذکر میں مشغول ہو تاکہ بجز وجود واحد کے ظاہر و باطن سب نظر آنے لگے ھُوَ الۡاَوَّلُ ھُوَ الۡاٰخِرُ جب سالک ماہیت ازل و ابد جو ایک رشتہ پیچیدہ ہے معلوم کرنا چاہیئے تو اس ذکر میں مشغول ہو۔

ذکر خفی کا دوسرا طریق ذکر قلب ہے کہ حرکت معدہ سے دل کو جنبش دیتے ہیں اگر طالب سالک اسی طرح چند ماہ عادت کرے تو دل خود بخود ذاکر ہوجائے اور سالک کو بے اختیار ذکر کی آواز آنے لگے اور ایک سال کے بعد دل نور حضوریت سے ایسا معمور ہو کہ ہر شے کے ذکر سے جس کی مشعر آیہ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ہے آگاہ ہو۔

ذکر عبرت چاہیئے کہ جلسہ معبودہ متعین کرکے ہمیشہ ہر حال میں ذاکر رہے اسطرح پر کہ جس چیز کو دیکھے آنکھیں بند کرے اور اللہ کا تصور کرکے کھولے ایک چلہ اس ذکر پر مداومت کرے تو ظاہر و باطن ہستی مطلق کا ظہور ہو۔

ذکر حیران چاہیئے کہ معدہ کو صاف کرکے جلسہ معین کو نگاہ رکھے اور ہمیشہ اسی طرح ذکر کرے سانس کو روک کر بتصور اِلَّا اللہ ناف کے نیچے سے معدہ تک سات مرتبے گردش دے اور ہر کشش میں دل سے اللہ کہے جب ایک سانس میں سات دفعہ کر چکے سانس بتدریج چھوڑ دے پھر از سر نو شروع کرے چالیس روز کے بعد دل خود بخود ذکر الٰہی کرنے لگے گا اس کے بعد ایسی حالت طاری ہوگی کہ مقیدات اسمار و صفات

سے رہائی پائے گا اور وادئ حیرت کی سرحد تک (جو کہ تجلیات و انوار الٰہی کا مقام ہے) پہنچ جاوے گا۔
ذکر کبریا، چاہیئے کہ جلسہ معہودہ متعین کرکے کمر کو خم دیکر سر کو دونوں سے ملاکر سانس کو بتصور ھو ناف کے نیچے سے کھینچ کر حبس کرے جب بے طاقت ہو جائے از سر نو شروع کرے۔ تھوڑے سے عرصے میں تجلّی ھو کے ساتھ متصف ہو جائے گا اور تصوّر کا طریق اپنے مرشد سے معلوم کرے۔

عملیات (جواہر دوم تا پنجم)

منجانب

حقیر سگ دربار دستگیر

مست الست فقیر الحاج ساجد جاوید اکبر قلندر قادری

بی۔اے ایل ایل بی۔ایم۔اے (پنجاب)

ایم۔اے (امریکہ) آئی ایم ڈی پی (امریکہ)

چھٹا جوہر

یہ جوہر بھی خوب ہے ۔ زنبیؒ ہاشمیؒ کا اس میں بیان ہے اور مقام کا بیان ہے

گر با خلاق خلف تو نیستی　　　　لیک با اخلاق تو شیفتی

ترجمہ :۔ اگر تم پہلے بزرگوں کے سے خصائل نہیں رکھتے تو
ان کے اخلاق و فضائل کے حصول کا خواہش مند رہو۔

اور ان کا ذکر کرتا رہ تاکہ صالحین کے ذکر کے وقت تجھ پر رحمت نازل ہو کبھی ان کے حال کا شوق ظاہر کر کبھی ان کے ذکر میں رونا اختیار کر۔ یا الٰہی گناہوں کے باوجود اہل مغفرت سے دوستی رکھتا ہوں اور اولیاء کاملین کی محبت دل میں جاگزیں ہے ان کے طفیل میرے گناہوں سے درگذر فرما۔ اگر میری گوڈری جھوٹ سے ہے تو تیری بخشش حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل کرنے والے پر ہوئی ہے خواجگان چشت اہل بہشت کے طفیل اس کتاب کے مولف پر شوق کے شعلے کھول دے اور مسکین پر اپنا دروازہ کھول دے ۔

پہلا مقولہ

یہ مقولہ مشائخ کے بارے میں ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بن محمد قدس اللہ تعالیٰ سرہ' سے پوچھا گیا کہ مشائخ کرام کی حکایات پڑھنے سے کیا فائدہ ہے؟ آپ نے مریدوں کو جواب دیا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (ہود: ۱۲۰)

یعنی پیغمبروں کے قصے اور ان کے حالات تم پر بیان کئے جاتے ہیں تاکہ تمہارے دل ان سے مضبوط ہوں اور قوت روحانی بڑھے اور جب تجھے کوئی رنج پہنچے اور دل پریشان ہو جائے تو ان کے حالات دیکھ کر دل کو قرار اور استقامت ہو کہ پیغمبروں پر ایسی سخت تکالیف اور رنج آئے۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔ اور تحمل' توکل پر ڈٹے رہے تمہارے دل میں قرار و ثبات اور عزم بڑھے گا۔ اسی طرح سے واصلان حق اور پیران کرام و عظام کی حکایتیں سننے سے مریدوں کے دل کی تربیت ہوتی ہے اور قوت و عزم بڑھتا ہے اور بلا امتحان کے وقت درویش بھی جوان خدا کی طرح پابندی اختیار کرے مشائخ اور حق کے دوستوں کی باتیں اور ان کی دوستی سے ان کی طرف سے ایک نسبت قائم ہوتی ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ محبت سے زیادہ قریب کوئی رشتہ نہیں ہے اور عداوت سے زیادہ کوئی دوری نہیں ہے۔ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ایک آدمی اپنی ناداریء اعمال کی وجہ سے بہت نا امید ایک شخص قیامت کے دن حیران ہو گا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ اے بندے

فلاں محلہ میں جو صاحب حکمت تھا اس کو جانتا ہے اور فلاں عارف باللہ کو پہچانتا ہے وہ کہے گا ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ کو ان کی وجہ سے اور ان کے ساتھ بخش دیا۔ پس جب شناخت سے بھی نسبت ہو جاتی ہے اور نجات کا باعث بنتی ہے تو اللہ جل مجدہ' کے دوستوں کی مہربانی اور دوستی اور ان کی سیرت اختیار کرنے پر بدرجہ اولیٰ فائدہ ہو گا۔ ابوالعباس عطا رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

اگر حق تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی طاقت نہیں تو اس کے دوستوں سے دوستی کر کہ تو بھی دوستوں میں شمار ہو جائے گا۔

جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابن مسعود کیا تم جانتے ہو کہ اسلام کا مضبوط حلقہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا "نہیں"۔ تو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا عقرب چاہنا۔ اسی کے لئے محبت کرنا۔ اور اسی کے واسطے بغض کرنا۔ یہ مضبوط حلقہ ہے۔

حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "کل" اللہ تعالیٰ بندہ سے کہے گا کہ اے ابن آدم تیرا دنیا سے زھد کیا رہا جب کہ تو اپنے نفس کے لئے راحت طلب کرتا رہا اور میرے سے منقطع رہا۔ اور پھر اپنے نفس کے لئے کوششوں کا ثمرہ مجھ سے طلب کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ شیخ ھروی رحمتہ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ ہر پیر سے جو بات سنے یاد رکھے۔ یہ نہ ہو سکے تو ان کا نام یاد رکھے کہ دوبارہ فائدہ اٹھا سکے اور فرمایا کہ سب سے پہلا نشان طریقت کے راستہ کا یہ ہے کہ بزرگوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں۔ اور جب اس کے دوستوں کی طرف سے کمی التفات ہو اور تجھے ان کی یہ باتیں اچھی نہ لگیں تو دلیل محرومی اور حجاب کی ہے۔ نفحات الانس میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوبکر عطوفی رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے استاد حضرت جنید علیہ الرحمتہ نے کہا کہ

درویشوں کے گروہ پر یقین رکھ ۔ ان کی باتوں کو قبول کر اور ان سے دعائیں یاد رکھنے کی امداد چاہو۔

حضرت حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آخر میں لکھا کہ جو کوئی میری ان باتوں پر ایمان رکھے ۔ ان کی لذت پسند کرے اس کو میرا سلام پہنچا دینا ۔ اسی کتاب میں شیخ ابو علی مزوری رحمتہ اللہ علیہ کے بیان میں لکھا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں دن کے گرم وقت کہ خاک اور گرد کا زور تھا ۔ ابو علی شبوئی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جا رہے ہیں۔ پوچھا شیخ کہاں جا رہے ہو ۔ انہوں نے فرمایا فلاں خانقاہ کو جا رہا ہوں کہ وہاں درویش ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ آج ایک سو بیس رحمتیں آسمان سے ان پر برس رہی ہیں اور اس وقت وہ قیلولہ کر رہے ہیں میں جا رہا ہوں کہ جا کر ان کے قریب سو جاؤں شاید کہ مجھ پر بھی رحمت نازل ہو جائے ۔

با عاشقاں نشین وہم عاشقی گزین
با ہر کہ نیست عاشق با قرین

ترجمہ :۔ عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور عاشقی اختیار کر جو اللہ کا عاشق نہیں اس کے قریب بھی نہ جا۔

پس اے عزیز اھل اللہ کے احوال اور اعمال کا سننا اور ان کا سا لباس پہننا ۔ اگرچہ صرف نقل اور ظاہری تقلید میں ہو ظاہر میں اور باطن میں نفع دے گا چنانچہ حضرت جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

پرندہ جو زمین سے اڑے اگرچہ آسمان پر نہ پہنچے گا لیکن اتنا تو ہو گا کہ جال سے بچا رہے گا اسی طرح اگر کوئی درویش نہ ہو سکے اور کمال پر نہ پہنچ سکے لیکن اتنا تو ہو گا کہ عام مخلوق اور بازاری لوگوں سے ممتاز ہو جائے گا ۔ دنیا کی زحمتوں سے نجات پائے گا۔

اور بوجھ ہلکا ہو جائے گا کہ ہلکے گناہوں والے نجات پائیں گے
اور بھاری گناہوں والے ھلاک ہوں گے۔

اھل اللہ نے تحقیق میں قدم رکھا اور صدق دل سے کوشش کی حتی کہ نور قدس اور حضرت واحدیت کے اتصال سے جو اسماء کی کثرت کا مقام ہے' سے ان کی عقلیں منور ہو گئیں۔ اس مقام کے اہل تجلی صفات سے آگے بڑھ کر مقام مشاہدہ میں پہنچتے ہیں اور جمع احدیت کا شہود پاتے ہیں اور مقام خفا سے بھی گزر کر حجاب تجلیات اسماء اور کثرت تعینات سے چھٹکارا پا کر آئینہ حق ہو جائے یا حق آئینہ خلق ہو جائے اور اس سے اوپر ہلاکت ہے۔

مثنوی:

بے تو نظرے نیست مرا درکارے بے روئی تو خوش نیائدم گلزارے
درباغ رضائے تو چو زیبا مارے پیداؤ نہاں روئے تو دیدم یارے

ترجمہ:

تیرے سوا مجھے کسی کی نظر نہیں چاہئے اور تیرے چہرے بغیر چمن اچھا نہیں لگتا۔ تیری رضا کے باغ میں خوبصورت یار کی طرح کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ تیرا رخ زیبا دیکھوں۔

اے عزیز زندگی وہ ہے کہ
خدا کی یاد میں خدا کے دوستوں کے ساتھ گزارے۔ غدار اور مکار دنیا کے ساتھ دل نہ لگائے اور اس کی اور اس کے دوستوں کی یاد میں لگا رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے جمال کی طرف ھدایت دے۔

دوسرا مقولہ

یہ مقولہ " ولایت " اور " ولی " کے بارے میں ہے جو دو فصول پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

" ولایت " نکلا ہے لفظ ولی سے جس کے معنی قرب الٰہی کے ہیں اور ولایت کی دو قسم ہیں۔ ولایت عامہ اور ولایت خاصہ۔ ولایت عامہ تمام مومنوں میں مشترک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ (البقرۃ: ۲۵۷)

(جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست خدا ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔) اور ولایت خاصہ اہل سلوک میں ہے واصلان حق کے لئے مخصوص ہے اور اس کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ " فناء العبد فی الحق و بقاء "

دوسری فصل

" ولی " وہ ہے جس کے لئے ہے " الولی ھو الفانی فیہ و الباقی بہ و فناء " اور اس کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ کی طرف سیر کی انتہا اور بقا کا مطلب ہے سیر فی اللہ کی آغاز۔ کیونکہ سیر الی اللہ ایک وقت ختم ہو جاتی ہے جب وجود کے جنگل کو صدق کے قدم سے ایک دم طے کر جائے اور سیر فی اللہ اس وقت ثابت ہوتی ہے کہ بندہ کو مکمل فنا کے بعد وجود اور ذات ہر قسم کی حدث کی آلودگی سے پاکی حاصل ہو تاکہ اس عالم میں اوصاف الٰہیہ سے متصف ہونے اور اخلاق ربانی حاصل ہونے میں ترقی کرے۔

حضرت ابو علی جرجانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ولی وہ ہے کہ اپنے حال سے فانی ہو اور حق تعالیٰ کے مشاہدہ کے ساتھ باقی ہو اور اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ اپنی خبر دے اور بغیر خدا تعالیٰ کے آرام نہیں پاتا۔

حضرت ابراہیم ادھم قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مرد سے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے ولی ہو جائے اولیا اللہ میں شمار ہو جائے اس نے کہا ہاں چاہتا ہوں۔

فرمایا

دنیا یا آخرۃ کی کسی چیز سے رغبت نہ رہے اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ کر لے اور دل کا رخ صرف حق کی طرف ہو جائے۔ جب یہ اوصاف تجھ میں موجود ہو جائیں ولی ہو جائے گا۔

حضرت ابو یزید رحمتہ اللہ علیہ نے کسی ولی کی تعریف سنی۔ اس کو ملنے گئے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہو کر وہ نکلنے لگے تو قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت ابویزید رحمتہ اللہ علیہ نے اسے سلام بھی نہ کیا اور واپس چلے آئے اور کہا

یہ شخص آداب شریعت کی حفاظت نہیں کر سکتا تو حق تعالیٰ کے بھید کی کس طرح حفاظت کرے گا۔

ایک شخص حضرت ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ' کے پاس آیا اور پہلے بایاں پاؤں مسجد میں رکھا۔ شیخ نے فرمایا

واپس چلے جاؤ کہ جو دوست کے گھر میں آنے کے آداب نہ جانتا ہو مجھے اس سے صحبت رکھنی شاق ہے۔

تیرا مقولہ

یہ مقولہ "معرفت" "عارف"۔ "متصرف"۔ جاہل" اور معرفت الٰہی کے

مرتبوں کے بارے میں ہے جو پانچ فصول پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

یہ فصل اول معرفت کے باری میں ہے۔ اور عوارف المعارف کے تیسرے باب سے ترجمہ ہے۔ جان لے کہ معرفت سے مراد ہے معلوم کو نہ پہچاننا مگر تفاصیل کی صورتوں میں۔ یعنی ذات و صفات الٰہی کو دوبارہ پہچاننا مختلف تفصیلی صورتوں میں اور ان کے حال اور بدلتی حالتوں میں کہ اختصار کے طور پر معلوم ہوئی ہوں کہ اصلی ذات موجود اور فاعل مطلق ذات سبحانہ تعالیٰ ہے۔

دوسری فصل

عارف وہ ہے کہ اس کو توحید علمی مفصل یعنی صاحب علم توحید کے بیان کے مطابق توحید کا عمل تفصیلی صورتوں میں اور واقعات میں اور احوال بدلتے ہوئے میں اور متضاد حالتوں میں ضرر، نفع، عطا، منع، قبض، بسط، ضار، نافع، معطی، مانع، قابض، باسط صفتوں میں حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھے اور پہچانے اور بغیر توقف کئے اسی وقت اس کو عارف کہتے ہیں۔

تیسری فصل

متعرف وہ ہے کہ صاحب علم توحید اول، ضار، نافع، معطی، مانع، قابض، باسط تفصیلی صورتوں میں واقعات میں، بدلتے حالات سے غافل تھا۔ لیکن ابھی معلوم اور اللہ جل مجدہ، کو فاعل مطلق، صورتوں اور ان کے آپس کے تعلقات اور واسطے پھر سے پہچانے، اس وقت اس کو متعرف کہیں گے عارف نہیں۔

چوتھی فصل

جاہل وہ ہے جو ضار، نافع معطی، مانع، قابض، باسط وغیرہ تفصیلی صورتوں میں، واقعات، بدلتے حالات اور ضرر و نفع اور عطا اور منع اور قبض اور بسط میں پوری

طرح فاعل حقیقی کو دیکھنے سے قاصر ہو اور کاموں کی تاثیر کو سبب کے حوالے کر دے اور اس کو مشرک خفی بھی کہتے ہیں مثلاً" اگر توحید کے معنوں میں تقریر کرے اور اپنے آپ کو مستغرق توحید کے سمندر کا ظاہر کرے اور دوسرا آدمی اس سے انکار کے طور پر کہے کہ تیری بات حال کے بعید سے نہیں ہے بلکہ خیال و فکر کا نتیجہ ہے تو فوراً" غصہ میں آ جائے اور یہ نہ جانے کہ یہ غصہ ہی منکر کے قول کا مصداق ہے کیونکہ عارف کو غصہ نہیں آتا لیکن صرف اللہ کے لئے۔ اور اس بحث میں غصہ اللہ کے لئے نہیں ہے کیونکہ معترض حق پر ہے۔

پانچویں فصل

معرفت الٰہی کے بہت سے مرتبے ہیں اور یہ کہ جو بھی اثر دیکھے فاعل مطلق ذات اللہ سبحانہ' کی طرف سے جانے۔ دوسرا یہ کہ ہر اثر جو فاعل مطلق جل وعلیٰ سے دیکھے یقین کے ساتھ جانے کہ فلاں صفت کے نتیجہ میں ہے۔ تیسرا مراد حق تعالیٰ ہر صفت کی تجلی میں پہچانے۔ چوتھا صفت الٰہی کو اپنی معرفت کی صورت میں دوبارہ پہچانے' شیخ جنید قدس سرہ' عزیز سے پوچھا گیا کہ معرفت کیا ہے؟ فرمایا اس کے علم کے قیامت کے وقت اپنے جہل کو جاننا۔ اور فرمایا وہ عارف اور معروف ہے اور جتنی زیادہ تجلیات ہوں اور قرب کے مرتبے زیادہ ہوں عظمت الٰہی کے اثرات زیادہ ظاہر ہوں اور جہل کے بارے میں علم زیادہ حاصل ہو جائے نکرہ کی معرفت زیادہ ہو جائے حیرت پر حیرت بڑھتی جائے اور عارف کی طبیعت سے فریاد اٹھے کہ اے رب العالمین اپنے بارے میں میرے تحیّر کو بڑھا دے اور یہ بیان ہو تو علم معرفت ہو گا معرفت نہیں کیونکہ معرفت امر وجدانی ہے اور تقریر میں نہیں آ سکتی لیکن علم معرفت اس کا پیش خیمہ ہے۔ پس بغیر علم معرفت محال ہے۔ اور علم بغیر معرفت وبال ہے۔

چوتھا مقولہ

یہ مقولہ صوفی کی معرفت ' تصوف ' ملامتیہ ' فقیر اور ان کے فرق کے بارے میں ہے ۔ جس میں اکتیس فصول ہیں ۔ پہلی فصل کامل اور مکمل کے بیان ہیں ' جنہیں صوفی کہتے ہیں ' دوسری فصل کامل غیر مکمل کے بارے میں تیسری فصل ابتدائی صوفیوں کے بارے میں ' چوتھی فصل ملامتیہ کے بارے میں پانچویں فصل ملامتیہ اور صوفیہ کے فرق کے متعلق ' چھٹی فصل زہد کے بارے میں ' ساتویں فصل زاھد اور صوفی کے فرق کے بیان کے بارے میں ' آٹھویں فصل فقرا کے سلسلے میں ' نویں فصل فقیر و ملامتیہ اور ابتدائی صوفیہ کے فرق میں ' دسویں فصل صوفی کے مقام کی فقر کے اوپر فوقیت کے بارے میں 'گیارھویں فصل فقر و زھد کے فرق میں ' بارھویں فصل خادموں کے بارے میں ' تیرھویں فصل خادم اور شیخ کے فرق کے بارے میں ' چودھویں فصل عابدوں کے بارے میں ' پندرھویں فصل عابدوں اور زاھد کے فرق کے بیان میں ' سولھویں فصل عابدوں اور فقرا کے بیان میں سترھویں فصل مشتبہ بحق صوفیہ کے بارے میں ' آٹھارویں سے اکتیسویں فصل تک متشبہ حالت مذکورہ بالا مراتب کی بیان کی گئی ہے ۔

یہ عوارفت المعاف سے ترجمہ کیا گیا ہے ۔ لوگوں کے درجات کے اختلاف تین قسم کے ہیں ۔ قسم اول ۔ مرتب واصلان کاملان ہے ۔ اور یہ طبقہ عالی ہے ۔ دوسری قسم سلوک کے طریقہ کے کاملان کی ہے اور یہ طبقہ درمیانہ ہے ۔ تیسری قسم پست زمین والے ہیں اور یہ سب سے نچلا طبقہ ہے واصل مقرب ہیں اور سبقت لے جانے والوں میں ہیں ۔ اور سالک نیکیوں والے اور طاقت ایمان والے ہیں اور پست زمین

والے شرپسند اور اصحاب شمال کے نام سے خطاب کئے جاتے ہیں۔

انبیاء کرام کے بعد اہل وصول درجہ ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم جن کو کامل مکمل کہتے ہیں دوسروں کی تکمیل پر مامور ہوتے ہیں اور سلوک کے طے کرنے اور وصول حق میں کامل ہوتے ہیں اور اپنے سے دوسرے کو بھی کمال پر پہنچا سکتے ہیں۔ جبکہ مجذوب ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسرا طائفہ مجذوبوں کا ہے کہ کامل مکمل ہیں مگر دوسروں کی تربیت کرنے کا حکم نہیں ہے اور اللہ ذات سبحانہ' کی طرف کے جذبہ نے ان کو کھینچا ہے اور دن رات ہر لمحہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ذوق میں مشغول ہیں۔

اھل سلوک بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مقصد اعلیٰ کے طالب یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے وجہہ کے دیدار کا ارادہ رکھنے والے اور دوسرے آخرت کی کامیابی کے طالب لیکن طالبان حق بھی دو طرح کے ہیں ایک متصوفہ اور دوسرے ملامتیہ اور طالبان آخر چار طرح کے ہیں

(۱) زھاد

(۲) فقرا

(۳) خدام

(۴) عابد

یہ تمام مل کر آٹھ فرقہ ہو گئے۔ واصلان کے دو طائفہ اور سانکان کے چھ طائفہ اور ان آٹھ طائفہ میں سے ہر ایک کے دو متشبہ ہیں۔ ایک محق اور دوسرا مبطل، متشبہ محق بصوفیہ، متشبہ مبطل بصوفیہ ہے۔ متشبہ محق بمجذوبان۔ متشبہ محق برھاد۔ متشبہ مبطل برھاذ۔ متشبہ محق بعابد۔ متشبہ مبطل عابد۔

اور طائفہ متصوفہ کے متشبہات نہیں ہوتے کیونکہ وہ خود برائے طائفہ صوفیہ متشبہ

ملحق ہیں۔

پہلی فصل

مشائخ صوفیہ کامل مکمل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری متابعت کی وجہ سے مرتبہء وصول پاتے ہیں اور اس کے بعد واپسی پر عام مخلوق کو دعوت دینے پر متابعت کے طریق سے اجازت پاتے ہیں اور حکم دیئے جاتے ہیں۔ مشائخ کا یہ طائفہ کامل مکمل اس وجہ سے ہیں کہ ازلی فضل و عنایت سے ان کو عین جمع کے استغراق کے بعد توحید کے دریا کی فنا کی مچھلی کے پیٹ سے تفرقہ کے ساحل پر اور میدان بقا میں خلاصی ملتی ہے جو ان کے اعلیٰ درجات پر دلالت ہے مجذوبوں کے حال کے خلاف۔

دوسری فصل

مجذوبوں کے بیان میں۔ یہ کامل غیر مکمل ہیں اور وہ گروہ ہے کہ کمال کا درجہ حاصل ہونے کے بعد مرحلہ مکمل اور خلقت کی طرف رجوع نہیں ملتے اور جمع کے سمندر میں غرق رہتے ہیں اور فنا کی مچھلی کے پیٹ میں اس طرح ناچیز اور ہلاک ہو جاتے ہیں کہ ان سے ہرگز کوئی حصہ یا نشان تفرقہ کے ساحل پر بقا کے مقام کو نہیں پہنچتا اور غیرت کے قبوں میں رہنے والے اور حیرت کے دربار میں ٹھہرنے والے کہلاتے ہیں اور دوسروں کی تکمیل پر نہیں لگائے جاتے۔

تیسری فصل

متصفہ کے بیان میں۔ یہ وہ گروہ ہے کہ نفس کی بعض خصلتوں سے نجات حاصل کر لی ہے اور صوفیوں کے کچھ حال اور وصف حاصل ہو گئے ہیں اور بعض خصائل کے باقی رہ جانے سے پراگندہ طبیعت ہو گیا اور اہل قرب والی مرادوں کے حصول سے محروم ہو گیا۔

چوتھی فصل

ملامتیہ کے بیان میں! یہ وہ جماعت ہے کہ اخلاص کے معنوں اور صدق کے طریقوں اور فقیری کی طرف بہت زیادہ کوشش رکھتے ہیں۔ بندگی اور عبادتوں کو عام لوگوں سے چھپانے میں مبالغہ ضروری سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیک عملوں کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے اور تمام فضیلتوں اور نفل عبادتوں کو ضروری طور سے حاصل کرتے ہیں اور ان کے طریقے میں تمام وقتوں میں اخلاص کی صحیح سمجھ حاصل کرنا ہے اور جس طرح ایک گنہگار گناہوں کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے یہ عبادتوں کے ظاہر ہونے کا (کہ ریا نہ سمجھی جائے) خوف رکھتے ہیں تاکہ اخلاص کے قاعدوں میں خرابی واقع نہ ہو۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملامتیہ وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ظاہر نہ ہونے دے اور اپنی برائیوں کو نہ چھپائے۔ یہ گروہ اگرچہ بہت کم ہے اور بزرگ حال والے ہوتے ہیں لیکن ابھی خلقیت کے وجود کے حجاب ان کی نظروں سے نہیں ہٹے ہیں اور توحید کے جمال کے مشاہدہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اگرچہ لوگوں کی نظر سے اپنے اعمال و احوال چھپاتے ہیں لیکن اپنے نفس اور وجود سے خلاصی حاصل نہیں کر سکے ہیں جو توحید کے معنی کے ظہور میں رکاوٹ ہے لیکن ابھی اپنے حال پر نظر ہے اور اپنے اعمال اور احوال کے مطالعہ سے بھی غیروں کو دور نہیں کر سکے ہیں۔

پانچویں فصل

ملامتیہ اور صوفیہ کے فرق کے بارے میں! کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازلی جذبۂ عنایت نے صوفیہ کو اپنے آپ سے یعنی نفسیات سے پاک کر دیا ہے اور خلقی اور انا کے پردوں کو ان کی نظر شہود سے اٹھا دیا ہے اس لئے عبادات بندگی اور دوسری نیکیاں پوری کرنے میں اپنے آپ کو یا مخلوق کو درمیان میں حائل نہیں دیکھتے اور مخلوق کی نظر سے محفوظ رہتے ہیں اور حال چھپانے اور عمل مخفی رکھنے کے پابند

نہیں۔ اگر وقت کی مصلحت عبادت کے اظہار میں دیکھتے ہیں تو اظہار کرتے ہیں۔ اگر مصلحت حال چھپانے میں ہو تو لازمی چھپاتے ہیں۔ مخلصان لام کی زیر سے اور مخلصان لام کی زبر سے ہوتا ہے۔ صوفیہ مخلصان ہیں۔ انا خلصنا ھم الخالصۃ کے مصداق ان کا حال یہ ہے کہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف پھیر لیا ہے اور صوفیہ کسی غیر کی طرف نظر نہیں کرتے۔

چھٹی فصل

زاھد وہ گروہ ہے کہ ایمان کے نور سے اور یقین سے آخرت کا جمال مشاہدہ کرتے ہیں اور دنیا کو بری صورت پر دیکھتے ہیں زیب و زینت ظاہری کو فانی جانتے ہیں اور باقی رہنے والے جمال حقیقی کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

ساتویں فصل

زہدا اور صوفیہ میں فرق یہ ہے کہ زاھد اپنے نفس کے لطف کے لئے خدا سے حجاب میں ہوتے ہیں۔ چونکہ بہشت نفس کے لطف کا مقام ہے اور صوفیہ حق تعالیٰ کے ازلی جمال اور ذات لم یزل کی محبت میں ہر دو عالم سے پردہ دار ہو جاتے ہیں۔ پس صوفی کو زاہد کی حدوں سے اوپر مرتبہ ہے کیونکہ وہ نفس کے لطف و لذائذ سے دور رہتے ہیں۔

آٹھویں فصل

فقیروں کا گروہ وہ ہے جو دنیا کے مال و اسباب سے کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے اور اللہ جل مجدہ' کے فضل اور اس کی رضا کی طلب میں ہر چیز کو ترک کر دیتے ہیں اور اس گروہ کے ترک کی تین میں سے ایک وجہ ہوتی ہے۔

(۱) پہلی حساب کتاب سے آسانی کے لئے اور عاقبت میں سزا کا خوف۔ چونکہ حلال کا حساب لازم ہے اور حرام کے لئے سزا ہے۔

(۲) دوسری وجہ ثواب کا فضل اور جنت میں داخلہ کے لئے پہلے نمبروں میں ہونے کے لئے کیونکہ فقرا دولتمندوں کی نسبت پانچسو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

(۳) تیسری وجہ دل جمعی حاصل رہنے اور عبادت میں (کسی قسم کا فکر سے دل کے آزاد ہونے میں) مکمل حضوری دل کا حاصل ہونا۔

نویں فصل

فقرا، ملامتیہ اور صوفیہ کے مابین فرق۔ ملامتیہ متصوفہ بہشت کا طالب اور نفس کے لذائذ کا خواہش مند ہے اور فقیر حق کے طالب اور اس کے قرب کی خواہش مند ہیں۔ فقر میں ایک مقام ہے ملامتیہ اور متصوفہ کے اوپر اور وہ خاص ہے صوفیہ کے لئے۔ اگرچہ صوفی کا مرتبہ فقیر کے مرتبہ سے اعلیٰ و ارفع ہے لیکن مقام فقر کا خلاصہ اس مقام میں درج ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی کو فقیر کے مقام پر تمام شرطوں اور لوازموں کے ساتھ عبور ہے اور وہاں سے جس مقام پر بھی ترقی کرے اس کی کمی اور نقص سے بچتا ہے اور اپنے مقام کا ہی رنگ دیتا ہے۔ پس فقیر کا صوفی کے مقام پر ہونے سے مرتبہ حقیقی زیادہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام احوال و اعمال اور مقام کا سلب (نظر آتا) ہے۔ چنانچہ کوئی عمل اور حال اور مقام اپنے آپ سے نہیں دیکھتا نہ اپنے سے نسبت دیتا ہے بلکہ خود کو دیکھتا ہی نہیں۔ نہ اس کا وجود باقی رہے نہ ذات، نہ صفت بلکہ فنا در فنا میں محویت کامل ہوتی ہے جو حقیقت فقر ہے اور جس کی فضیلت میں مشائخ کرام نے گفتگو کی ہے اور اسی سے یہ ہے کہ الفقیر لا احتیاج الی اللہ مراد بفقیر فانی است۔ یعنی وہ شخص جس کا وجود اس کی نظروں سے اٹھ گیا۔ اس کی ضرورتیں بھی باقی نہ رہیں۔ حضرت شیخ ابو عبداللہ خفیف قدس سرہ،

نے فرمایا۔

نقر ہر قسم کی ملکیت سے پاک ہوتا ہے اور صفتوں کے حکم سے رہائی پاتا ہے۔

رسم فقر یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنی نہ سمجھنا بلکہ ادھار لی ہوئی جاننا۔ یہ چیز اس کو صفات کے حکموں سے باہر لے آتی ہے۔ اول ملکیت کا نہ ہونا مفید ہے دوم کسی کی مِلک میں نہ ہونا مفید ہے۔ بعض بزرگان کرام و عظام نے فقیر کی یہی تعریف لکھی ہے کہ نہ کسی شے کا مالک ہے اور نہ وہ کسی کی ملک میں ہے۔ بلکہ اس کا ارادہ عین حق تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کیونکہ کمال کی تمام صفات حق تعالیٰ سبحانہ ' سے معناف ہیں۔

دسویں فصل

صوفی کا مقام فقیر کے مقام سے اعلیٰ اس وجہ سے ہے کہ فقیر فقر کی ارادہ سے نفس کی لذت کے ارادہ میں مجوب ہو گیا۔ اور صوفی کا کوئی مخصوص نہ تھا اور فقرو غنا کے بارے میں اس کا ارادہ حق تعالیٰ کے ارادہ میں محو ہو گیا بلکہ اس کا ارادہ عین حق تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے اور اس حال میں اگر صورت اور رسم فقر کی بھی اختیار ہو جائے تو مجوب نہیں ہوتا کیونکہ وہ ارادہ تحت ارادہ حق ہوا۔ حضرت ابو عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ نے فرمایا:۔

الصوفی مَن اَستصفاہُ الحق لِنفسِہٖ تودُّدا" والفقیر من مستصفے نفسیہ فی فقرہ تقربًا"

اور بعض بزرگان کرام نے کہا:۔

فقر تصوف کا شروع ہے یعنی تصوف کی بنیاد ہے۔

گیارھویں فصل

فقر اور زہد کی فرق میں فقر زہد کے وجود کے بغیر ممکن ہے جیسے کوئی دنیا کو

ترک کرے پکے ارادے اور یقین کے ساتھ لیکن ابھی رغبت اس میں باقی رہ جائے اور اسی طرح زھد بغیر فقر کے ممکن ہے جیسے کوئی اسباب دنیوی ہونے کے باوجود زھد میں مصروف ہو۔ فقیری رسم کی حقیقت ہے ملکیت کا نہ ہونا اور اس کی حقیقت صفات کے احکام سے نکلنا ہے۔ حق تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ اپنے بعض اولیاءکرام کو عزت کے خیموں میں غیروں کی نظر سے پردہ میں کر دے تو ان کے ظاہر کو امارت کا لباس دے دیتا ہے کہ رغبت کی صورت ہے تاکہ ظاہر بین اس کو مالداروں میں سمجھے اور ان کے جمال کا حال پوشیدہ رہے۔ یہ فقر و زھد کی حقیقت خاص وصف اور لازم حال صوفی کا ہے لیکن اختیار کی رسم بعض صوفی مشائخ کی ہے اور ان کی مراد انبیاء کرام کی تقلید ہے اور دنیاوی مال کی کمی اور فقر کی صورت ان معنوں میں حق کے لئے ہے نہ کہ آخرت کے لذائذ کے لئے۔

بارھویں فصل

خدام کے بیان میں۔ یہ وہ جماعت ہے کہ فقیروں اور اللہ سبحانہ کے طالبوں کی خدمت اختیار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب ہوا کہ جب تو دیکھے کسی کو میرا طالب تو اس کا خادم ہو جا۔ اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد فارغ وقت میں ان کے لئے روزی کا انتظام اور ہر قسم کی امداد کر اور اس خدمت کو نفل عبادت سے افضل سمجھ اور انہیں جس قسم کی حاجت ہو بشرطیکہ غیر شرعی نہ ہو۔ پوری کریں خواہ عمل سے یا مال سے اور ان کی نظر عطا حاصل کرنے کے لئے برحق ہوتی ہے۔ خادم کا شیخ سے فرق رکھا جاتا ہے۔

تیرھویں فصل

شیخ اور خدام کے درمیان فرق یہ ہے کہ خادم ابرار کے مقام میں ہے اور شیخ مقربوں کے مقام میں ہوتا ہے کیونکہ خادم کی مراد آخرت میں نیک ثواب حاصل کرنے

کی ہے اور ابدان مقید نہیں ہوتے۔ شیخ مراد حق پر قائم ہوتا ہے نہ کہ نفس کی مراد پر۔

چودھویں فصل

عباد کے بارے میں؛ اس گروہ کے لوگ ہمیشہ عبادت اور وظائف اور طرح طرح کے نوافل ادا کرتے ہیں اور آخرت میں نیک ثواب کی تمنا کے لئے ہے۔ یہ وصف صوفی میں بھی موجود ہوتا ہے لیکن وہ غرض اور علت سے پاک ہوتا ہے اور حق کی حق کے لئے عبادت کرتے ہیں اخروی ثواب کے لئے نہیں۔

پندرھویں فصل

عباد اور زاھدوں میں یہ فرق ہے کہ دنیا سے رغبت کے باوجود عبادت کی صورت ممکن ہے۔ عابد عبادت بھی کرتا ہے دنیا سے رغبت بھی ہوتی ہے لیکن زاھد کو اپنی مصروفیت کے لئے رغبت دنیا چھوڑنی پڑتی ہے۔ خواہ ظاہر میں اس کے پاس دنیاوی اسباب ہوں۔

سولھویں فصل

عباد اور فقرا میں فرق یہ ہے کہ باوجود مال و دولت کے شاید ایک شخص عبادت گزار ہو لیکن اس کے برخلاف مال و دولت ہوتے ہوئے ایک شخص فقیر نہیں ہو سکتا کیونکہ فقیر دنیاوی مال و اسباب میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

ستارویں فصل

متشبہ محق بصوفیہ؛ وہ رہروان طریقت ہیں کہ صوفیوں کے حال کی انتہا سے واقف ہیں اور اس کے مشتاق ہیں لیکن صفات کے تعلقات میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اعلیٰ مقصد سے محروم ہیں۔

اٹھارویں فصل

متشبہ مبطل بصوفیہ وہ گروہ ہے کہ خود کو صوفیوں کے زمرہ میں اظہار کرتے ہیں اور باطنی طور پر ان کے عقائد اور احوال سے خالی ہوتے ہیں اور کہتے ہیں احکام کی پابندی عوام کے لئے ہوتی ہے کہ ان کی نظر چیزوں کے ظاہر پر ہوتی ہے اور ہماری حقیقت اس سے اعلیٰ ہے کہ ظاہری رسوم کی پابندی کریں۔ حضور باطن کے لئے ان کی کوئی کوشش نہیں ہوتی۔ اس طائفہ کو باطنیہ اور مباحیہ بھی کہتے ہیں۔

انیسویں فصل

متشبہ محق بمجذوبان واصل:- یہ اہل سلوک کی وہ جماعت ہے کہ ان کی سیر ابھی نفس کی صفات کاٹنے میں تھی لیکن طلب کی حرارت کی تپش سے ان کا وجود رنج اور پریشانی میں ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ کشف ذات کی صبح کی فرحت نصیب ہوتی اور قرار و سکون مقام فنا میں کبھی کبھی ایک بجلی انہی کے شہود کی نظر پر چمک جاتی ہے اور ایک جھونکا وصل کی ہواؤں سے ان کے دل میں لگ جاتا ہے اور ان کی آگ رنج اور طلب کے ذوق کو کچھ آرام مل جاتا ہے۔ جب وہ جھونکا ساکن ہو جاتا ہے اور نفس کی صفات اور طلب کی حرارت اور شوق کا رنج بڑھتا ہے سالک چاہتا ہے کہ تمام صفات کے لباس سے وجود کٹ جائے اور بحر فنا میں غرق ہو جائے تاکہ ایک دفعہ ہی مشکل سے جان چھوٹے لیکن ابھی یہ مقام نہیں آیا ہوتا۔ کبھی کبھی نازل ہوتا ہے۔ ان کو متشبہ محق مجذوب واصل کہتے ہیں۔

بیسویں فصل

متشبہ مبطل بمجذوبان واصل وہ جماعت ہے کہ بحر فنا میں استغراق اور عین توحید میں ہلاکت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہماری حرکات دروازوں کی حرکات کی مانند ہیں کہ بغیر تحریک دینے والے کے نہیں ہوتیں۔ یہ بات معنوی طور پر تو صحیح

ہے لیکن اس جماعت کو حاصل نہیں ہے اور ان باتوں سے ان کا مطلب اپنی گناہوں اور منہیات کے ارتکاب کی پردہ داری ہے ۔ اس طائفہ کو زندیق کہتے ہیں ۔ حضرت سہل عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا ایک شخص کہتا تھا میرے فعل کی نسبت حق تعالیٰ کے ارادے سے ایسی ہے جیسے دروازے کی حرکت کھولنے والے کے ساتھ ہے ۔ ایسی بات کا کہنے والا اگر شریعت کے اصول اور احکام شرعی کی حدود کی خلاف ورزیاں چھپانے کو کہتا ہے تو وہ بالکل زندیق مطلق ہے ۔

اکیسویں فصل

متشبہ محق بلامتیہ وہ گروہ ہے کہ مخلوق کی نظر میں اچھا یا برا ہونے کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے اور ان کی اکثر کوشش رسمیں بگاڑنے اور عادتیں اور کردار آداب کے ضابطہ سے باہر ہوتی ہیں ۔ ان کے حال کا سرمایہ سوائے نفس کے اطمینان اور خوشی کے اور کچھ نہیں ہوتا ۔ نفل عبادتوں سے عاری ہوتے ہیں ۔ نیک اعمال کی کوشش نہیں کرتے سوائے فرض کے اور کچھ ادا نہیں کرتے اور اسباب دنیوی اور مال جمع کرنا ان کا شیوہ ہے ۔ ان کو قلندر بھی کہتے ہیں اور ریا نہ ہونے کے باعث ملامتیہ سے مشابہت رکھتے ہیں ۔

بائیسویں فصل

" قلندریہ " اور " ملامتیہ " کے درمیان فرق یہ ہے کہ " ملامتیہ " تمام نوافل عبادات اور فضیلتیں حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مخلوق کی نظر سے چھپاتا ہے لیکن قلندری فرائض سے نہیں بڑھتا اور مخلوق سے حال چھپانے کا مقید نہیں ہے لیکن وہ گروہ جو اس زمانے میں قلندروں کے نام سے مشہور ہے انہوں نے اسلام کا حلقہ گردن سے نکال دیا ہے اور اوپر لکھے وصف سے بھی خالی ہے ۔ ان کو بے ہودہ کہنا زیادہ درست ہے ۔

تیئسویں فصل

متشبہ مبطل بملامتیہ زندیقوں کا ایک گروہ ہے کہ دعویٰ خلوص کا کرتے ہیں اور فسق و فجور کے ظاہر کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری مراد یہ ہے کہ خلقت ہمیں ملامت کرے اور نظروں سے گرائے۔ حق تعالیٰ لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہے اور ان کے گناہوں سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لوگوں کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے اور احسان کرنا نیکی ہے۔

چوبیسویں فصل

متشبہ محق بزھاد۔ اس گروہ کی رغبت ابھی دنیا سے پوری طرح نہیں گئی اور چاہتے ہیں دنیاوی رغبت ایک دم چھوڑ دیں۔ ان کو متزاہد بھی کہتے ہیں۔

پچیسویں فصل

متشبہ مبطل بہ زھاد وہ گروہ ہے جو مخلوق میں مقبولیت حاصل کرنے کو دنیا کی زیب و زینت اور اسباب دنیوی سے گریز کرتے ہیں اور اس پردہ میں زیادہ عزت اور مال حاصل کرتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ بعض خود شبہ میں گرفتار ہوں کہ دنیا سے پوری طرح بے تعلق ہو گئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ جب ان کا دل اسباب دنیوی میں مشغول نہیں ہے تو کمالات کا باعث ہے۔ ان کو مرائیہ بھی کہتے ہیں۔

چھبیسویں فصل

متشبہ محق بفقرا۔ یہ وہ گروہ ہے کہ ظاہر میں فقیروں کی رسم و رواج اختیار کرتے ہیں اور باطن میں فقر کی حقیقت کے خواہشمند ہیں۔ فنا سے میل رکھتے ہیں اور تکلیف کے ساتھ فقر پر صبر کرتے ہیں۔ فقیر حقیقت کے فقر کو حق تعالیٰ کی ایک خاص نعمت سمجھتے ہیں اور اس کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں۔

ستائیسویں فصل

متشبہ مبطل بفقرا | یہ گروہ ہے کہ ظاہر میں فقیروں کی رسم اختیار کرتے ہیں اور باطن میں اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ظاہری اطوار سے مخلوق کو گرویدہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو بھی مرائیہ کہتے ہیں۔

اٹھائیسویں فصل

متشبہ محق خادم | یہ گروہ ہمیشہ مخلوق کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور باطن میں چاہتے ہیں کہ اس سے دنیاوی مال نہ ملے یا دنیاوی غرض پوری نہ ہو۔ بلکہ ریا سے خلاصی حاصل کریں لیکن ابھی زھد کی حقیقت کو نہیں پہنچتے ہیں۔ بعض دفعہ نور ایمان کے غلبہ اور نفس کی رہائی سے ان کو قبولیت مل جاتی ہے اور بعضوں کو نفس کے غلبہ اور ریا کی ملاوٹ کی وجہ سے مدتوں خدمت کرتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسوں کو متخادم کہتے ہیں۔

انتیسویں فصل

متشبہ مبطل بخادم | یہ گروہ مخلوق کی خدمت کرتا ہے لیکن نیت اخروی ثواب کی نہیں ہوتی بلکہ دنیاوی منافع کی ہوتی ہے تاکہ مالدار ہو جائیں اور فخر کر سکیں۔ اگر ان کی غرض پوری نہ ہو خدمت چھوڑ دیتے ہیں ان کو مستخدام بھی کہتے ہیں۔

تیسویں فصل

متشبہ محق بعابد | یہ گروہ ہر وقت عبادتوں میں غرق نظر آتا ہے لیکن تزکیہ نفس پورا نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال اور وِردمیں ٹال مٹول اور نقص رہتا ہے یا بعض کو ابھی لذت عبادات کی نہیں ملی ہے لیکن تکلیف سے ادا کرتا ہے۔ ان کو متعبد کہتے ہیں۔

اکتیسویں فصل

متشبہ مبطل بعابد | یہ طبقہ مرائیوں میں سے ایک جماعت ہے کہ ظاہر میں

عبادت کا مقصد مقبولیت خلق ہے ثواب آخری سے نہیں ۔ جب کوئی نہ دیکھتا ہو تو عبادت نہیں کرتے ۔

پانچواں مقولہ

اس مقالہ میں توحید ۔ اس کے مرتبے اور اس کے اصل اور اولیا عظام کا بیان ہے ۔ توحید پانچ قسم کی ہے ۔ ایمانی ' علمی ' رسمی ' حالی اور توحید الٰہی ۔

پہلی فصل

توحید ایمانی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ' اس کے وصف الٰہیہ اور حق معبودیت کو اشاروں ' آیتوں اور واضح خبروں کی بنا پر تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا ۔ یہ ظاہری علم سے حاصل ہوتی ہے اور ظاہری شرک سے بچنے اور اسلام کے دائرہ میں ہونے کا فیض دلاتی ہے ۔ اس میں صوفیا بھی عوام کے ساتھ شامل ہیں جبکہ دوسرے مرتبے مختلف گروہوں سے مخصوص ہیں ۔

دوسری فصل

توحید علمی باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے کہ اس کو علم یقین کہتے ہیں اور وہ اس طرح ہے کہ تصوف کے راستہ کے شروع میں بندہ یقین سے جانے کہ حقیقی طور پر موجود اور پورے طور پر اثر (قدرت) رکھنے والا سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اور اپنی ذات ' صفات اور افعال کو ناچیز سمجھے اور ہر ذات کو اس کی شاخ سمجھے ' ہر صفت کو اللہ جل مجدہ ' کی صفتوں کا سایہ سمجھے کیونکہ ہر جگہ علم ' قدرت ' ارادہ سماعت اور بصارت حق تعالیٰ کے اثر سے موجود ہیں اور یہ مرتبہ اہل خصوص اور متصوفہ کا ہے ۔

تیسری فصل

توحید رسمی اس طرح ہے کہ کوئی شخص اپنی ذکاوت طبع سے مطالعہ کی یا سماع کی بنا پر تصور کرے کہ توحید کے معنے اور رسم اس کے ضمیر میں بس گئے ہیں اور بحث میں اس بنا پر گفتگو کرتا ہے حالانکہ توحید کے اصل حال سے اس میں کچھ نہیں۔ بعض لوگ وجود کی ظلمت باقی رہنے سے محجوب ہو جاتے ہیں اور بعض شرک خفی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

چوتھی فصل

توحید حالی وہ ہے کہ توحید کامل اس بندہ کی ذات کا وصف لازمی ہو جائے اور رسوم کے اندھیرے نور توحید کے اشراق و تلاش میں ختم ہو جاتے ہیں کچھ معمولی رہ جاتے ہیں اور اس کے نور میں توحید کا نور چھا جاتا ہے۔ جیسے ستاروں کا نور آفتاب میں اور اس مقام میں موحد (صوفی) کا وجود واحد کے وجود کے جمال میں اس طرح غرق ہو کر عین جمع میں ہو جاتا ہے کہ سوائے ذات صفات اللہ واحد کے اس کی نظر میں اور کچھ نہ رہے۔ یہاں تک کہ اس توحید کو واحد کی صفت دیکھے نہ کہ اپنی اور اس دیکھنے کو بھی اسی کی صفت سمجھے اور اپنی ہستی اس قطرہ کی سی ہو جو بحر توحید کی موجوں کے تلاطم میں شامل ہے اور جمع میں غرق ہو جائے۔

حضرت جنید قدس سرہ' کا قول ہے

> توحید رسوم کو فنا کر دیتی ہے ' علوم کو درج کر دیتی ہے اور کمالات نازل کرتی ہے اور اس توحید کا منشا مشاہدہ ہے اور توحید علمی کا مراقبہ کا نور ہے۔

اس توحید میں اکثر بشری رسوم فنا ہو جاتی ہیں اور توحید علمی میں ان کی نسبت تھوڑی دور ہوتی ہیں۔ توحید حالی میں بعض رسوم باقی رہ جانے کی وجہ سے ہے کہ افعال کی

تربیت اور گفتگو کی تہذیب کی کمی ہو اور خاص موحدان یکبارگی آثار اور رسوم وجود
کے مٹا دیتے ہیں اور کبھی بجلی کی چمک کی طرح یکدم اس وقت مٹ جاتی ہیں اور کچھ
رسوم پھر لوٹ آتی ہیں لیکن شرک خفی کی تمام رسمیں مٹ جاتی ہیں اور اس سے
اوپر مرتبہ توحید ممکن نہیں لیکن سلوک کا مرتبہ طریق الی الحق ابھی باقی ہے اور بعض
جو اس مقام سے گر جاتے ہیں۔ پھر ترقی کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن وہ ابھی اپنے آپ
کو اسی مقام میں سمجھتے ہیں۔ اور خوش رہتے ہیں اور حق کا راستہ گم کر دیتے ہیں۔
اور کفرو شرک میں پھنس جاتے ہیں۔

بعض دوسروں کو توحید خالی نصیب نہیں۔ محض گفتگو کرتے ہیں اور ہمہ اوست
سے نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے گناہوں کی ملامت سے بچنے کے لئے انہیں ارادہء
حق کی طرف حوالہ دیتے ہیں۔ یہ کفر اور ضلالت ہے۔ اور قرآن پاک کی آیتوں
مثلاً" وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال: ۱۷)
(اور اے محمد جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی
تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں) کو اپنے بارے میں چسپاں کرتے ہیں اور نہیں جانتے
کہ یہ مخلوق کی تفہیم کے لئے اور خصوصیت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تھی۔ جب کوئی شیخ اپنے خلیفہ یا مرید کو کسی گروہ کی طرف بھیجتے ہیں تو اجازت نامہ لکھ
کر دیتے ہیں کہ اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور اس کا قول میرا قول ہے۔ جو لوگ "ہمہ
اوست" کہہ کر اپنے ہر قول و فعل کو خداوند کریم کی طرف نسبت دیتے ہیں وہ ان
آیات کو بھول جاتے ہیں الا لعنت اللہ علی الظالمین اور آخرت کی خرابی کا سبب بناتے
ہیں۔ جاننا چاہئے کہ ہر ولی کو توحید حالی حاصل ہونا اور اس کو عبور کر کے آگے بڑھانا
نصیب نہیں ہوتا بلکہ بعض یہیں پھنس کر رہ جاتے ہیں اور راہ حق گم کرتے ہیں۔
البتہ جن کو ہدایت لم یزلی نصیب ہو تو اس ورطہ سے نجات پاتے ہیں اور اس مقام

سے گزر کر اور مکاشفہ کے مقام وسط سے گزر کر مکاشفہ کی انتہا کو پہنچتے ہیں۔ تب اُن کو پہلے مقاموں کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں اور ایسا یقین پیدا ہوتا ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں۔ اے عزیز اگر توحید حالی کا یہ حال نہ ہو اور نہایت مقام کی دراصل ہمہ اوست ہو جائے تو پھر نہ کمالات کی محتاجی ہو۔ نہ رسالت کی محتاجی۔ نہ ماں و بہن اور بیٹی کے حقوق باقی رہیں اور دوسروں کا مال ہمارا ہو۔ عذاب آخرت کا خوف نہ رہے اور فنا ہی نہ آئے ہمیشہ باقی رہیں۔ اوپر بیان کردہ کی طرح نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ ان چیزوں سے منزہ ہے لیکن وہ بندہ جو فنا ہو کر صفات حق سے باقی ہو اس کی بقا میں حق کی صفت ہو جائے گی کسی کو حکم مرنے کا دے وہ مرجائے گا۔ زندگی کا حکم کرے، زندہ ہو گا لیکن اسے اس مثال سے سمجھو کہ

لوہا آگ میں سرخ ہو کر جلانے کے لئے آگ کا حکم رکھتا ہے
لیکن حقیقت میں لوہا لوہا ہی رہتا ہے اور آگ آگ ہی ہے۔

اسی طرح بندہ حق کی صفات سے متصف ہو کر تصرف کر سکتا ہے لیکن حقیقت میں بندہ ہی رہے گا اور معبود معبود ہی ہے۔ میں وحدت وجود سے انکاری نہیں ہوں لیکن وحدت الوجود کو ایک حال سمجھتا ہوں اور سلوک کے مرتبہ کی انتہا اس حال سے بہت اوپر ہے۔ اہل کمال اس مقام توحید حالی سے ترقی کر کے قطبی پر پہنچتے ہیں کہ وہ مطلق عبودیت کا نام ہے اور تو وحدت وجود کے حال کو آخری مقام سمجھتا ہے اور عبد اور معبود اور خالق اور مخلوق کے فرق کو مٹا بیٹھا ہے۔

پانچویں فصل

پانچویں فصل توحید الٰہی کے بارے میں! توحید الٰہی یہ ہے کہ حق تعالے ازل سے اس توحید سے وصف وحدانیت اور نعت و فردانیت سے موصوف ہے اور کان اللہ ولم یکن معہ شی کی منعوت اب بھی اس طرح ہے اور الآن کما کان ابدالا باد

تک اسی صفت پر ہو گا اور کل شی ھالک الا وجہہ اور ہر شے ہلاک ہو گی تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام اشیاء کا وجود اس کے وجود میں آج ہلاک ہے اور اس کو صرف اخیار اصحاب ہی مشاہدہ کرتے ہیں اور حضرت ابواسمٰعیل رحمتہ اللہ لہروی نے منازل السائرین میں تین شعروں میں اس کو بیان کر دیا ہے۔

ما وحدلاواحد من واحد از کل من وحده جاحد

توحید من ینطق لم لعتہ عاریتہ الطایا الواحد

توحیدہ ایاہ توحیدہ ونعت من بنعتہ الاحد

چھٹا مقولہ

یہ مقولہ اولیا اللہ کی قسموں اور مقام کے بارے میں ہے جو گیاراں فصول پر مشتمل ہے جن میں مرتبہ قطب کے مختلف درجے، افراد، ابدال، نقبا، نجبا اور غوث کے مختلف مراتب اور ان کی جائے سکونت بیان کی گئی ہے اور فرقہ اویسان کے بارے میں تفصیل دی گئی ہے۔

(حضرت مخدوم علی ہجویری نور اللہ مرقدہ کی معرکتہ آلارا تصنیف) کشف المحجوب شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبوت کی برہان کو باقی رہنے والا بنایا ہے اور اولیاء اللہ کو اس کے اظہار کا ذریعہ بنایا تاکہ ہمیشہ حق کی نشانیاں اور صدق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ظاہر رہے۔ اولیا کو دنیا کا والی بنایا ہے وہ ہر سنت کے پیروکار ہیں اور نفس کو تابع کیا ہے ان کے قدموں کی برکت سے بارش برستی ہے اور ان کے حال کی صفائی سے زمین سے نباتات اگتی ہے اور کافروں پر مسلمانوں کی فتح ان کی ہمت کے باعث ہوتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ان کے تصرف سے ہو

اور ان کو علم ہونا بھی ضروری نہیں ۔ یہ چار ہزار نفوس ہیں جو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ ہیں ۔ ایک دوسرے کو بھی نہیں پہچانتے اور اپنے مقام کا بھی پتہ نہیں ہوتا اور تمام احوال میں خود سے اور مخلوق سے چھپے ہوتے ہیں ۔ ان تفاصیل کی خبریں موجود ہیں ۔ اولیاء بزرگ بھی بتاتے ہیں ۔ حضرت سید علی مخدوم ہجویری قدس سرہ' پر ان کے معانی ظاہر ہو چکے ہیں کہ اولیاء کرام مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے حق تعالیٰ کے لشکری ہیں ۔ ان کے علاوہ تین سو اخیار ہیں اور چالیس ابدال ہیں اور سات ایسے ہیں جنہیں ابرار کہتے ہیں اور چار اوتاد ہیں جن کا شمال جنوب مغرب مشرق سے ایک ایک میں ان کا مقام ہے اور ان کی سمتوں کی تقسیم کعبہ مشرفہ کی سمتوں سے ہیں ۔ ان کی برکتوں سے دنیا کی سمتیں قائم ہیں ۔ اسی وجہ سے ان کو اوتاد کہتے ہیں ۔ جس طرح خیمہ میخوں سے قائم ہوتا ہے ۔ اس طرح ان سے دنیا قائم ہے ان کے علاوہ تین نقبا ہیں ۔ اور ایک وہ جسے قطب و غوث کہتے ہیں اور یہ سب ایک دوسرے کو پہنچاتے ہیں اور حکم دینے میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں ۔ اس پر نبوی خبریں ہیں اور اہل حقیقت کا ان کی صحت پر اجماع ہے ۔

پہلی فصل

پہلی فصل قطبوں کے بیان میں ۔ اقطاب میں قطب مدار اور غوث بھی ہوتا ہے ۔ تمام قطبوں اور اولیاء سے افضل قطب حقیقی ہوتا ہے ۔ قطب مدار ایک شخص ہوتا ہے ۔ تمام زمانوں اور وقتوں میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نظر کا موضع ہے اور اس کا مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہے قطب کبریٰ کا مرتبہ قطب الاقطاب کا ہوتا ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے باطن پر ہوتا ہے اور وہ خاتم ولایت ہوتا ہے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ تھے ۔ چند اور نام بھی ان کے ہوتے ہیں جیسے قطب دائرہ یا غوث الاعظم اور یہ حق تعالیٰ کے اسرار کا

مظہر کلی ہوتا ہے ۔ اگر اس کا وجود ایک پلک جھپکنے کو مفقود ہو جائے تو دنیا نیست و نابود ہو جائے ۔ حضرت شیخ ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ مرتبہ غوث پر شرف یافتہ تھے ۔ جسم غوث ہر چیز سے لطیف تر ہوتا ہے اور غوث کی دعا سے دوسرے ولی کو غوث کا منصب مل سکتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا میں یہ تاثیر تھی ۔

شیخ داؤد قدس سرہ نے لکھا ہے کہ قطب عالم زمانے میں اور دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور دنیا کی تمام علوی اور سفلی مخلوق قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتی ہے اور اس پر حق تعالیٰ کا فیض بے واسطہ ہوتا ہے ۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں ۔ ایک دائیں ہاتھ اس کا نام عبدالرب ہوتا ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ جس کا نام عبدالملک ہوتا ہے ۔ وزیر عبدالرب قطب عالم کی روح سے فیض لے کر علوی عالم کو فیض پہنچاتا ہے اور وزیر عبدالملک قطب عالم کے جسم سے فیض لے کر سفلی عالم کو فیض پہنچاتا ہے اور اگر قطب عالم دنیا سے عالم عقبیٰ کو چلا جائے تو بائیں ہاتھ والا وزیر عبدالملک اس کی جگہ قائم مقام قطب عالم ہو جاتا ہے اور نام عبداللہ ہو جاتا ہے کیونکہ قطب عالم کا اصلی نام خواہ کچھ ہو آسمانوں اور زمینوں میں عبداللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ پھر دائیں طرف کے وزیر عبدالرب کو بائیں طرف منتقل کر کے عبدالملک نام کر دیتے ہیں اور عبدالرب کی جگہ ابدال میں سے کسی کو ترقی دے کر لگا دیتے ہیں اور ابدال بھی قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہوتے ہیں ۔

دوسری فصل

یہ فصل قطب عالم کے عہدہ کی مدت کے بارے میں ہے۔ مختلف خبریں ہیں ۔ بعض کے مطابق ۳۳ سال چار ماہ اور بقول بعض ۲۸ سال اور تین ماہ دو دن ۔ بعض کو پچیس سال اور کسی کو بائیس سال گیارہ ماہ بیس دن مل جاتے ہیں ۔ بعض کو انیس

سال پانچ ماہ دو دن لیکن کسی کو تینتیس سال چار ماہ سے زیادہ مدت اس منصب پر نہیں ملتی ۔ اور انیس سال پانچ ماہ سے کم نہیں ہوتی ۔ اگر قطبیت کے عہدہ کے درمیان دنیا سے رحلت نہ ہو جائے تو ترقی پا کر مقام فرد پر ہو جاتا ہے ۔ رہائش قطب مدار کی کعبہ اللہ میں اس لئے ہوتی ہے کہ اکثر مجاور کعبہ ہوتا ہے لیکن کعبہ شریف کی مجاوری اس کے لئے لازمی شرط نہیں اور اکمل اولیا اللہ کو حق تعالیٰ نے قوت دی ہے کہ طرفتہ العین میں مختلف ملکوں اور شہروں میں ظہور کر سکتے ہیں ۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ' بغداد شریف میں غوث (قطب مدار) تھے تمام ملکوں پر حکومت تھی اور سب قطب ان کے ماتحت تھے اور زمین کی تہہ سے لے کر عرش تک ان کا تصرف تھا ۔

تیسری فصل

یہ تیسری فصل قطب مدار اور فرد میں فرق کے بارے میں ہے ۔ قطب مدار کو تہہ زمین سے عرش تک تصرف حاصل ہے جبکہ فرد کو تہہ زمین سے عرش تک تحقیق حاصل ہے ۔ قطب مدار ہمیشہ صفات کی تجلی میں ہوتا ہے جبکہ فرد کامل ہمیشہ تجلی ذات میں ہوتے ہیں ۔ فرد اخص ہوتے ہیں جبکہ قطب مدار خاص ہوتا ہے ۔ قطب مدار جبر و کسر مخلوق پر چھ طرفوں میں تصرف رکھتا ہے اور مقام جبروت میں ہے جبکہ فرد مقام لاہوت میں ہوتا ہے ۔

چوتھی فصل

بارہ قطبوں کا بیان کہ ہر اقلیم میں ہوتے ہیں ۔ تمام دنیا سات ' اقلیم پر منقسم ہے اور ہر اقلیم کا ایک قطب ہوتا ہے جس کو قطب اقلیم کہتے ہیں ۔ ان کے علاوہ پانچ قطب اور ہوتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں ۔ اقلیم کے قطب سے فیض قطب ولایت پر آتا ہے اور قطب ولایت سے عام اولیا اللہ پر فیض ودیعت ہوتا ہے ۔ اقطاب

مختلف انبیا علیہ السلام کے قلوب پر ہوتے ہیں۔ ان میں

(۱) حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کے قلب پر

(۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قلب پر

(۳) حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے قلب پر

(۴) حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے قلب پر

(۵) حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر

(۶) حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر

(۷) حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر

(۸) حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر

(۹) حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پُرانوار پر

(۱۰) حضرت ھودؑ علیہ السلام کے قلب پر

(۱۱) حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر اور

(۱۲) حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔

پانچویں فصل

یہ فصل قطبوں کے اوراد کے بارے میں ہے

(۱) قطب اول کا ورد سورۃ "یٰسین" ہے۔

(۲) قطب دوم کا ورد سورۃ "اخلاص" ہے۔

(۳) قطب سوم کا ورد سورۃ "اِذَاجَاء" ہے۔

(۴) قطب چہارم کا ورد سورۃ "فتح" ہے۔

(۵) قطب پنجم کا ورد سورۃ "اذازلزلت" ہے۔

(۶) قطب ششم کا ورد سورۃ "واقعہ" ہے۔

(۷) قطب ہفتم کا ورد سورۃ "بقرۃ" ہے۔

(۸) قطب ہشتم کا ورد سورۃ "کہف" ہے۔

(۹) قطب نہم کا ورد سورۃ "النمل" ہے۔

(۱۰) قطب دہم کا ورد سورۃ "انعام" ہے۔

(۱۱) قطب یازدہم کا ورد سورۃ "طٰہٰ" ہے اور

(۱۲) قطب دوازدہم کا ورد سورۃ "ملک" ہے۔

چھٹی فصل

قطب مدار اور دیگر قطبوں کے مراتب | قطبوں میں سے اگر کوئی چاہے کہ کسی ولی کو ولایت سے معزول کر کے اور کو اس کی جگہ تعینات تو کر سکتے ہیں۔ قطب عالم چاہئے۔ تو کسی قطب کو معزول کر سکتا ہے۔ قطب مدار فرشتہ کو اپنے کام سے روک سکتا ہے۔ اور لوح محفوظ کے احکام کو بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ مردہ کو زندہ کرنا اور عرش و کرسی تک کی تمام مخلوقات کا ہر کام ان کی تصرف میں ہے۔ اور جب قطب مدار سے ترقی پاکر فرد ہو جاتا ہے تو تصرفات نہیں رہتے کیونکہ فردانیت خوشی اور موانست کا مقام ہے پس اس کی مراد سوائے حق سبحانہ کے اور کچھ نہیں رہتی۔ فرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قلب پر ہوتے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ہیں افراد دائی تجلی کے سرور سے سہو میں ہوتے ہیں جبکہ مخلوق ان کو صحو میں سمجھتے ہیں لیکن یہ سہو ایک بہت عظیم مقام ہے کہ وہ ذات میں صحو ہیں نہ وہاں مکان ہے نہ زماں اور صفات اور اسماء کی تجلی والوں کو افراد کی تجلیات کا کوئی پتہ نہیں۔

افراد تجلی ذات میں نور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدۃ:۱۵)

پس حضور سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم نور تھا اور اسی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ اگر آپؐ کا جسم دوسرے انسانوں کے جسم کی طرح ہوتا تو ظاہر بینوں کو یہ فرمان الٰہی نہ ہوتا کہ تم ان کی طرف نظر کرتے ہو لیکن ان کو دیکھتے نہیں ہو اور افراد کا یہ مقام ہے کہ تجلی ذات نزول کرتی ہے تو ان کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ پس اس حالت میں اس ملک اور زمین میں ان کے وجود کا سایہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ صفات اسماء اور افعال کی تجلی والے ان کی طرف نظر کرتے ہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔ افراد کی کوئی مقررہ تعداد نہیں ہوتی۔ بہت ہوتے ہیں اور مخلوق کی نظر سے چھپے ہوتے ہیں۔ لیکن قطب مدار اور دوسرے قطب ان کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں فرد کامل جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تفرد میں ہیں سلوک میں اور ترقی کرتے ہیں اور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب سے مشرف ہوتے ہیں اور ترقی کر کے قطب حقیقی کے رتبہ پر پہنچتے ہیں جو مقام معشوقی ہے۔ اور قطب وحدت کہلاتا ہے یعنی مشرب احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اور مقام معشوقی غیرت ہے اللہ تعالیٰ کو غیرتوں میں سے ایک غیرت ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ غیور ہے اور اس کی غیرت یہ ہے

"انہ لم یحل اللہ طریق سواء"

غیرت بندہ کو غیرت حق تعالیٰ سے ایک شمہ کی نسبت ہے۔ اس مقام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کو دخل نہیں۔ مرتبہ معشوق یہ ہے کہ جو معشوق کرتا ہے حق تعالیٰ وہی کرتا ہے معشوق کے لئے کسی خاص مقام پر رہنا ضروری نہیں افراد کے منصب کی عمر یعنی مدت ۵۵ سال ہوتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔ اگر اس مدت میں سلوک اور ترقی کریں قطب حقیقی کے مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور قطب حقیقتی کی

مدت ۲۳ سال دس دن ہوتی ہے اس کے بعد مقام معشوق ہے یعنی قطب وحدت اور یہ جمع الجمع سے بعض کو فردیت کے مقام میں بھی ولایت کے فرائض تفویض ہو سکتے ہیں۔

ساتویں فصل

یہ فصل ابدالوں کے بیان میں ہے۔ ابدالوں میں سے سات مخصوص ہیں۔ یہ سفر میں رہتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ اسلام خلیل اللہ کے قلب پر ہوتے ہیں فلک کے خیمہ کی رسیوں کے لئے ابدال سات میخیں ہیں۔اور ان میں سے ایک قطب ہوتا ہے جب کسی ابدال خاص کی موت ہو جاتی ہے تو جو چھ سو عام ابدال ہیں۔ ان میں سے ایک کو یہاں ترقی دے دی جاتی ہے اور چھ سو کا عدد صالح مومنین میں سے ایک کو ترقی دے کر پورا کر دیا جاتا ہے۔ کچھ ابدال صورت بدل لیتے ہیں اور وقت ضرورت صورت جسمانیہ پر متمثل ہو جاتے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائیگی فرض کے لئے دو دو حصص کئے ہیں شرقی اور غربی عراق نصف شرقی میں ہے اور شام نصف غربی میں پس عراق اور اس کے علاوہ خراسان ہندوستان ترکستان اور تمام شرقی شہر اقلیم عراق میں داخل ہیں اور شام اور مصر کے شہر اور تمام ملک جو اس کے مغرب میں واقع ہیں اقلیم شام میں داخل ہیں حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین یحیٰی جامی رحمتہ اللہ علیہ ان بارہ میں سے ہیں جو عراق میں ہیں۔ اہل حقیقت کے علاوہ دوسرے عام لوگ ابدالوں کو نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے ہیں۔

وہ جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں سات ابدال ہیں ان سے سات اقلیم کے سات ابدال مراد ہیں ہر اقلیم کا ایک ابدال ذمہ دار ہے جو اس اقلیم کی نگہداشت کرتا ہے اور فرمایا

وہ حرم پاک مکہ معظمہ میں میرے پاس جمع ہوتے ہیں سلام کرتے
ہیں اور گفتگو ہوتی ہے یہ سات ابدال مختلف انبیاء کے مشرب پر
ہیں ان کے نام اور مشرب یہ ہیں

(۱) پہلا ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام "عبدالحی" ہے۔

(۲) دوسری اقلیم کا ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام "عبدالحلیم" ہے۔

(۳) تیسری اقلیم کا ابدال حضرت ھارون علیہ السلام کے قلب پر ہے۔ اور اس کا نام "عبدالمجید" ہے۔

(۴) چوتھی اقلیم کا ابدال حضرت ادریس علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام "عبدالقادر" ہے۔

(۵) پانچویں اقلیم کا ابدال حضرت یوسف علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا نام "عبدالقاہر" ہے۔

(۶) چھٹی اقلیم کا ابدال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور کا نام "عبدالسمیع" ہے۔

(۷) ساتویں اقلیم کا ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور ابدالوں میں اس کو "عبدالنصیر" کہتے ہیں اور یہ ساتویں ابدال حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ہرایک ابدال عارف ہے۔ عرفان ولطائف الہیہ اور ساتوں ستاروں کے بھید اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر رکھے ہیں۔ اور ان میں وہی تاثیر بھی ہے اور ان میں سے عبدالقاہر نام اس ولایت اور قوم کے لئے نامزد ہوتا ہے جہاں قہر مطلوب ہے جیسے

ستاروں میں سعد اور نحس کی تاثیر ہے وہ ابدالوں میں بھی ہے۔

تین سو پچاس ابدال درج بالا سات کے علاوہ ہیں۔ ان میں سے تین سو حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور ان سے ایک بزرگ کی ملاقات نیل کے منبع پر ایک پہاڑ میں ہوئی اور یہ ساڑھے تین سو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کی خوراک درختوں کے پتے اور بیابان کی ٹڈی ہے۔ معرفت کے کمال میں مقید ہیں۔ کہیں باہر نہیں جاتے۔

جو تین سو ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا ورد حضرت آدم علیہ والسلام والا ہے یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کا ورد کرتے رہتے ہیں اور چالیس ابدال کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام والا اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ہے اور سات ابدال جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا ورد حضرت ابراہیم علیہ السلام والا (رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ)۔ (اے پروردگار مجھے علم ودانش عطا فرما اور نیکوکاروں میں شامل کر) ہے اور پانچ ابدال جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا علم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے علم سے نہیں بڑھتا اور تین ابدال جو حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا علم حضرت میکائیل علیہ السلام سے نہیں بڑھتا اور جو ایک ابدال حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا علم ان کے علم سے نہیں بڑھتا مگر یہ ابدال ترقی کر کے مقام عبدالرب پر پہنچتا ہے جس کا وزیر قطب عالم کے طور پر ذکر ہو چکا ہے۔

جو تین سو ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا اصلی نام قائم رہتا ہے جو چالیس ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا نام "موسیٰ" علی نبینا ہو جاتا۔ جو سات ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ ان کا نام " ابراہیم " ہو جاتا ہے جو پانچ ابدال حضرت جبرئیل علیہ السلام کے

قلب پر ہیں ان کا نام " محمد " ہو جاتا ہے اور ایک ابدال جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے وہ قطب مدار کا دائیں طرف کا وزیر عبدالربؒ نام سے ہو جاتا ہے۔

آٹھویں فصل

اخیار کے بیان میں: شیخ حمید الدین سوالی رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق یہ تین سو ہیں اور یہ غوث کے سپاہی ہوتے ہیں اور بعض مشائخ نے سات یا اٹھارہ کہے ہیں جو حق تعالیٰ کی درگاہ کے حجاب کے دربانِ دُربان ہیں۔ ابرار یہ سات آدمی ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ چھ ہوتے ہیں۔

نویں فصل

نقباء نجبا کے بارے میں: نقیب وہ لوگ ہیں جن پر اسم باطن محقق ہوا ہے اور لوگوں کے باطن پر شرف رکھتے ہیں اور ان کے دلوں کے حال پر مطلع ہوتے ہیں۔ یہ تعداد میں تین سو ہیں اور کشف المحجوب شریف جو درس توحید کی ایک مثالی کتاب ہے، میں صرف تین کا عدد ہے ان میں صالح عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ اور نجیب بھی لوگوں کی اصلاح و درستی پر مامور ہیں اور تعداد میں چالیس ہیں۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ

> ابدال چالیس مرد ہیں شام میں اور اٹھائیس عراق میں اور ان کا نام " احمد " ہوتا ہے۔ ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو زاھدوں میں سے کسی کو اس کی جگہ پر لگا دیتے ہیں۔

دسویں فصل

یہ فصل سب مرتبوں کے ناموں کے بارے میں ہے۔ سب نقیبوں کا نام " علی " ہوتا ہے اور نجیبوں کا " حسن " اور اخیار سات ہوتے ہیں۔ ان کا نام " حسین "

ہوتا ہے اور عمائد چار ہیں ان کا نام " محمد " ہوتا ہے ایک غوث ہوتا ہے اس کا نام " عبداللہ " ہوتا ہے ۔ جب غوث فوت ہوتا ہے تو عمائد میں سے کسی کو غوث کا مقام مل جاتا ہے اور جب کوئی عمائد سے فوت ہو جائے اس کی جگہ " نجیب " لے لیتا ہے اور نجیب کے فوت ہونے پر کسی " نقیب " کو ترقی مل جاتی ہے ۔

گیارویں فصل

یہ فصل اُویسیہ کے بیان میں ہے حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ' نے فرمایا کہ

بعض اولیا ایسے ہیں ان کو ظاہر پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ ان کو حضور پرنور شافع یوم النشور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی واسطے کے خود اپنے حجرہ میں پرورش کرتے ہیں ۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ کی تربیت فرمائی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں بعض اولیا طالبوں کو غائبانہ تربیت دیتے ہیں اور ان کا ظاہرہ پیر نہیں ہوتا اور بہت سے بزرگ سلوک کے شروع میں اس قسم کے فیض سے مشرف یافتہ رہے ہیں ۔

حضرتِ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ' سلوک کے شروع میں اویسی فیض سے مشرف ہوئے ۔ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آخری بیماری میں ہم نشینوں سے کہا کہ

میرے جانے کا غم نہ کرنا حضرت منصور رحمتہ اللہ علیہ نے ڈیڑھ سو سال بعد حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ' پر تجلی فرمائی اور ان کے اویسی مرشد ہوئے ۔ تم بھی مجھے یاد کرتے رہنا میں تمہیں فیض رساں ہوں گا ۔ جس لباس میں بھی ہوں ۔ پس

اویسی اس کو کہتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے تربیت پائے یا کسی ولی کی روحانیت سے غائبانہ فیض ہو خواہ وہ ولی زندہ ہو یا وصال کر چکا ہو۔

ساتواں مقولہ

معجزہ ' کرامت اور استدراج کے فرق کے بارے میں: معجزہ وہ ہے کہ عادت کے خلاف ہو یعنی ظاہر دنیا میں جو رسم جاری ہو اس کو توڑ دے اور نبی سے ظاہر ہو۔ کرامت وہ ہے کہ خارق عادت ولی سے ظاہر ہو اور استدراج وہ خوارق عادت ہے جو ہندو یا دیگر مذاہب کے راہبوں سے ظاہر ہو۔ معجزہ کو " معجزہ " اس لئے کہتے ہیں کہ نبی کے مخالف اس طرح کی خوارق عادت دکھانے سے عاجز ہوں کرامت کے معنی بزرگی کا ظہور ہے اور یہ ناقص کو دکھانی منع ہے کہ وصول حق کے راستہ میں مانع ہو جاتی ہے۔ استدراج کا معنی ہے نزدیک کرنا کہ دکھانے والا اپنے آپ کو شقاوت اور اس کے اسباب سے نزدیک کرتا ہے کیونکہ استدراج جادو اور شیاطین کی امداد سے ہوتا ہے۔

آٹھواں مقولہ

اولیا اللہ کی کرامت: کرامت سے مراد خرق عادت ہے خواہ اس میں تصرف پایا جائے یا نہ۔ دوسری قسم کی مثال ہے حضرت بی بی مریم کے پاس میوہ (پھل فروٹ) آنے اور اصحاب کہف کی حفاظت فسادیوں سے۔ یہ دو کام بغیر ان کے اپنے

تصرف کے تھے۔ منجانب اللہ ذات سبحانہ' تھے اور پہلی قسم کی کرامت آصف بن برخیا سے ظاہر ہوئی کہ تخت ملکہ بلقیس چشم زدن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا اور یہ معجزہ نہیں تھا کیونکہ آصف بن برخیا پیغمبر نہیں تھا اور کرامت کے اثبات میں وہ حدیث پاک بھی ہے کہ پہلی امتوں میں سے تین شخص سفر میں تھے جب رات آئی ایک غار میں آرام کیا۔ دوران شب ایک چٹان گری اور غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپس میں کہا اور کسی طرح رہائی نہیں ہو سکتی۔ جو کام ہر ایک نے بے ریا کیا ہو حق تعالٰی کے آگے شفیع لائے۔

(۱) ایک نے کہا میرے پاس کوئی مال دنیا کا نہ تھا سوائے ایک بھیڑ کے جس کا دودھ ماں باپ کو دیتا تھا اور ہر روز لکڑیوں کا گھٹالا کر اپنے کھانے کا بندوبست کرتا تھا۔ ایک شام واپس آ کر جب والدین کو دودھ دینے گیا تو وہ سو چکے تھے۔ میں دودھ لے کر تمام شب کھڑا رہا کہ جب بیدار ہوں پی لیں صبح ہوئی تو وہ اٹھے اور پیا اے خدا اگر یہ عمل صدق سے تھا تو غار سے رہائی دے۔ وہ پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا۔

(۲) دوسرے نے کہا میرے چچا کی لڑکی نہایت حسین اور جمیل تھی اور اس کی مجھے بڑی رغبت تھی لیکن وہ ملنے کو تیار نہ ہوتی آخر میں نے اس کو سرخ دیناروں کے چند پیالے بھر کر بھیجے ایک شب اس نے خلوت دی جب میں نزدیک ہوا خدا کا خوف آیا۔ میں اس سے دست بردار ہو گیا۔ اگر یہ صدق سے تھا تو اے خدا اس پتھر کو دور کر دے۔ وہ پتھر ہلا اور تھوڑا راستہ اور بن گیا مگر ابھی نکل نہ سکتے تھے۔

(۳) تیسرے نے کہا ایک مرتبہ کام کے لئے کچھ مزدور رکھے تھے۔ جب کام ختم ہوا تو سب کو مزدوری دے دی مگر ایک کسی طرف چلا گیا۔ اس کی

مزدوری رہ گئی میں نے اس کی مزدوری کی رقم سے اس کے نام سے ایک بکری خریدی ۔ وہ مرد چالیس سال بعد آیا اور اپنی مزدوری طلب کی ۔ میں نے اس بکری سے پیدا شدہ تمام گلہ اس کے حوالے کر دیا ۔ اے خدا اگر یہ صدق سے تھا تو پتھر دور کر دے ۔ وہ پتھر ایک دم غار سے ہٹ گیا اور وہ تینوں باہر نکلے ۔ اب پتھر کا ہٹنا یہ خوارق عادت تھا ۔

نواں مقولہ

ایک دوسری حدیث مبارکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ علیہ سے جریج راہب کے بارے میں ہے جو اپنے وقت کا زاہد اور مجتہد تھا ۔ اس کی والدہ ایک دن جریج سے ملنے عبادت خانہ میں آئی وہ نماز میں تھا کلیسا کا دروازہ نہ کھولا ۔ جریج کی والدہ تیسرے دن آئی پھر اسی وجہ سے دروازہ نہ کھولا ۔ اس کی ماں نے رنجیدہ ہو کر بدعا کی کہ خدا میرے بیٹے کو رسوا کر دے ۔ ان دنوں وہاں ایک بدکردار عورت تھی ۔ اس نے کہا میں جریج کو بدراہ کرتی ہوں اور کلیسا میں داخل ہو گئی ۔ جریج نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی ۔ وہ باہر نکلی ۔ ایک چرواہے سے صحبت کی اور حاملہ ہو گئی ۔ جب بچہ ہوا ۔ شہر آئی اور کہا یہ بچہ جریج کا ہے ۔ لوگ اکٹھے ہو گئے ۔ جریج کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے ۔ جریج نے اس بچہ سے پوچھا تیرا باپ کون ہے ۔ بچہ نے کہاں میری ماں نے تجھ پر جھوٹ باندھا ہے ۔ میرا باپ چرواہا ہے ۔

ایک اور مثال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ساریہ ابن زنیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور سپہ سالار عراق میں لڑ رہے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ساریہ پہاڑ کی جانب (یا

ساریہ الی والجبل)۔ پہاڑ کی جانب ساریہ کے کانوں میں فضا سے یہ آواز آئی تو انہوں نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو غنیم نے ان کی پشت کی طرف سے حملہ کرنے کی چال چلی تھی۔ ساریہ نے فوراً ایک دستہ لوھر بھیجا لور فتح یاب ہوئے اور اس واقعہ کی سند مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

اس زمانہ میں ایسے جاہل لور شیطانی اندھیروں میں گم لوگ آ گئے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کے معجزات لور اولیا کاملین کی کرامات سے انکاری ہیں۔ یہ لوگ اولیا اللہ کی کرامات سے اس وجہ سے انکاری ہیں کہ اپنے آپ کو ولایت کے اعلیٰ مراتب پر فائز سمجھتے ہیں۔ لور خود کوئی کرامت دکھانے کے قابل نہیں۔

دسواں حصہ

کرامت لور خوارق عادات کی قسمیں بہت ہیں۔ موجود کو معدوم کر دینا۔ معدوم کو موجود کر دینا۔ چھپی باتوں کو ظاہر کر دینا۔ دعا مقبول ہونا۔ بہت دور کی مسافت تھوڑے وقت میں طے ہونا۔ ایک ہی وقت میں بہت سی جگہ حاضر ہونا۔ مردہ کا زندہ کرنا۔ زندوں کو فنا کرنا۔ حیوانات کا کلام سمجھنا۔ پودوں اور جمادات وغیرہ کی تسبیح و تہلیل کی سماعت لور ضرورت کے وقت بلا ظاہری سبب کے کھانے پینے کا سامان مہیا کرنا۔ پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنا۔ وحشی جانداروں کا تابعدار ہونا۔ انگلی کے اشارہ سے کسی کی گردن کاٹ دینا۔ حق تعالیٰ جب اپنے دوستوں کو اپنی قدرت کاملہ کے ظہور کا ذریعہ بنا دیتا ہے تو ہر طرح کے تصرف دیکھنے میں آتے ہیں لیکن دراصل سب سے بڑی کرامت تنہائی لور عام مجمع میں ہر جگہ اور ہمیشہ عبادت میں لذت حاصل ہونا ہے اور ہر سانس میں اللہ جل مجدہٗ کی یاد لور ہر قسم کے حالات میں اللہ تعالیٰ سے راضی بہ رضا ہونا۔

گیارھواں حصّہ

حضور پُرنور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم

اس میں دائرے اور خطوط برائے تشریح صاحب ارشاد کی تربیت ان کی وفات حیات اور مدت کا بیان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف النسب ہیں۔ نہایت فصیح ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات بڑے واضح ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک یہ ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی ابن کلاب۔ ابن مرۃ بن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہرابن مالک ابن النضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ بن الیاس ابن مقرا بن نزار ابن معد ابن عدنان۔ ابن وحیہ نے کہا کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عدنان سے اوپر کا شجرہ بیان میں نہیں ہے۔

خلیفہ اول کا نسب

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ العتیق عبداللہ ابن قحافتہ ابن عثمان ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتویں جد سے مرہ پر مل جاتا ہے۔

خلیفہ دوئم کا نسب

حضرت سیدنا فاروق الاعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' بن عبدالعزیز بن رباح بن عبداللہ بن قط بن آزاح بن عدی ابن کعب ابن لوئی ابن غالب القرشی ۔ اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب بھی حضور رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام سے نویں جد پر مل جاتا ہے۔

خلیفہ سوم کا نسب

حضرت ذی النورین عثمان ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب بھی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے جد عبدمناف پر مل جاتا ہے۔

خلیفہ چہارم کا نسب

ابوتراب المرتضیٰ اسد اللہ علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب پاک بھی حضور شافع یوم النشور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حقیقی جد عبدالمطلب سے مل جاتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

الفتح : ۲۹

محمد خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں
تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے
کہ (خدا کے آگے) جھکتے ہوئے سر سجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی
خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر
نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف توریت میں (مرقوم) ہیں اور
یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین
سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر
سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی
جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے
خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے)

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل مجدہٗ کے رسول برحق ہیں اور جو ان کے
ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربان اور شفیق ہیں۔
تم ان کو دیکھتے ہو رکوع کرتے ہوئے' سجدہ کرتے ہوئے ور خدا تعالیٰ سے فضل طلب
کرتے ہوئے اور حق تعالیٰ کی خوشنودی کی علامتیں ان کے چہروں سے نمایاں ہیں۔ سجدہ
کرنے کے اثر سے اور یہ جو ان کے وصف بیان ہوتے ہیں یہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کی کتاب توریت مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب انجیل مقدس میں
آ چکے ہیں اور مثل اس کھیتی کے ہیں کہ پہلے چھوٹی سی شاخ نکلتی ہے پھر طاقت پکڑتی
ہے پھر موٹی ہو کر قائم ہو جاتی ہے یعنی پہلے دانہ تھا پھر کمزور سی گھاس نکلی اور پھر پودا
بادرخت بن گئی کہ جس کے پھلنے پھولنے سے کافروں کو غصہ آتا ہے۔ اس قسم کے
حالات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو پیش آئے کہ پہلے
دعوت اسلام کمزور تھی کچھ بڑھی تو طاقت پکڑی اور ایسی عظیم بنی کہ جہان والوں کے
لئے باعث تعجب بنی۔ اور رافضیوں کے اس قول کی کہ نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کبار کافر ہو گئے تھے تفسیر مدارک میں یہ رد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ سورۃ انفال میں

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

الانفال : ۴

(ان کے لئے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے) اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ آیت والذین معہ میں بیان کردہ منصب سب صحابہ کے بارے میں آیا ہے لیکن ان الفاظ میں خاص اصحاب کی طرف اشارہ بھی ہے۔ والذین معہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ہے کہ قرب اور محبت، گھر اور غار سب جگہ رفاقت ان کے ساتھ مخصوص تھی اور اشداء علی الکفار صفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے کیونکہ وہ مشرکوں اور منافقوں پر نہایت شدت اور سختی کرتے تھے اور اس پر سب علما کا اتفاق ہے اور رحماء و بینھم وصف حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ان کی حیا اور دلنوازی مشہور تھی اور خالق اور مخلوق دونوں میں ان ناموں اور صفتوں سے مشہور تھے تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حال کی تشریح ہے کہ ان کا بہت وقت وظائف اور عبادات میں گزرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہر رات ان سے ہزار تکبیر کی آواز سنی جاتی تھی۔ اس قدر نوافل پڑھتے تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت ہے کہ یبتغون فضلاً" من اللہ سے باقی کے عشرہ مبشرہ صحابی ہیں۔ تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت اصحاب کی شان میں ہے جو کوئی ان پر غصہ و رنج کرے گا اور ان کو دشمن سمجھے گا وہ کفار میں داخل ہو گا اور یہ آیت وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

(اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ حسد نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔) (الحشر: ۱۰)

درویشوں کے لئے ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی یعنی دار ایمان کی طرف اور انصار نے ان کی مدد کی پس مہاجرین و انصار (مراد تابعین صحابہ ہیں) قیامت کے روز کہیں گے کہ اے حق سبحانہ تعالیٰ ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہمارے پیش رو ہوئے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ و بغض نہ رکھ۔ اے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی میں تحریر ہے کہ جو کوئی کسی ایک صحابیؓ سے بھی دل میں کینہ رکھے اس آیت کے تحت نہیں آتا اور اس دعا کے فیوض سے محروم ہے۔ صاحب "انوار" نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے مومنوں کو تین فرقوں میں شمار کیا ہے

(۱) "مہاجر" (۲) "انصار" اور (۳) "تابعین"

کہ ان میں سادہ دلی اور پاک طبیعتوں کی صفتیں تھیں جن میں یہ صفتیں نہ ہوں وہ مومنین کی تمام قسموں سے خارج ہیں۔

عبدالملک بن عمر بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لئے استغفار کرو کیونکہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت ختم نہیں ہوگی جب تک اس کے آخر میں آنے والے اپنے سے پہلوں پر لعنت نہ کریں۔

مالک بن معول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم یہود اور نصاریٰ کو رافضیوں پر فضیلت دیتے ہیں کیونکہ جب یہود سے پوچھا گیا کہ تمہاری قوم کے بہترین لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ حواری جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہیں اور نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی (اصحاب) اور جب رافضیوں سے پوچھا تمہاری قوم کے برے لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی یعنی اصحاب اللہ تعالیٰ رافضیوں کو قیامت تک ذلیل اور پریشان رکھے۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک میں بھی نقص نکالا۔ برا کہا تو اس کے دل میں غل ہے اور حق تعالیٰ کے نزدیک وہ مومنین سے نہیں ہے۔

اوصاف ذی الصدیق یعنی ابوبکر صدیق العتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبہ : ۳۹ - ۴۰)

ترجمہ :- اگر تم حضور رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر جانا پڑا (مکہ معظمہ سے) صرف دو شخص جب غار میں تھے تو اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر سکینہ (اطمینان قلب) اتاری ۔ اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے دیکھیں اور کافروں کی چال کو رد کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ جل مجدہ' غالب حکمت والا ہے

جب کفار غار پر پہنچے تو دلیلیں دیکھیں کہ ادھر انسان کا گزر نہیں ہوا اور غار میں تلاش نہ کیا ۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر ایک مشرک بھی اپنے پاؤں کے طرف دیکھے تو ہمیں پالے گا تو خواجہء کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت گھبراؤ ۔ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ

تعالٰی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں مضطرب تھے کہ کافر نقصان نہ پہنچا دیں۔ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی پر سکینہ نازل ہونے کے بارے میں اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

خواجہ اول جو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست تھا اور غار
میں دونوں میں سے دوسرے تھے جب اللہ کی طرف سے سکنہ
ان پر نازل ہوئی تو دنیا کی مشکلیں آسان ہو گئیں اور حضور
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لشکروں سے امداد کی گئی

یعنی فرشتوں سے اور شعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ سب کا اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سوا اور کسی کے لئے نہیں تھی اور حسین بن فضل نے کہا کہ جو کہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب نہیں تھے وہ کافر ہو گیا۔ غار میں پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ داخل ہوئے جس میں زہریلے سانپ تھے جس وجہ سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خطرہ نظر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ڈرو اللہ تعالٰی ہمارے ساتھ ہے اور پھر ثانی اثنین کا لقب ہے اور ثانی نفس کے اعتبار سے عمر میں اور وصال میں اور تربت پرانوار میں غرض ہر جگہ پوری طرح ثابت ہے اور غور کرو جب فرعون کی فوج سے بنی اسرائیل کا آمنا سامنا ہوا اور گھبرائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے۔ مجھے راہ دکھاتا ہے یعنی رب کی استعانت صرف اپنے لئے مخصوص رکھی اور کسی ساتھی کو شامل نہیں کیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو استعانت الٰہیہ میں ساتھ رکھا اور کہا ان اللہ

معنا۔ سورۃ لیل میں اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰیؕ آیت کے بارے میں تفسیر معالم میں ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور امیہ بن خلف کے بارے میں ہے اور تفسیر حسینی میں بھی ہے کہ امیہ بن خلف حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس کے غلام تھے ہر طرح کی تکلیف اور عذاب دیتا تھا تاکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جائیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سینے میں محبت ربانی ہر وقت اور ہر روز بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

آنجا کہ منتہاء کمال ارادت است
ہر چند جور بیش محبت زیادت است

ترجمہ :- جہاں کہ عقیدت کا کمال اپنے انتہا پر ہو تو جتنا بھی ظلم و سختی کرو محبت زیادہ ہوگی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم ریت پر ڈالا ہوا ہے اور تپتے ہوئے پتھر ان کے سینہ پر رکھے ہیں۔ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ احدٌ احدٌ کہہ رہے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیہ تجھ پر افسوس ہے اس خدا کے دوست کو کیوں عذاب دے رہا ہے۔ امیہ نے کہا کہ اگر تیرا دل اس کی تکلیف سے پریشان ہے تو خرید لے جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کتنے کو بیچتا ہے اس نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عوض نسطاس رومی اپنا غلام دے دو۔ نسطاس کی اس وقت بازار میں دس ہزار قیمت تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نسطاس کو کہا تھا کہ جو مال تمہارے ہاتھ سے تجارت میں چلتا ہے وہ سب دیدوں گا اگر تو ایمان لے آئے۔ مگر نسطاس مسلمان نہ ہوا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا غم تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور نسطاس دے

کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے لئے اور آخرت کے ثواب کی امید میں ان کو آزاد کر دیا تو حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ الیل: ۱۷-۱۸

یعنی بہت جلد ان میں سب سے زیادہ پرہیزگار (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے آگ بہت دور کر دی جائے گی جو اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اور پاکی اور نیک نامی ڈھونڈتا ہے۔

حضرت بلال ابن رباح تھے اور بیر موتہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیہ سے خریدا تو کافروں نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی حق تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جس کی وجہ سے انہوں نے خرید کر آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو رد کرنے کے لئے فرمایا

وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝
وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝ (الضحیٰ: ۱۹-۲۰)

تفسیر مواصب میں تحریر ہے کہ اس قسم کی آیات قرآنی ہیں جنہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود معترضین کے رد میں جواب فرمائے۔ جب کافروں نے حضور علیہ الصواۃ و السلام کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝

(القلم: ۱-۲)

ترجمہ :- قسم ہے تحت زمین مچھلی کی اور قلم کی کہ اللہ تعالیٰ کی آپ صلی

اللہ علیہ وسلم پر نعمتیں میں (نبوت کے اظہار کو) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون نہیں ہیں۔ (سورۃ القلم شروع)

اور جب کافروں نے کہا یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے تو حق تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا

إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ الفرقان:۲۰

جبکہ دوسرے گذشتہ انبیا کو دشمنوں کے اعتراضات کا خود جواب دینا پڑتا تھا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کہنا پڑا یٰقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلٰلَةٌ عمران: ۶۷) اور حضرت ھود علیہ السلام نے کہا یٰقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ (الاعراف: ۶۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بارے میں بہت سی احادیث بھی ہیں جو مواھب التفسیر میں ذکر ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے معراج کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سفر کرتے کرتے ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور کہنے لگے اس سے آگے بڑھوں تو تجلی نور کی زیادتی سے مر جاؤں۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تمہیں اپنے رب سے کوئی حاجت ہو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لیں کہ پل صراط پر اپنے پر پھیلا دوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پار ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے ستر ہزار پردے طے کئے اور پھر اتنے ہی طے کئی اور وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں آواز سنی۔

ٹھہریئے اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہے ہیں ۔ اس وقت خیال آیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں پہلے کیسے پہنچے ۔ پھر میں نزدیک ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام میں پہنچا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس سے ایک لطیف خنکی آئی اور علوم اولین و آخرین عطا ہوئے پھر میں نے رب تعالیٰ سے پوچھا کہ پہنچتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی کہ ٹھہریئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب نماز پڑھ رہا ہے تو وہ یہاں پہلے سے کیسے پہنچے اور میرا رب تو نماز سے بے نیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری تعریف ہے هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (الاحزاب : ۴۳) تو میری صلاۃ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحمت بھیجتا ہے ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انیس ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں ۔ ہم نے ایک فرشتہ ان کی صورت پر پیدا کیا جس نے ان کی زبان میں آواز دی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحشت نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل نے کیا حاجت بیان کی تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا رب تجھے خوب معلوم ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ سوال کرنے والا (جبرئیل) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں ۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا

ساتھ اور مال میرے سب سے زیادہ کام آیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک عورت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے آئی اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پائیں گے تو کس کی طرف رجوع کریں۔ فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اوصاف حضرت عمر فاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
(الفتح: ١٦)

ترجمہ:۔ اگر اللہ پہلے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانوں تم نے جو کافروں سے فدیہ کا مال لیا ہے اس میں تم پر عذاب عظیم آتا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (الانفال: ٦٩)

یعنی جب تک ممنوعات واضح طور پر نازل نہ ہوئی ہوں یا نادانی سے کوئی خطا ہوئی ہو تو اس پر اللہ کا مواخذہ نہیں۔ اس وجہ سے وہ لوگ بچ گئے جنہوں نے بدر کی قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی رائے دی تھی۔ ابن اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ اگر خداوند قدوس کی طرف سے گرفت آجاتی تو حضرت عمر فاروق اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے سوائے کوئی نہ بچتا کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اس کے مطابق وحی اتری۔ ایک اور واقعہ اس طرح کا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں عرض کی کو اتخذت من مقام ابراہیم مصلے ۔ اللہ کریم نے اس رائے کو قبولیت بخشی اور آیت نازل فرمائی

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۔ (البقرہ: ۱۲۵)

یعنی حرم مبارک کی بزرگی سے آگاہی ہو گئی ۔ تو وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان باقی ہے اور اسے "مقام ابراہیم" کہتے ہیں کو مصلے کی جگہ بنائیے ۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے پاس نیک اور فاجر ہر طرح کا آدمی آتا ہے تو کیا اچھا ہو امہات المومنین پردہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ
(الاحزاب: ۵۹)

اے نبی اکرم صلی اللوہ علیہ وسلم اپنی بیویوں ' بیٹیوں اور سب مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال لیا کریں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ دینے کے بعد آیت طلاق نازل ہوئی ۔

عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ (التحریم: ۵)

ترجمہ :۔ اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیبیاں دے دے ۔

حضرت عمر فاروق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بارے میں احادیث نبوی مشکواۃ شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔ ابی داؤد میں حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت سے ثابت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وضع الحق علی السان عمر اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خیر الناس ابوبکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو جبرئیل علیہ السلام نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تمام آسمان والے حضرت عمر فاروق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر مبارک باد دیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا :-

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ⑯

ترجمہ :- ان پیچھے رہ گئے ہوئے دیہاتی گنواروں سے فرماؤ ۔ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے تاکہ ان سے لڑو ۔ یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسا پہلے پھر گئے تھے (حدیبیہ کے موقع پر) اس قوم سے مراد بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے ہیں جو مسیلمہ کی قوم کے لوگ ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی اور یہ بھی کہا گیا کہ ان سے مراد فارس اور روم ہیں جن سے جنگ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ نے دعوت دی ۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ آیت ولیل ہے شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے صحیح ہونے کی ۔

مشکواۃ شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بیل لئے بازار جا رہا تھا ۔ وہ شخص تھک گیا اور بیل پر

سوار ہونے لگا تو بیل نے کہا میں اس کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ زمین جوتنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں ۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بیل بات کرتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا وہ بیشک مجھ پر اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ایمان لایا ہے ۔

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت بہت تعداد میں ہوں گے اور مقام علیین والے آسمان پر چمکنے والے ستاروں کی طرح ہوں گے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ہوں گے ۔ اس حدیث کو ابوداؤد ' ترمذی اور ابن ماجہ نے لکھا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت میں ادھیڑ عمر کی لوگوں کے سردار ہوں گے انبیا اور مرسل کے سوائے ۔ یہ حدیث بھی ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے ۔

اوصاف حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حق تعالیٰ نے فرمایا

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ
(الزمر: ۹)

ترجمہ :۔ بھلا مشرک اچھا ہے یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور آخرت سے ڈرتا اور پروردگار کی

رحمت کی امید رکھتا ہے۔

عتبہ بن ربیعہ جیسا کافر بہتر ہے یا وہ شخص جو فرماں بردار ہے۔ مثل حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اکبر اور مفسرین کے نزدیک زیادہ مراد حضرت ذی النورین سے ہے جو رات کی گھڑیوں میں قیام کرتے ہیں اور نماز میں ڈرتے ہیں کہ کہیں مستحق عذاب نہ ہو جائیں اور حق تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں۔ معالم میں ہے کہ

یا من قانت انا الیل انک من اھل اجنۃ و القامت مقیم علی الطاعۃ

ترجمہ :- رات کو عاجزی کرنے والا اور عبادتوں پر قائم اہل جنت میں سے ہے۔

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کافی احادیث ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں بیٹھے تھے اور ان کی پنڈلی اور کچھ حصہ ران پر کپڑا نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملی وہ اندر آگئے اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر اندر آئے اور ان سے بھی آپؐ اسی حالت میں باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور پنڈلی پر کپڑا کر لیا۔ جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا نیچا نہ کیا لیکن جب حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اٹھ بیٹھے اور کپڑا ٹھیک کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس شخص سے

حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔

عبدالرحمٰن بن حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ صلی علیہ وسلم نے جیش عسرہ (غزوہ تبوک) کے لئے لشکر کی تیاری کا ذکر کیا۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی سو اونٹ مع ساز و سامان اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس لشکر کے لئے دیتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضرین کو پھر لشکر کی تیاری کا شوق دلایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سو اونٹ مع ساز و سامان کی پیش کش کی پھر تیسری دفعہ اسی طرح ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے اترے اور فرمایا اس عمل کے بعد حضرت عثمان کے اوپر کچھ باقی نہیں رہا۔ کسی اور عمل کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ ترمذی کی حدیث ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہو گا اور جنت میں میرا رفیق حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو گا (ترمذی)

عبدالرحمٰن ابن شمرہ رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کی کہ عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جیش العسرۃ کے تیاری کے دوران حاضر ہوئے۔ ہزار دینار لے کر حجرہ میں گئے اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجرہ میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا عثمان اس کے بعد کسی عمل کی تمہیں ضرورت نہیں۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق، فاروق اعظم اور عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُحد پہاڑ پر جا رہے تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

اے اُحد قائم ہو جا۔ تیرے اوپر نبی ہے۔ صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندر آنے دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔ دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اس کے بعد پھر کسی نے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آ گئے پھر دستک ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ ماتحتوں کے ہاتھ مصیبت دیکھ کر۔

اوصاف حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ (الدھر: ۸)

ترجمہ: اور کھانا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں درویش بے نوا کو اور کم عمر بے باپ کے بچہ کو اور قیدیوں کو جو کفار سے پکڑے ہوں۔

اس ایت کی شان نزول مختلف ہیں۔ مقاتل نے کہا انصار میں ایک آدمی تھا جس نے ایک دن میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ

یہ علی ابن ابی طالب کی شان میں ہے وہ اس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کسی یہودی کے لئے کچھ کام کیا۔ یہودی نے کچھ جو دیئے۔ اُن کو پیس کر تین روٹیاں تیار ہوئیں پہلے ایک درویش آگیا اس کو ایک روٹی دے دی۔ پھر ایک یتیم نے آکر سوال کیا ایک روٹی اس کو دے دی پھر ایک قیدی آگیا تیسری روٹی اس کو دے دی اور خود فاقہ سے رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾
(الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ پیغمبر کے اہل بیت اور ان کی بیویوں کے گناہ معاف فرمائے اور انہیں بالکل پاک صاف رکھے۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کی بیویاں بھی اہل بیت سے ہیں اور وسیط میں حضرت عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ گذشتہ خطاب (یانساء النبی) کی دلیل سے اہل بیت سے مراد نبی کی بیویاں ہیں اور تطہیر کم کی ضمیر مذکر برائے تغلیب ہے چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تھے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اولاد اور بیویوں سب کے لئے عام ہے۔ امام ابو منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماتریدی میں ایسا ہی نقل کیا ہے عین المعانی میں لکھا ہے کہ ظاہر تفسیر اہل بیت سے ازواج ہی مراد ہیں لیکن جناب عائشہ صدیقہ و ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ابو سعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ اھل بیت جناب فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، امامین حسن و حسین رضوان اللہ علیہم ہیں اور شان نزول میں لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ایک کمبل میں بیٹھے تھے جنابہ فاطمہ علیہا السلام آئیں اور اپنے والد کے لئے گوشت کے سموسہ لائیں۔ حضور

علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلاؤ کہ میرے ساتھ کھانے میں شامل ہوں۔ جب کھانا کھا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کمبل ان پر اوڑھا دیا اور فرمایا

"اے اللہ یہ میرے اھل بیت ہیں۔ گناہوں کو ان سے دور رکھ۔ ان کو پاکیزہ بنادے"

تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں نے اپنا سر کمبل کے اندر کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اھل بیت میں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھلائی پر ہو۔ اس وجہ سے آیت تطہیر کا اطلاق پنجتن پاک پر کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں احادیث مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

قسم ہے اس ذات کی جو دانہ کو پھاڑ کر درخت کو پیدا کرتا ہے۔ حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مومن کے سوا تجھ سے کوئی محبت نہ رکھے گا اور منافق کے سوا کوئی تم سے بغض نہ رکھے گا۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی مجھ سے ہے اور میں حضرت علی سے ہوں اور وہ تمام مومنوں کا ولی ہے۔

یہ ترمذی کی حدیث ہے۔ ابن عمر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان بیٹھے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ ان کو خطاب کر کے حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا

اصحاب میں تم میرے بھائی ہو اور میرے تمہارے درمیان اور کوئی نہیں ہے۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور ترمذی کی حدیث ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور احمد سے یہ روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہو گی ۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنا بغض کیا کہ ان کی والدہ پر بھی تہمت لگا دی اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی زیادہ محبت کی کہ ان کو الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا اور تمہارے بارے میں بھی بعض محبت کے غلو میں ہلاکت کو پہنچیں گے اور بعض بغض کی انتہا سے تمہارے پر بہتان لگائیں گے

اور براء بن غازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خم غدیر پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا

تم جانتے ہو میں سب مومنین کا ولی ہوں ۔ سب نے کہا ہاں ۔ پھر فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں ۔ ان کے علی مولیٰ ہیں ۔ یا اللہ جو ان کو دوست رکھے ان کو عزیز رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے اس کو دشمن رکھ ۔

چاروں خلفاء کے بارے میں احادیث ' مواھب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے حوض کوثر پر چار رکن ہوں گے ۔

(۱) پہلا رکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔

(۲) دوسرا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔

(۳) تیسرا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور

(۴) چوتھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں۔

جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے دوست ہوں گے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھیں گے ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آب کوثر نہیں پلائیں گے اور جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت رکھنے والے ہوں گی اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھیں گے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ آب کوثر نہ دیں گے۔

اس کو ابن سعد نے بھی شرف النبوۃ میں روایت کیا۔

سچے طالبان حقیقت کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خواجہء کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بچپن ہی سے محبت تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمانہ جاہلیت میں بھی بت پرستی نہیں کی تھی۔

جب ان کے عزیز بزرگ امیر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اچھے کپڑے پہنا کر بت کدہ میں لے جاتے اور خود بت پرستی کرتے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کہتے تو کیوں اپنے باپ داو کے خدا کو سجدہ نہیں کرتے اور پکا اعتقاد نہیں رکھتے۔ تو آپ کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرماتے کہ جب میں چاہتا ہوں کہ بت کو سجدہ کروں میرے سر میں درد ہو جاتا ہے اور میرے دل میں آتا ہے کہ پتھر میں کوئی روح نہیں کہ ان سے فائدہ پہنچ سکے اس پتھر کو سجدہ باطل ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے والد نے جب یہ گفتگو سنی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خوب سزا دی کہ تو نادان لڑکا اپنے آباء و اجداد کے دین کو جھوٹ سمجھتا ہے۔ جب یہ بات امیر

المومنین حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو بہت خوش ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گود میں لیا اور کہا اے علی اپنے کلمات پر بالکل قائم رہنا کیونکہ بت پرستی ہمارے بزرگوں کا شیواہ نہیں رہا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بتوں کو توڑتے تھے اور انہوں نے دین اسلام کی بنیاد رکھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا اے چچا مجھے حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براوری اور محبت ہے کہ وہ ہمیشہ خدا پرستی پر رہتے ہیں۔ امیرالمومنین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

> حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں کے سے اخلاق و اطوار رکھتے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو جائیں گے اور میں ان پر ایمان لاؤں گا۔

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کو بہت خوش و مسرور پایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ مدت سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا رہا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کو سرخ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھتا تھا۔ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش و خرم ہیں یہ کیا بھید ہے؟ حضور نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

> اے علی تو دنیا میں میرا بھائی ہے اور آخرت میں بھی۔ تمہارے پر یہ بھید کھولتا ہوں کہ آج مجھ پر حق تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہی اور فرشتہ جبرئیل علیہ السلام مجھ پر سورۃ اقرا باسم ربک الذی خلق لے کر آئے ہیں اور پیغمبر آخر الزمان میں ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہت خوش ہوئے اور عرض کی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میرا عہد ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی

نازل ہو گی تو ہم دونوں ایمان لائیں گے ۔ ان کو پیغمبر تسلیم کریں گے ۔ کیا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبر کر دوں ۔ اجازت لے کر آپ کرم اللہ وجہہ ان کی طرف گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت سے مشرف ہونے کی خبر دی ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے علی کیا تم ان پر ایمان لے آئے ہو ۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ میں نے برائے تحقیق اس بارے میں توقف کیا ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔ جلدی کرو روانہ ہو جاؤ تاکہ میں اور تم ایمان لائیں چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امین ہیں اور تمام عمر انہوں نے کوئی جھوٹ بات نہیں کہی ہے ۔ اب بھی ان کا دعویٰ جھوٹ نہیں ہو سکتا ۔ اے علی تم نے کیا کیا کہ معلوم ہوتے ہی فوراً" حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اگر اچانک موت آ جائے تو تیرا کیا حال ہو گا ؟ پس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما آئے اور فوراً" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اور ایمان لے آئے ۔ بوڑھوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جوانوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجاہدہ اور ریاضت میں اتنے مستعد تھے کہ بیان سے باہر ہے ۔ آپ کرم اللہ وجہہ کے گھر میں تین تین چار چار دن کا فاقہ آتا ۔ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ دن گزر جاتے لیکن کسی پر اس کا اظہار نہ کرتے ۔ یہاں تک کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اظہار نہ کرتے ۔ صابر اور مطمئن صادق رہتے ۔ اللہ تعالیٰ سب اصحاب رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر رحمتیں فرمائے ۔

(عاجز فقیر حشمت علی نشاط مترجم)

ریٹائرڈ لینڈ ریکلیمیشن آفیسر ۵ بھاگے شاہ روڈ گڑھی شاہو لاہور

سلک الدرر فی عبدالاحد
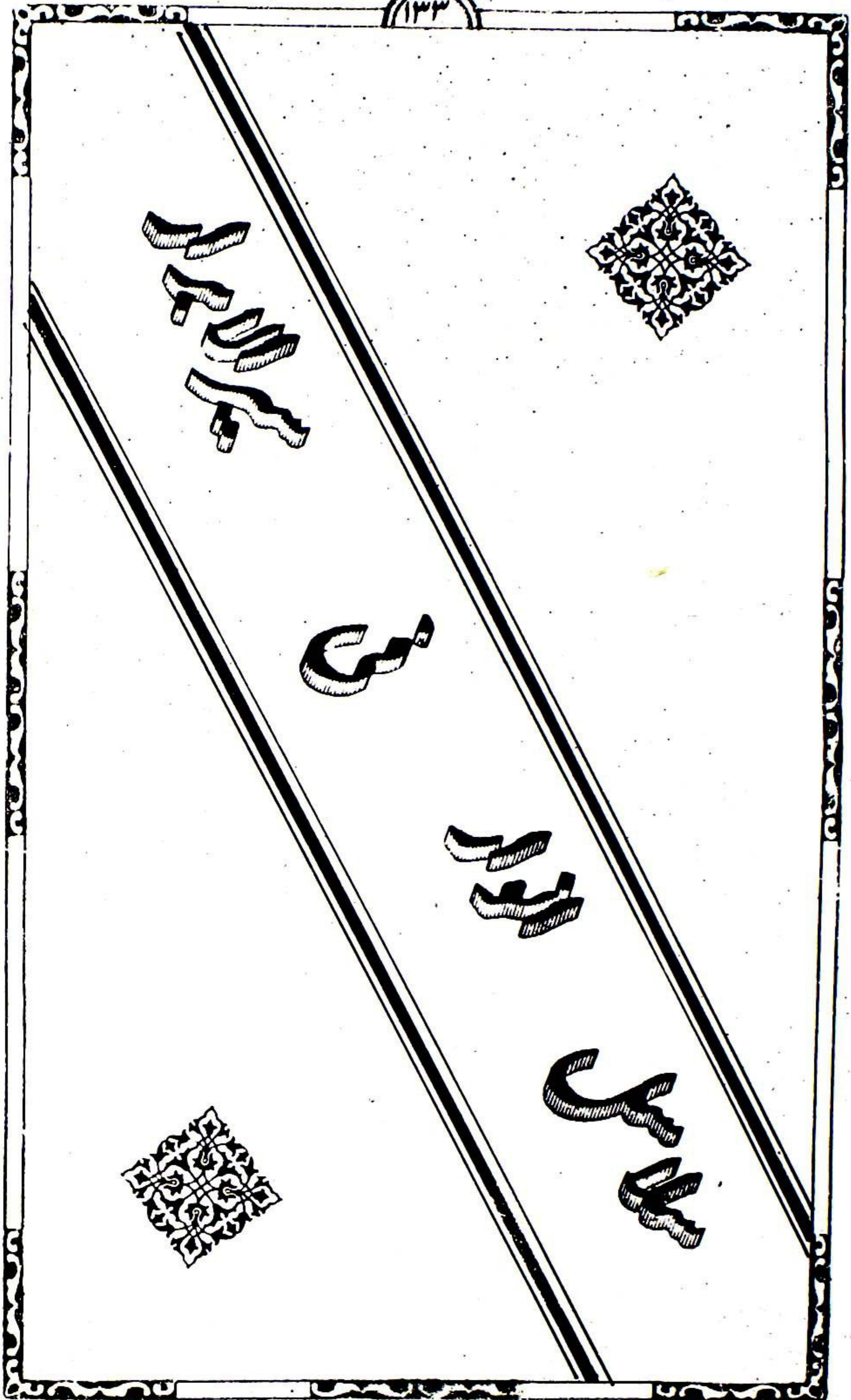
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ربِّ یسرِ ولا تعسرِّ وتمم بالخیر

جمال کی شمع جو نبوت کے محل کا روشن چراغ ہے اس خدا لم یزل کا نور ہے۔ اس شمع کے پروانہ کی بنیادی فطرت نیاز مندی اور شکرانہ ہے اور ولایت کی حرم سرا کا چراغ اس کے ظہور کی تجلی ہے۔ اس نو بہار حسین جس کا خیال عاشقوں کے دل کے خلوت کدہ میں پردہ دار ہے اس دیوانہ کا شعار پر خلوص ستائش ہے۔ اس کے حسن کی جلوہ گاہ عارفوں کی آنکھوں کیلئے آئینہ ہے۔ پاکبازوں کے درود کے جواہر اس معشوق پر نثار جس کے حسن کا پرتو زندہ دلوں کی نیک بختی کے جہان کا روشن کرنے والا ہے۔ اور اس دل کش ابرو کا طاق احرار کیلئے ہلال عید ہے۔ اور تسلیمات بے شمار اس سروری پر نثار جس کے راہ کا غبار اصفیا کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔ اور اسکی بارگاہ کے سجدہ کا داغ دلیوں کی پیشانی کا نور ہے۔ اور ان کی بزرگ اولاد ولایت کے باغ کی خوشبو ہیں۔ اور اس بارگاہ کے مصاحب آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں۔

اس فقیر (مولف) نے فیض پایا اپنے دادا اور مرشد سید العارفین سید لطف اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے جو شاہ لدھا بلگرامی کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کو مرید

ہونے کی سعادت حاصل ہوئی بزرگ مرتبہ قطب الاولیا میر سید احمد کاشغی رحمتہ اللہ علیہ سے جو کالپی کے رہنے والے تھے اور پانچ سلسلوں ۔ قادریہ ۔ نقشبندیہ ۔ چشتیہ ۔ سہروردیہ اور مداریہ کے خلیفہ مجاز تھے ۔ اس بنا پر خیال آیا کہ پانچوں سلسلوں کے بزرگوں کے حالات اکٹھے کروں کہ ہمیشہ کی نیک بختی کا سرمایہ بنے ۔ لیکن تعلق داروں اور لوگوں کے ہجوم سے فرصت نہ ملتی تھی ۔ یہاں تک کہ ۱۱۵۷ ہجری مطابق ۱۷۴۵ عیسوی میں فضیلت مآب جناب میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلویؒ نے دو تحریریں ارسال فرمائیں اور بہ شدت اظہار کیا کہ اگر یہ کتابی صورت میں آجائیں تو صفحۂ ہستی پر ایک یادگار نقش رہے اور ان سلسلوں میں داخل مریدوں کو بہت سے کتابوں میں سرگردانی کے بغیر اپنے بزرگوں کے احوال سے آگاہی ہو لہٰذا "سلاسل انوار فی سیر الابرار" کے نام سے یہ کتاب شروع کر دی اور چونکہ سلسلہ ہائے عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ امام ضامن صاحب امن اور ان کے بزرگان کرام پر انتہا پاتے ہیں۔ ان سے شروع کیا تاکہ کتاب کا عنوان اہل بیت کے مناقب اور آثار ہوں ۔ اور چونکہ قادریہ سلسلہ کا ظہور نقشبندیہ سے پہلے ہوا ۔ آغاز قادریہ سے کیا ۔ بزرگوں کے شجرات کا ایک طریقہ مریدوں سے شروع ہو کر پیروں کی طرف جانا اور درجہ بدرجہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور دوسرے طریقہ میں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر نیچے کو آتے ہیں ۔ دونوں طریقہ ہائے خوب تر ہیں ۔ لیکن اس فقیر نے اس کتاب میں دوسرے طریقے کو اختیار کیا۔

فقیر سیّد نوازش علی	۱۱۵۷ ہجری
ابن	مطابق
میر عظمت اللہ رحمتہ اللہ علیہ	۱۷۴۵ عیسوی

حضرت سیّد المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلّم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب حضرت اسمعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور ان سے اوپر حضرت شیث و آدم علیہم السلام تک جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت بارہ تاریخ ماہ ربیع الاول سال فیل میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اور سنہ سکندری سے سال ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی تھا۔ اور بعض کے خیال میں ماہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ بروز جمعہ طلوع آفتاب کے نزدیک ولادت با سعادت ہوی (فقیر مترجم کی تحقیق یہ ہے کہ بوقت صبح صادق ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی ولادت مبارکہ ہوئی)۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے وفات پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کفالت و تربیت کا فخر پایا۔ رب العزت نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں پس گیارہ سال کی عمر تک حضرت اسرافیل علیہ السلام ہر وقت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں۔ انتیس

(۲۹) سال کی مدت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت رہے ۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر نہ ہونے دیا ۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنی حاضری کی مدت میں چند بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہوئے اور ایک دو باتیں بھی کیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی اترنے سے پہلے ایک آواز سنتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا سات سال تک روشنی سی دیکھتے تھے اور اس سے خوش ہوتے تھے ۔ جب وحی اترنے کا وقت نزدیک آیا۔ خلوت اور تنہائی پسند فرمانے لگے ۔ اور حرا نامی پہاڑ پر جو کعبہ سے دو میل دور ہے ۔ خلوت گزیں ہوتے تھے ۔ اس پہاڑ میں ایک غار ہے جسکی لمبائی چار گز ہے اور چوڑائی کم و بیش ایک گز ہے ۔ اس میں خلوت اختیار کرتے اور ذکر حق کا شغل فرماتے تھے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس غار میں ان کی عبادت تفکر تھی ۔ اور تفکر کے دریا میں جہان غرق کر دیا تھا کہ ہر ایک سے مکمل طور پر منقطع ہوگئے ۔ اور حق تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا ہوگیا جس میں ہر وقت رہتے تھے ۔ یہاں تک کہ کمال کے درجوں پر پہنچے ۔ پس صبح وشام آثار وحی چمکنے شروع ہوئے ۔ چنانچہ ہر درخت یا پتھر جس کے پاس سے گذرتے تھے ۔ فصیح زبان سے کہتا تھا ۔ السلام علیکء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف نظر دوڑاتے تھے مگر بولنے والا نظر نہ آتا تھا ۔ اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر گرامی چالیس سال کی ہوئی ۔ ستائیسویں رجب المرجب کی صبح منصب پیمبری پر مبعوث ہوئے ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام حرا کے پہاڑ پر کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا خوشخبری ہو آپ کیلئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں جبرئیل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہوں ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بزرگ وبرتر کے رسول مقبول ہیں ۔ اسکے بعد ایک تحریر ریشم پر جس کے اطراف میں جواہر لگے تھے نکالی اور ہاتھ میں لیکر کہا اسے پڑھئے ۔ سرور کائنات صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں امی ہوں ۔ اور اس خط میں کوئی چیز لکھی ہوئی بھی نہیں دیکھتا ۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش میں لیکر دبایا ۔ اور کہا پڑھیئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں پڑھنا نہیں جانتا ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر دبایا ۔ اس طرح تین مرتبہ کیا۔ اور پھر کہا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ

الْاَکْرَمُ ۞ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۞

ترجمہ :۔ پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب اشیاء کو) پیدا کیا ۔ اسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا ۔ پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے ۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا ۔ اس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسکو معلوم نہ تھیں ۔ (سورۃ: علق)

ظہور رسالت کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہے ۔ اس کے بعد مدینہ شریف کو ہجرت فرمائی ۔ دس سال مدینہ منورہ میں رہے ۔ عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی ۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارتحال پیر کے دن وقت ضحیٰ یعنی وقت چاشت ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا ۔ مزار مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں بنا ۔ "سیر الابرار" میں ذکر ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی شب رب العزت نے ایک خرقہ عطا فرمایا ۔ جس کو فقر کا خرقہ (گوڈری) بھی کہتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھے رب العزت نے ایک خرقہ عنایت کیا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ کسی ایک کو عطا کریں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا اور فرمایا کہ اگر خرقہ آپ کو عطا کروں تو کیا کرو گے ؟

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ۔ میں صدق کروں گا ۔
اطاعت کروں گا ۔ اور سخاوت کروں گا ۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اگر خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گی ؟

(۲) انہوں نے عرض کی میں عدل کروں گا ۔ انصاف کا اہتمام کروں گا ۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گے ؟

(۳) انہوں نے عرض کی میں اتفاق سے چلوں گا اور دادو دہش کروں گا ۔

پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے استفسار کیا گیا کہ اگر خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گے ؟

(۴) انہوں نے عرض کی میں پردہ پوشی کروں گا اور ربّ تعالےٰ کے بندوں کے عیب چھپاؤں گا ۔

پس حضور علیہ صلوۃ والسلام نے وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا کہ جو یہ جواب دے گا خرقہ اس کو دینا ۔

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے ہیں۔ سیدۃ فاطمۃ الزہراؑ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو تراب اور ابوالحسن ہیں۔ اور آپؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو تراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل سے تیس سال بعد جمعہ کے دن بارہ رجب کو خانہ کعبہ میں ہوئی۔ ایک عزیز نے اس بارے میں اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

فرزند بخانہ خدا شد
بابنت رسولؐ کتخدا شد

یعنی خانہ خدا میں ولادت پائی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے نکاح ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین کے صاحب راز تھے جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ حدیث صحیح ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ثابت شدہ ہے۔

(یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ الا انہ لا نبی من بعدی) اور یہ بھی حضور

علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا:-

کہ خدا تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کی اولاد کو میرے صلب میں رکھا
تھا اور میری ذریت اور اولاد صلب علی میں رکھی

کوفہ کے اہل کاروں میں سے ایک نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتیں عرض کی- یاامیر المومنین اس سال فرات میں طغیانی آئی ہے اور تمام کھیتوں کو برباد کیا ہے- کیا خوب ہو اگر خدا تعالیٰ سے درخواست کریں کہ فرات کا پانی کم ہو جائے- حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور اپنے گھر آئے- لوگ ان کے دروازے پر منتظر کھڑے تھے- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک باہر آئے- حضرت پناہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک زیب تن تھا- حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دستار مبارک سر پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصا ہاتھ میں تھا- آپ نے گھوڑا طلب کیا- سوار ہوئے اور تمام لوگ ان کی اولاد اور غیر اولاد ساتھ چلے- جب دریائے فرات کے کنارے پہنچے- گھوڑے سے نیچے اترے- دو رکعت نماز گذاری- پھر اٹھے- عصا کو اپنے دست مبارک میں لیا اور پل پر آئے- اس عصا سے پانی کی جانب اشارہ کیا تو پانی ایک گز نیچا ہوگیا-

لوگوں نے کہا- اور نیچے ہونا چاہیے دوبارہ عصا سے پانی کی جانب اشارہ کی ایک گز پانی اور نیچا ہوگیا- لوگوں نے کہا - اور نیچے ہونا چاہیے دوبارہ عصا سے پانی کی جانب اشارہ کیا ایک گز پانی اور نیچا ہوگیا- اسی طرح جب تین گز نیچا ہوگیا تو لوگوں نے کہا یہ مقدار مناسب ہے- نقل ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک آیا اور عرض کی یا امیرالمومنین مجھے کچھ وصیت کیجئے- فرمایا:-

عورت اور فرزندوں کے لئے مشغول ہونا بہترین شغل نہیں
ہے- اگر وہ خدا کے دوست ہیں تو خدا اپنے دوستوں کو ضائع

نہیں کرتا اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو دشمنان خدا کے بارے میں
کیا فکر کرتا ہے ؟

امیر المومنین سے پوچھا گیا کہ سب سے پاک کمائی کیا ہے ؟ تو فرمایا:-

دل کا غنی ہونا اللہ کے ساتھ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نصائح ایسے تھے کہ ان سے پہلے کسی نے نہ کہے اور ان کی بعد کسی نے ایسی گفتگو نہ کی- ایک دن منبر پر فرمایا میرے سے پوچھو جب تک میں تمہارے درمیان ہوں- قیصری نے فصوص الحکم کی شرح میں لکھا ہے کہ امیر المومنین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے دروان فرمایا :-

میں بسم اللہ کی "ب" کا نقطہ ہوں- میں اللہ کا جذب ہوں اور
وہ اسے بڑھاتا رہتا ہے- میں قلم ہوں- میں لوح محفوظ ہوں-
میں عرش ہوں- میں کرسی ہوں اور میں سات زمیں آسمان ہوں-

جب عالم بشیری میں واپس اور صحو کی حالت میں آئے- تو مندرجہ بالا سے عذر کیا-

رباعی :- عالم کہ در او نور خدا جلوہ گر است
لوح است کہ مجموعہ ہر خیر و شر است

انسان کہ ازو منتجے مختصر است
از ہرچہ کسے گمان برد بہرہ در است

ترجمہ :- ایسے عالم جن میں نور خدا کا نور جلوہ گر ہے- وہ لوح ہے جس میں ہر خیر و شر کی خبر ہے کوئی انسان ان جیسا ثمر بخشنے والا نہیں- جو کچھ بھی کسی کا گمان ہے اس کا علم رکھتے ہیں-

آپ کرم اللہ وجہہ کا ارتحال ۲۱ رمضان المبارک (بقول بعض انیسویں) کو شہر کوفہ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مطہرہ نجف اشرف میں ہے۔

امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل کی راحت بخش خوشبو جناب زہراؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں شعبان المعظم ۴ ہجری کو ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت حمل چھ ماہ تھی اور کوئی دنیا کا لڑکا چھ ماہ میں پیدا نہیں ہوا ماسوائے یحییٰ ابن زکریا علیہ السلام کے حضرت امام حسن کی ولادت کے پچاس روز بعد جناب فاطمۃ زہراؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینہ سے پاؤں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا ہے۔ رسی کا ایک سرا اپنے دہن مبارک میں لیا ہے دوسرا سرا حضرت حسین علیہ السلام کو دیا ہے۔ جب حسین علیہ الصلوۃ والسلام چلاتے تو حضور علیہ السلام گھٹنوں پر چلتے۔ جب میں نے دیکھا تو کہا یا ابا عبد اللہ تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور سوار بھی کتنا اعلیٰ ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طریقہ حق میں بڑے باریک رموز بیان کئے۔ روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

تیرے بھائیوں میں سب سے مہربان تیرا دین ہے کیونکہ تیری بخشش دین کی مطابعت میں ہے اور تیری ہلاکت دین کی مخالفت

میں ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے مہربان بزرگوں کے تابع فرمان رہے

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے میں ایک درویش ہوں اور بال بچے دار ہوں۔ آج رات کا کھانا میرے پاس نہیں ہے۔ جناب امام صاحب نے فرمایا:۔

تمہارا رزق راستہ میں ہے آجائے گا۔ اچانک پانچ تھیلیاں دیناروں کی معاویہ کی طرف سے پہنچیں۔ ہر تھیلی میں ہزار دینار تھے۔ امام عالی مقام نے پانچوں تھلیاں اس درویش کو دے دیں اور عذر کیا کہ تمہیں بہت دیر تک بیٹھنا پڑا اور بہت تھوڑی چیز تمہیں دے سکا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا اتنا تھوڑا آرہا ہے تمہیں لمبا انتظار نہ کراتا۔ مجھے معذور سمجھ کہ میں بلا رسید گان میں سے ہوں۔ اور دنیا کی تمام راحتوں سے چھوٹا ہوں۔ اپنی مرادوں کو کم کرلیا ہے اور دوسروں کو نفع رسانی چاہتا ہوں ۔

حضرت امام عالی مقام کے مناقب اتنے مشہور ہیں کہ امت کے کسی شخص سے پوشیدہ نہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۵۷ سال اور پانچ ماہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کربلا میں بروز جمعتہ المبارک دسویں محرم ۶۱ ہجری کو ہوئی۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک علی اور کینت ابو الحسن ہے اور زین العابدین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے اور امام حسین علیہ السلام کو علی اصغر کے نام سے بلاتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ شہربانو یزد جرو بادشاہ ایران

نوشیروان عادل کی اولاد سے) کی لڑکی تھیں۔ امام صاحب کی پیدائش جمعہ کے روز جمادی الاخر کے مہینہ میں ۳۶ ہجری میں ہوئی۔ اگر یہ صحیح ہو تو واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۲۵ سال بنتی ہے۔ حالانکہ ان کے بڑے بھائی کربلا میں ۱۹ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے (طبقات شعرانی کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا میں گیارہ سال کی عمر کے تھے۔ یعنی پیدائش ۵۰ ہجری کی ہے ' عاجز مترجم) نقل ہے کہ امام صاحب علیہ السلام ایک دن گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ بھڑک اٹھی۔ لوگوں نے بہت شور و غوغا کیا۔ کہ یا ابن رسول آگ۔ آگ۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے پوچھا کہ کس چیز نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ کی طرف سے غافل کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

آخرت کی آگ کے خیال نے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ نیک بخت کون ہوگا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

وہ شخص جو باطل پر راضی نہ ہوا۔ اور جب غصہ آئے تو اس کا غصہ حق سے باہر نہ لے جائے۔

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصاحبین کے ساتھ صحرا میں بیٹھے تھے۔ اچانک ایک ہرنی آئی۔ پاس کھڑی ہوئی اور ہاتھ اور پاؤں زمین پر مارنے لگی اور آواز کرنے لگی۔ حاضرین نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتی ہے ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ فلاں قریش نے کل میرے بچہ کو پکڑ لیا ہے اور میں اس کے بعد سے بچہ کو دودھ نہ پلا سکی ہوں۔ حاضرین میں سے بعض نے

اس پر شبہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو بھیجا جس نے قریش کو حاضر کر دیا۔
امام صاحب نے فرمایا:۔

یہ ہرنی شکایت کرتی ہے کہ کل تم نے اس کا بچہ پکڑ لیا ہے۔
اور اس کے بعد سے یہ اسے دودھ نہ پلا سکی ہے۔ اب مجھ سے
درخواست کرتی ہے کہ میں تمہیں کہوں کہ وہ بچے کو چھوڑ دے
تاکہ اس کو دودھ پلاوے۔ یہ ہرنی پھر بچہ کو واپس کر دے گی۔

قریشی نے ہرنی کا بچہ حاضر کر دیا۔ ہرنی نے اسکو دودھ پلا دیا۔ جناب امام صاحب نے اس قریشی سے درخواست کی کہ ہمیں ہرنی کا بچہ بخش دے امام صاحب نے وہ بچہ لیکر ہرنی کو بخش دیا۔ ہرنی اس کو لیکر چل پڑی اور آواز کرتی جاتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا یا ابن رسول اللہ یہ کیا کہتی ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

تمہارے لئے دعائے خیر کر رہی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۵۸ سال ہوئی اور پیر کے دن ۱۸ محرم الحرام ۹۵ ہجری میں رحلت فرمائی (عمر کے بارے میں جو دلائل اوپر دئے ہیں۔ ان کے رو سے پچاس سال کے قریب عمر ہوئی۔ مترجم)

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۵۷ ہجری میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص طور پر کلام اللہ کے دقیق علوم اور رمز کے اشارات کا علم رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ (البقرۃ:۲۵۶)

میں فرمایا ہر وہ شغل جو تمہیں مطالعہ حق سے روک دے وہ تیرا طاغوت ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ مومنین کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

مومنین کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اگر پودے کو کہے آجا تو وہ آجائے۔ جس پودے کی طرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا تھا۔ وہ حرکت میں آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنی جگہ رہ میں نے صرف ایک بات کہی ہے تجھے بلایا نہیں ہے۔

اور ان کی خاص بات تھی کہ جب رات کا کچھ حصہ گذر جاتا اور اوراد سے فارغ ہوجاتے تو بلند آواز سے مناجات میں مشغول ہوتے اور کہتے کہ یا رب العزت جب موت۔ قبر اور حساب کو یاد کرتا ہوں۔ کس طرح دنیا میں کسی اور چیز سے قرار آسکتا ہے۔ اور جب ملک الموت کو یاد رکھتا ہوں تو کس طرح دنیا سے فائدہ اٹھاؤں۔ پس تجھ سے چاہتا ہوں کہ اس بنا پر کہ تجھے واحد جانتا ہوں اور تجھی سے ڈھونڈتا ہوں تجھے چاہتا ہوں مجھے موت بے عذاب اور سختیوں والے حساب کے عالم میں بیفکری کا کرم فرما۔ اور بہت روتے یہاں تک کہ ایک شب لوگوں نے ان سے کہا کہ اے سید اور ہمارے بزرگوں کے سید اتنا روتے ہیں اور جوش وزاری کرتے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک یوسف گم ہوگیا تھا۔ اتنے روئے کہ انکی آنکھیں سفید ہوگئیں اور میں نے اٹھارہ آدمی اپنے والد سمیت یعنی امام حسین علیہ السلام سمیت کربلا میں گم کئے ہیں۔ ان سے کم مجھ پر اندوہ کا بوجھ نہیں ہے کہ ان کے فراق میں آنکھیں سفید نہ کرلوں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارتحال ۱۱۴ ہجری میں چوبیس صفر المظفر کو اور بقول بعض گیارہ رجب کو ہوا۔

سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے۔ اہل ذوق کے امام اور اصحاب شوق کے پیشوا تھے۔ اور بزرگوں میں معانی کی گہرائیوں اور لطیف حقیقتوں کیلیئے مشہور تھے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اسکے ماسوا سے بچتا ہے عارف اس کے غیر سے دور رہتا ہے۔ اور خلقت سے جدا رہتا ہے اور حق سے پیوستہ رہتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیلیئے توبہ کئے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔ عبادت سے پہلے توبہ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ (التوبہ: ۱۱۲)

عبادت بغیر عبادت سے درست نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کہ توبہ مقامات کی آغاز کرنے والی ہے اور عبودیت اسکی انتہا ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ بغیر توبہ ذکر خدا تعالیٰ ۔ ذکر سے غافل رہتا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں بھی بہشت اور دوزخ رکھی ہے۔ بہشت عافیت ہے اور دوزخ بلا ہے عافیت یہ ہے کہ اپنا کام خدا پر چھوڑ دے۔ اور دوزخ یہ ہے کہ خدا کا کام اپنے اوپر لے لے۔ اور فرمایا عشق جنون ہے (فی نفسہ نہ مذموم ہے نہ محمود ۱۲) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے خدا دکھا دیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو نے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب لن ترانی ہوا (تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا) اور کہا یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ایک فریاد کرتا ہے کہ میرے قلب نے اپنے رب کو دیکھا ۔ اور دوسرا نعرہ مارتا ہے کہ میں رب کی عبادت نہیں کرتا جب تک دیکھ نہیں لیتا۔ پھر امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ لوگوں

نے اس کو باندھ کر ڈال دیا۔ پانی اسکو نیچے لے گیا۔ پھر نکالا اس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچائیے۔ بچائیے۔ پھر ڈال دیا۔ اس طرح چند مرتبہ کیا۔ جب وہ شخص سب سے ناامید ہوگیا۔ اور خلقت سے امید بالکل منقطع ہوگئی۔ پھر جب سر باہر نکالنے کا موقع ملا تو پکارا یا اللہ۔ بچا۔ بچا۔ امام صاحب نے فرمایا اب اسکو نکال لو۔ ایک گھنٹہ بعد اس سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو دیکھا اس نے کہا جب تک غیر کی طرف ہاتھ بڑھاتا رہا تو حجاب میں رہا اور جب پریشان ناامید ہوا۔ تو میرے دل میں ایک روزن کھلا۔ پھر نیچے نہ گیا اور جو کچھ ڈھونڈتا مل گیا۔ پریشانی نہ رہی۔ امام صاحب نے فرمایا:۔

اس روزن کی حفاظت کر کہ اس حالت میں خدا دستگیر ہے

ایک دفعہ امام صاحب تنہا جنگل میں جارہے تھے اور اللہ اللہ کہتے تھے۔ امام صاحب نے عرض کی یا اللہ میرے پاس کپڑا نہیں ہے۔ جبہ نہیں ہے۔ فوراً ہاتھ میں عمدہ کپڑا آگیا۔ مصیبت زدہ سامنے ہوا اور کہا اے آقا میں اللہ کہنے میں تمہارے ساتھ شریک تھا۔ اپنا پرانا کپڑا مجھے دیدے۔ امام صاحب کو یہ بات اچھی لگی اور پرانا کپڑا اسے دیدیا۔ ابو حنیفہ کوفی سفیان ثوری اور بایزید بسطامی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت فیض رساں میں رہے اور تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۰ ہجری (اسی ہجری) مین ہوئی اور ۶۸ سال کی عمر میں ماہ شوال ۱۴۸ ہجری میں اس جہان سے دار البقا تشریف لے گئے۔

سنا (عشق الٰہی حرف عطا الٰہی ہے جو محمود المحمود ہے)

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابراہیم ہے۔ آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو کاظم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ لوگوں کی دی ہوئی تکالیف پر بڑا تحمل کرتے تھے۔ ایک بزرگ سے نقل ہے جو مدینہ میں مجاور تھے اور کرایہ کے گھر میں رہتے تھے حضرت امام کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کرتے تھے۔ ایک روز امام صاحب کے دوست آئے۔ تو انہوں نے خدمت کیلئے کمر کسی۔ جب امام صاحب کے پاس گیا۔ سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیکر کہا کہ فوراً" اپنے گھر جاکہ تیرے گھر تیرے مال کی نیت سے کوئی چیز تو گم نہیں ہوئی۔ میں نے کہا اور کچھ نہیں مگر ایک کیتلی کہ میں اس سے وضو کرتا تھا۔ تھوڑی دیر انہوں نے سرنگوں کیا۔ پھر میرا خیال ہے تو اسکو طہارت کرنیکی جگہ بھول آیا تو جا اور مالک سرائے کی خادمہ سے کہہ کہ کیتلی تو نے لی ہے پھر میں گیا اور خادمہ مالک سرائے سے کیتلی طلب کی اور وہ مل گئی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش اتوار کے دن ماہ صفرالمظفر کی سات تاریخ ۱۲۸ ہجری ہے اور بقول بعض ۱۳۸ ہجری۔ عمر شریف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۵۴ سال پندرہ روز ہوئی۔ مزار پرانوار بغداد شریف میں ہے۔

حضرت امام سید ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رضا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ موافق اور مخالف سب ان سے راضی تھے۔ امام صاحب کی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام صاحب کا حمل تھا اپنے اندر حمل کے ہلنے جلنے کے آثار نہ پاتی اور خواب میں اپنے پیٹ سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنتی۔ میرے اوپر خوف وہیبت طاری ہوتا مگر جب بیدار ہوتی تو آواز بند ہو جاتی۔ ولادت کے وقت دونو ہاتھ زمین پر اور منہ آسمان کیطرف کیا۔ اور ہونٹ ہلائے۔ جیسے کوئی مناجات کرتا ہو۔ لوگ کہتے تھے کہ جو کچھ ان کی زبان پر آتا اسی طرح واقعات ہو جاتے۔ ابو اسمٰعیل امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ عربی کا ایک کلمہ بھی نہ جانتا تھا لغت سندھ سے سلام کہا۔ آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لغت میں جواب دیا۔ بعد میں سوال کئے تو اسی زبان میں جواب دیا۔ اس نے کہا کہ میں عربی نہیں جانتا۔ دعا فرماویں تاکہ اللہ تعالیٰ عربی زبان کا الہام کر دے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست مبارک ابو اسمٰعیل مذکور کے ہونٹوں پر ملا۔ اور فوراً میں نے عربی زبان بولنی شروع کر دی۔ حضرت امام صاحب کی ولادت گیارہ ماہ ربیع الاخر اور مطابق دیگر روایت سات شوال ۱۵۶ ہجری میں ہوئی۔ عمر شریف ۵۱ سال دو ماہ ستائیس روز ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس مشہد شریف علاقہ طوس میں ہے۔

بزرگان سلسلہء عالیہ قادریہ

حضرت ابو سلمان داوٗد طائی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سادات میں سے ہیں اور مشہور اولیائے کبار سے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یکتا تھے اور کوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مانند نہیں تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کے شاگرد ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ وابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ تمام علوم میں کمال رکھتے تھے خصوصاً" فقہ میں سب فقیہوں سے اونچے تھے۔ تنہائی اختیار کرلی تھی اور زاہد اور متقی تھے۔ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کسی شخص کو نہ دیکھا جسکی نظر میں حضرت داوٗد طائی نور اللہ مرقدہ سے زیادہ دنیا ذلیل تر ہو۔ تمام دنیا اور اہل دنیا کی ان کی نظر میں کوئی قیمت نہ تھی۔ حضرت داوٗد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا :-

ان ارادت السلامتہ سلم علے الدنیا وان اردت الکرامتہ کبر علے الاخرۃ

یعنی اگر سلامتی چاہتا ہے تو دنیاکو وداع کر دے۔ اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر پڑھ دے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ طریقت میں حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ بزرگوں کے بعض سلسلے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ سے داوٗد طائی نور اللہ مرقدہ اور داوٗد طائی رحمتہ اللہ علیہ سے حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت

حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ سے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تک جاتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل شعروں میں حضرت مخدوم علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروں کا سلسلہ کشف المحجوب میں تحریر ہے ان سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

شعر۔ علی ہجویری آں پیر ولایت

ترِدست شیخ ابوالفضلش ہدایت

ترجمہ :۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری نور اللہ مرقدہ پیر ولایت نے حضرت مخدوم الملک شیخ ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک سے ہدایت پائی۔

شیخ ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہ نے علی حصری نور اللہ مرقدہ کی خدمت سے چھپے ہوئے بھید حاصل کئے۔ حضرت علی حصری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے مقصد حل کیا کہ ایک قدم میں حقیقت کا راستہ طے کر لیا۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے وہ عطا ملی کہ دو عالم نے ان سے رہنمائی حاصل کی۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے پارسائی کا وہ لباس پہنا جو بہت اچھا تھا۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے معروف کرخی نور اللہ مرقدہ سے گوڈری حاصل کی اور ایک طریقہ کے سردار ہوئے حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کی بدولت حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ پارسائی کی خانقاہ کے چراغ بنے۔ اور حضرت داؤد نور اللہ مرقدہ نے حضرت حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ سے فتح کا دروازہ کھلوایا حضرت حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ نے کامیابی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مرید خاص تھے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پیر کامل حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے بعض سلسلوں میں حضرت داؤد

طائی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک کیا ہے
اور بہت راویوں نے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی امام مذکور سے نسبت
دی ہے اور اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسائل میں
لکھا ہے کہ میں جو محمد بن محمد العربی ہوں نے اس خرقہ کو جو اہل تصوف میں مشہور
ہے جمال الدین یونس صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے پہنا اور انہوں نے وقت کے حاکم شیخ
الشیوخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت ابو سعید
مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے اور انہوں نے علی ابن محمد القرشی الهنکاری رحمتہ اللہ علیہ
سے۔ انہوں نے شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے حضرت
ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی نور اللہ مرقدہ سے۔ انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی
رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید رحمتہ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے
خالو سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمتہ
اللہ علیہ۔ اور انہوں نے حضرت امام ہمام علی ابن موسیٰ الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے۔ حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کا ارتحال ۱۶۵ ہجری میں ہوا۔

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت اولین اولیائے کرام سے ہیں۔ آپ سخاوت ' پرہیزگاری اور امانتداری
میں بدرجہ اتم تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید
خاص تھے اور ان کے سامنے بہت ریاضت کی موصوف کی کنیت "ابو محفوظ" ہے۔ اور
آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دربانی حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کی کی اور علوم
ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والدین عیسائی تھے۔ آپ رحمتہ
اللہ علیہ کو ایک استاد کے سپرد کیا۔ استاد نے کہا پڑھو وہ تین میں ایک ہے۔ حضرت
معروف نے کہا بلکہ وہ واحد ایک اللہ ہے۔ استاد نے سخت مارا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ

وہاں سے تشریف لے گئے۔ والدین نے جب سنا تو خواہش کی کہ کاش واپس آجائے تاکہ وہ جس دین پر بھی ہو اس سے موافقت کریں حضرت معروف رحمتہ اللہ علیہ جاکر حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔ حضرت امام صاحب معروف کو بہت نیک اطوار دیکھتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت معروف رحمتہ اللہ علیہ کے والدین آئے اور حضرت معروف سے پوچھا کس دین پر ہو۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا اسلام پر۔ پس رحمتہ اللہ علیہ کے والدین بھی مسلمان ہوگئے۔ حضرت معروف رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جوانمردی کے علامت تین چیزیں ہیں۔

(۱) وفا۔ جس میں کوئی ناموافقت نہ ہو

(۲) بغیر سخاوت دیکھے دعا اور شکر۔

(۳) سوال کے بغیر عطا کرنا۔

اُن سے پوچھا گیا کہ محبت کیا ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

یہ تعلیم کے ذریعہ اہل حق سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش سے ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفی یہاں مہمان ہے اور مہمان کا طلب و تقاضا کرنا میزبان پر ظلم ہے۔ جو مہمان باادب منتظر رہتا ہے نہ کہ تقاضا کرنے والا۔

ایک شخص نے عرض کی مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا خبردار رہ۔ تو اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے گا مگر نہایت ہی عاجز مسکین لوگوں کے پاس۔

حضرت معروف رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پرانوار بغداد شریف میں ہے۔ مجرب ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کی جو زیارت کرے اور وہاں دعا کرے تو وہ مستجاب

الدعوات ہوگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۰۰ ہجری میں وصال پایا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابوالحسن بن مغلس ہے۔ جنید رحمتہ اللہ علیہ اور تمام بغداد والوں کے استاد ہیں۔ حارث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ اور بشرحافی رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معاصرین ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید بھی تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حبیب راعیؓ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور عراق کے بیش تر مشائخ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معتقدین تھے۔ شیخ سری رحمتہ اللہ علیہ شروع میں ردی چیزوں کا بیوپار کرتے تھے اس لئے "سقطی" نام نامی سے مشہور ومعروف ہوگئے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ رو رہے تھے۔ رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ کوزہ لٹکایا تھا کہ ہوا سے پانی ٹھنڈا ہو جائے۔ مجھے نیند آگئی تو ایک حور کو خواب میں دیکھا اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا اس کے لئے ہوں جو پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے کوزہ نہ لٹکائے۔ اور کوزہ زمین پر دے مارا۔ یہ دیکھ کر۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس کوزہ کی ٹھیکریاں دیکھیں کہ بہت عرصہ وہاں پڑی رہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

> ہر گناہ جو شہوت سے صادر ہو اسکی معافی کی امید ہے۔ لیکن ہر گناہ جو تکبر سے پیدا ہو اس کی معافی کی امید نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے ہوئی اور شیطان کا گناہ تکبر سے ہوا۔ (دونوں کے انجام میں فرق دیکھ)۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا معرفت عالم بالا سے پرند کی طرح اڑ کر نیچے آتی ہے اور ہر دل میں ٹھہرتی ہے جس میں شرم وحیا ہو۔

اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا معرفت کا شروع یہ ہے کہ دل
کو بالکل خالی کر لے۔ صرف ایک یکتا اللہ کیلئے۔ آپ رحمتہ اللہ
علیہ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اگر مجھ پر کسی
طرح سے عذاب کرے تو دل پر حجاب کا عذاب نہ کرنا۔ کیونکہ
جب تیرے سے حجاب میں نہ ہوں گا تو تیرا عذاب اور بلا تیرے
مشاہدہ کی وجہ سے مجھ پر آسان ہو جائے گا۔ اور جب تجھ سے
حجاب میں ہوں گا تو وہ سبب میرے ہلاکت کا ہو جائیگا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال پر ملال بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۲۵۳ ہجری کو ہوا
ء اور رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم ہے اصل نہاوند کے علاقہ سے ہے۔
لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش بغداد شریف میں ہوئی۔ ابو ثوری رحمتہ اللہ علیہ
جو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے سرکردہ شاگردوں میں ہیں کہتے تھے کہ آپ رحمتہ اللہ
علیہ کا مذہب سفیان ثوری کے طریقہ پر ہے۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ حارث
محاسبی رحمتہ اللہ علیہ اور محمد قصاب رحمتہ اللہ علیہ سے صحبت تھی اور انہی کے شاگرد
تھے۔ اس قوم کے سرداروں کے امام تھے۔ خراز رحمتہ اللہ علیہ' رویم رحمتہ اللہ علیہ
اور شبلی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مصاحب تھے اور سب آپ
رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سید الطائفہ کہتے ہیں۔
ایک دن خلیفہء بغداد نے حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ کو کہا اے بے ادب۔ رویم
رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بے ادب کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ آدھا دن حضرت جنید
رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ یعنی جو کوئی بھی حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے

ساتھ آدھا دن رہا ہو اس سے بے ادبی سرزد نہیں ہو سکتی۔ ابو جعفر حداد کا قول ہے کہ:-

اگر عقل کو تشخص ملتا تو جنید رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں ہوتی۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ لوگوں کی مجلس قائم کرو اور وعظ و نصیحت کرو۔ میں اپنے میں اتنی قابلیت نہ سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کی شب خواب میں آئے اور فرمایا:-

"لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو"

میں بیدار ہوا اور صبح سے پہلے حضرت سری نور اللہ مرقدہ کے دروازہ پر گیا۔ اور دراوزہ کھٹکھایا۔ تو فرمایا میرے کہنے کو درست نہیں سمجھتا تھا۔ پس صبح کو مجلس کا انتظام کیا اور وعظ شروع کیا۔ خبر پھیل گئی کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ وعظ کر رہے ہیں۔ ایک جوان مجلس کے کنارے کھڑا ہوا اور کہا یا شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر سر جھکایا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا کہ اسلام قبول کر لے چونکہ تیرے اسلام لانے کا وقت آگیا ہے۔ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہوئیں۔ ایک اسکے کفر پر مطلع ہونا اور دوسرے اس امر کی اطلاع کہ اب وہ ایمان لے آئے گا۔ لوگوں نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بلا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:-

کہ وہ بلا دینے والے کی طرف غافل ہونا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ علماء کی طرز کا لباس پہنتے تھے۔ لوگوں نے کہا خرقہ کیوں نہیں پہنتے انہوں نے کہا خرقہ (گودڑی) کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ اعتبار (محبت حق) کا ہے۔

لوگوں نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ خراسان کے پیروں نے تین حجاب بتائے ہیں :-

(۱) ایک حجاب مخلوق ہے

(۲) دوسرا دنیا

(۳) تیسرا نفس

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ عام لوگوں کے دلوں کے حجاب ہیں۔ خاص حجاب کچھ اور ہیں۔ اپنے اعمال پر نظر کرنی۔ ثواب کا مطالب کرنا اور نعمت کی طرف دیکھنا۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:۔

"تصوف ذکر ہے۔ پھر وجد ہے اور پھر نہ یہ ہے نہ وہ جسے دکھا سکے۔ چنانچہ نبود ہو گیا۔"

چوبیس ربیع الاول ۲۹۷ ہجری کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی۔

حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام جعفر بن یونس ہے۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ پرورش وہیں ہوئی۔ خیر النساج کی مجلس میں توبہ کی۔ اور شاگرد حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ہوئے۔ اور انہی سے ارادت ہوئی اور بہت سے مشائخ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات تھی جنکی وجہ سے خوش وقتی تھی۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ :-

ہر قوم کا ایک تاج ہے اور طائفہ (درویشاں) کا تاج شبلی ہے۔

اور یہ بھی حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ :-

شبلی کی طرف ان آنکھوں سے نہ دیکھو جن سے تم میں سے بعض ، بعض دوسروں کو دیکھتے ہو۔ کیونکہ شبلی اللہ تعالیٰ کی

آنکھوں سے ایک آنکھ ہے اور اس کے اشارے بڑے باریک و لطیف ہیں۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ:۔

ایک وقت میں نے عہد کیا تھا کہ حلال کے سوا کچھ اور نہ کھاؤں گا۔ اور بیابانوں میں پھرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں ایک انجیر کے درخت تک پہنچا اور ہاتھ بڑھایا۔ اس انجیر میں سے آواز آئی کہ اپنے عہد کو قائم رکھو کیونکہ میں یہودی کی ملکیت ہوں۔

بکر دینوی رحمتہ اللہ علیہ جو شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے خادم تھے۔ کہتے ہیں کہ اس بیماری میں جس میں (شبلیؒ) فوت ہوئے ایک دن مجھے کہا کہ وضو کراؤ۔ میں نے ان کو وضو کرایا اور ڈاڑھی کا خلال بھول گیا۔ ان کی زبان بند ہو چکی تھی ۔ میرے ہاتھ کو پکڑا اور ڈاڑھی کے اندر لے گئے۔ اور پھر رحلت کر گئے۔ ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنا تو کہا اس مرد حق کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کہ عمر کے آخر پر بھی آداب شریعت ان سے نہ چھوٹے۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:۔

ایک پلک جھپکنے کا وقت اگر خدائے عزوجل سے غفلت ہوئی تو اہل معرفت کیلئے شرک ہے انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا بندہ ہو کر آگ سے ڈرے وہ آگ کا بندہ ہے۔ اور جو جنت کا شوق رکھے وہ جنت کا بندہ ہے۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی اے رب تعالیٰ مخلوق تجھ سے محبت کرتی ہے تیری نعمتوں کیلئے اور میں تیرے سے دوستی رکھتا ہوں تیری بلاؤں کیلئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کونسی چیز سب سے عجیب ہے۔ تو کہا کہ وہ دل

کہ اپنے خدا کو پہچانے اور پھر گناہ کرے۔

ان کی عمر اٹھاسی سال ہوئی ماہ ذی الحجہ میں ۳۳۳ ہجری یا ۳۳۴ میں رحلت فرمائی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ ابوبکر شبلی کے مصاحب تھے۔ اور سلسلہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا تمیم کے مشہور قبلیہ معرف سے تعلق تھا۔ اور بعض جگہ شیخ عبدالعزیز یمنی لکھا ہے یعنی منسوب بہ ملک یمن نفحات میں تمیمی لکھا ہے۔

حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی نور اللہ مرقدہ کے مصاحب تھے

حضرت شیخ ابوالحسن علے بن محمد یوسف القرشے الھنکاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب شیخ الاسلام تھا۔ اور ابوالفرح طرطوسی کے مصاحب تھے۔ کسی بڑے بزرگ نے ان کو شیخ الاسلام کہا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہاں میں اسلام میں شیخ ہوں۔ اور باہر نکلا ہوں اپنی اولاد سے۔ اور میری اولاد گروہ ہے جو شاہ کے نزدیک تقرب چاہتے ہیں۔ ان کا مرتبہ بلند ہو۔ بعض ان میں درویش ہیں اور بعض امیر لوگ ہیں۔ نفحات میں لکھا ہے کہ ہنکار کا پہاڑ موصل کے علاقہ میں ہے۔ اس وجہ سے بعض لوگ ہکاری بھی کہتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۹۹ ہجری میں ہوئی اور انتقال پرملال یکم محرم الحرام ۳۸۶ ہجری کو ہوا۔

حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی المخزومی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ ابوالحسن کے مصاحب تھے۔ پیر طریقت شیخ سید

عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ کھاؤں گا جب تک لوگ مجھے نہ کھلائیں اور لقمہ میرے منہ میں نہ رکھیں اور نہ پئیوں گا جب تک نہ پلائیں۔ ایک دفعہ چالیس روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر ایک شخص آیا۔ کچھ کھانا لایا۔ اور رکھ کر چلا گیا۔ نزدیک تھا کہ میرا دل کھانے پر راغب ہوتا لیکن میں نے کہا کہ جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا وہ نہ توڑوں گا۔ میں نے سنا کہ باطن سے کوئی فریاد کرتا ہے۔ اور بلند آواز سے کہتا ہے۔ بھوک۔ بھوک لگی ہے۔ اچانک ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ میرے پاس سے گذرے۔ اور انہوں نے وہ آواز سن کر پوچھا کہ عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کی پریشانی اور رنج ہے۔ لیکن روح مشاہدہ خدواند قدوس میں برقرار ہے۔ انہوں نے فرمایا میرے گھر آ۔ اور چلے گئے۔ میں اپنے نفس سے کہتا تھا میں نہ جاؤں گا۔ اچانک ابوالعباس خضر علیہ السلام اندر آئے اور کہا اٹھو اور ابو سعید کے پاس جاؤ۔ میں گیا اور دیکھا ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ اپنے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اے عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ جو میں نے کہا تھا کافی نہ تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو بھی کہنا پڑا پس مجھے گھر کے اندر لے گئے اور کھانا حاضر کیا اور لقمہ لقمہ میرے منہ میں اتارا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ اسکے بعد خرقہ پہنایا۔ میں نے ان کی مصاحبت کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ نفحات میں لکھا ہے کہ شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح نے خرقہ حضرت ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے پہنا۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد یوسف نور اللہ مرقدہ سے اور انہوں نے بوالفراح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے

حضرت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجر نسب اس طرح ہے۔ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللہ بن یحییٰ بن داؤد بن موسیٰ بن امام حسن بن امیرالمومنین علی ابن ابو طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ اپنے زمانہ کے غوث تھے اور بارہ اماموں کے بعد برگزیدہ اولاد سید البشر ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۱ ہجری میں ہوئی ان کے بزرگ عبداللہ صومعی سے نقل ہے کہ عبدالقادر بچپن میں رمضان میں دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے۔ ایک دفعہ رمضان کا چاند ابر کی وجہ سے نظر نہ آیا۔ ان کی والدہ سے پوچھا کہ عبدالقادر نے آج دودھ پیا ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ آج دودھ نہیں پیا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس روز رمضان کا دن تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بچپن کا زمانہ تھا کہ عرفہ کے دن باہر جنگل میں نکل گئے اور ایک گائے کی دم پکڑی۔ اس گائے نے منہ پیچھے کر کے کہا کہ اے عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ آپ کو اس کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حکم ہے۔ میں ڈر گیا۔ گھر واپس آکر چھت پر چڑھ گیا۔ دیکھا کہ حاجی عرفات میں کھڑے ہیں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے کام کیلئے چھوڑ دو۔ اور اجازت دو کہ بغداد شریف چلا جاؤں اور علم حاصل کروں۔ نیک لوگوں کی زیارت سے مشرف ہوں خیرالاولیا میں تحریر ہے کہ ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک جیلان میں ہوئی اور دوسری روایت کی مطابق ۴۷۵ ہجری ہے والدہ محترمہ نے میری اس درخواست کا سبب پوچھا تو میں نے بیان کر دیا ان کو رونا آگیا۔ اٹھے۔ اسی دینار باہر لائیں۔ چالیس دینار میرے بھائی کیلئے رکھ لئے اور چالیس دینار میرے کپڑے میں بغل کے نیچے سی دیئے۔ مجھے سفر کی اجازت دی اور مجھ سے عہد لیا کہ ہر حال میں سچائی پر رہوں گا۔ مجھے الوداع کہنے باہر آئیں اور کہا کہ اے بیٹے جاؤ کہ خدا تعالیٰ کیلئے تجھ سے جدا ہوتی ہوں۔ قافلہ کے ساتھ تھوڑا ہی بغداد کی

طرف چلے تھے۔ جب ہمدان سے گزرے ساٹھ سوار باہر آئے اور قافلہ کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کسی نے کچھ نہ پوچھا۔ اچانک ان میں سے ایک میرے پاس سے گذار اور کہا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے کپڑے میں بغل کے نیچے سئے ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ میں نے مذاق کیا ہے۔ مجھ کو چھوڑا دیا۔ پھر ایک اور آیا اس سے یہی سوال جواب ہوئے۔ وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے اور جو مجھ سے سنا تھا اسے بتایا۔ اس نے مجھے اس ٹیلہ کی چوٹی پر بلایا جہاں وہ قافلہ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ اور پوچھا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار۔ پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے بتایا۔ اس نے حکم دیا کہ کپڑا پھاڑو۔ جو کچھ میں نے کہا تھا پایا۔ وہ کہنے لگا تیرے اس سچ کہنے کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا میری والدہ محترمہ نے مجھ سے صدق اور سچائی کا عہد لیا تھا۔ میں اس عہد میں خیانت نہیں کروں گا پس ان کا سردار رو پڑا اور کہا۔ اتنے سالوں سے اپنے پروردگار کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ راہزنی میں تو ہمارا سردار تھا۔ اب توبہ میں بھی ہمارا سردار رہ۔ اور تمام نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور جو کچھ قافلہ سے لیا تھا واپس کر دیا۔ میرے ہاتھ پر سب سے اول توبہ کرنے والے یہ لوگ تھے۔ اور رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

> احوال طریقت کے شروع میں دنیا اور شہوت اور انکی غیر معمولی باتیں مجھ پر متشکل ہو جاتی تھیں اور مجھے گھیر لیتی تھیں۔ میں ان پر نعرہ مارتا تھا اور وہ صورتیں بھاگ جاتی تھیں اور مجھے ان کی آفات سے حفاظت مل جاتی تھی۔ اور کبھی میرا نفس مجھ سے جنگ کرتا تھا اور کبھی خوشامد وزاری کرتا تھا لیکن حق تعالیٰ نے اسے مجھ پر غلبہ نہ پانے دیا۔ اور کئی دفعہ شیاطین کے لشکر پیادہ سوار خوفناک شکلوں میں جنگ کے ہتھیاروں کے ساتھ ہجوم کر کے آتے اور مقابلہ کیلئے

سامنے آجاتے اور آگ کے ٹکڑے میری طرف پھینکتے۔ باطن سے
تائید الٰہی کی آواز آتی کہ اے عبدالقادر اٹھ۔ تجھے اپنی نصر سے مدد
دی اور ثابت کیا۔ پس وہ تمام شیاطین کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ
جاتا۔ اور کبھی ایک شیطان آتا اور مجھے کہتا کہ یہاں سے اٹھ جا
ورنہ ایسا ایسا کروں گا اور جس طریقہ سے بھی ڈرایا جا سکتا ہے
ڈراتا۔ میں اسکے منہ پر طمانچہ مارتا اور کہتا تھا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
العلی العظیم پس جل کر خاک ہو جاتا۔

اس کے بعد بے شمار کمند اور بند اپنے اوپر دیکھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ یہ دنیا کے بندھن ہیں کہ مثالی طور پر تیری طرف پہنچتے ہیں۔ ایک سال ان کے کاٹنے میں مشغول رہا سب کٹ گئے۔ پھر بہت سے اسباب اپنے ہر طرف دیکھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ تو مجھے بتایا گیا کہ :-

یہ خلق کے اسباب ہیں کہ تجھ سے اتصال چاہتے ہیں۔ ایک سال
ان کے دفع کرنے میں متوجہ رہا۔ اسکے بعد اپنے کو بہت سے علائق
سے وابستہ دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہیں ؟ تو بتایا گیا یہ تیرے ارادے
اور اختیارات ہیں کہ تیرے دل سے وابستہ ہیں۔ ایک سال ان کو
دور کرنے میں توجہ کی اور ان تمام سے خلاصی حاصل کی۔ اس کے
بعد مجھ پر میرے دل اور اس کی حقیقت کا انکشاف کیا گیا۔ میں نے
دیکھا کہ اس کے امراض ابھی باقی ہیں اور اسکی خواہش اور آرزو
زندہ ہے تو پھر دو سال اس کے علاج میں لگا رہا یہاں تک کہ دل
کے کل امراض جاتے رہے اور وہ مرگیا۔ اور شیطان مسلمان ہوگیا۔
پس میں سب سے باہر ہوا اور خالصتاً تنہا ہو کر اپنے وجود ہستی سے

جدا ہوگیا۔ لیکن دیکھا کہ ابھی مطلوب اور مقصود کو نہیں پہنچا۔ پس میں توکل کے دروازے پر آیا کہ اس دروازے سے اپنے مطلوب کو پہنچان سکوں۔ دیکھا کہ اس پر بڑا ہجوم ہے اور عجب کی نظر سے خالی نہیں ہے۔ پس یہاں سے سکر کے دروازے پر آیا۔ اور وہاں سے تسلیم کے دروازے پر آیا اور وہاں سے غنا کے دروازے پر آیا۔ پھر مشاھدہ کے دروازے پر آیا لیکن ہر جگہ ہجوم اور جھگڑا یعنی رکاوٹ کے اسباب دیکھے۔ سب سے آخر فقر کے دروازے پر پہنچا تو خالی پایا۔ پس اس راہ سے اندر آکر دیکھا تو جو کچھ میں نے ترک کیا تھا وہاں موجود تھا۔ یہاں مجھے ایک بڑے خزانے کی فتح حاصل ہوئی اور روحانی تمنائے حقیقی اور سچی آزادی ملی۔ باقی سب کچھ مٹ گیا اور تمام اوصاف کو چھوڑ دیا۔ جس سے میرئے ہستی کا ایک دوسرا وجود ہوگیا جسے وجود ثانی کہتے ہیں۔ جب فقر کمال کی انتہا پر پہنچتا ہے تو پھر صرف اللہ ہے اور اللہ تعالٰی کا شکر واجب ہے۔

ایک دن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں پچاس سے زیادہ آدمی مثل شیخ علی ہیتی رحمتہ اللہ علیہ ۔ شیخ ابو سعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ ابو نجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ اور انکے علاوہ حاضر تھے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

میرا یہ قدم تمام اولیا اللہ کی گردن پر ہے۔

شیخ ہیتی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قدم مبارک لیکر اپنی گردن پر رکھ لیا اور دوسرے تمام مشائخ نے گردنیں جھکا کر پیش کر دیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات اور خوارق عادات تمام مشہور کتابوں میں لکھی ہیں۔ لہٰذا اختصار کیا گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارکہ اکیانوے سال (نوے سال سات ماہ) گیارہ ربیع الاخر ہفتہ کی رات اور بقول

بعض سترہ ربیع الاول ۵۶۱ ہجری کو وصال صد ملال ہوا۔ آخری مسکن بغداد شریف میں ہواء

حضرت سیّد عبد الرزاق رحمتہ اللہ علیہ

آفاق کے غوث حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے شجرہ طیبہ کا ثمر ہیں یعنی صاحبزادہ ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حافظ حدیث تھے اور تمام علوم ظاہری و باطن میں کمال دسترس کے حامل تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن شیخ السید عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ نے مجلس وعظ میں فرمایا کہ:۔

میری گفتگو مردان غیب کے ساتھ ہے جو کوہ قاف کے پیچھے سے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے قدم ہوا میں ہیں اور انکے دل حضوریء قدس میں اور شدت شوق اور اشتیاق کی آگ سے ان کی ٹوپیاں جل رہی ہیں۔

حضرت عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ دو پایہ کے آخر پر آپ کے قدموں میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے سر اوپر کی طرف کیا ایک گھڑی حیران رہے اور پھر بیہوش ہو کر گر پڑے اور کپڑے اور پگڑی جلنے شروع ہوگئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کرسی سے اترے وہ آگ بجھائی اور فرمایا اے عبدالرزاق تو ان مردان غیب میں سے ہے۔ بعد میں لوگوں نے سید عبدالرزق نوراللہ مرقدہ سے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا؟ انہوں نے فرمایا

جب میں نے نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ مردان غیب ہوا میں کھڑے ہیں بالکل ساکن خاموش اور مدہوش ہیں اور ان کے لباس میں آگ لگی ہے۔ ان میں سے بعض صحو کی حالت میں ہیں اور بعض وجدانی کیفیت میں۔ بعض اپنی جگہ پر قائم ہیں اور بعض زمین پر گرتے ہیں۔

آپؒ کی کرامات کی حکایت بے شمار ہیں۔ آپ کا وصال ۶۰۳ہجری میں ہوا۔

حضرت سیّد ابو صالح محدث رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑے عظیم محدث اور عالم تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے علوم ذاتی طور پر اپنے والد سید عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور تربیت پائی اور اپنے عم محترم عبدالوھاب سے بھی تربیت حاصل کی اور ۶۳۳ ہجری میں بغداد شریف میں انتقال پر ملال ہوا۔ تاریخ میں مستقر باللہ بن طاہر کے حالات میں رقم ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت میں نوے سال کی عمر میں وفات پائی یہی سال بغداد کے قاضی القضات ابو صالح نصر بن عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کی ستر سال کی عمر میں وفات کا ہے۔

حضرت سیّد محی الدین ابی نصر چراغ رحمتہ اللہ علیہ

علماء کے چراغ اور عراق کے مفتی تھے۔ ظاہری و باطنی علوم اپنے والد سید ابو صالح نصر نور اللہ مرقدہ سے حاصل کئے۔ بڑی عزت و تکریم صاحب علم اور صاحب فرمان بزرگ کامل تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شکل وشباہت اپنے دادا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مشابہ تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۶۵۶ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

حضرت سیّد علی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شجرہ نسبت اور ارادت میں بہت اختلاف ہے اور کئی متضاد رائے ہیں اس لئے حالات چھوڑے گئے۔ اسی طرح موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ اور سید حسن رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں کے بارے میں بھی مختلف آراء ہیں۔

حضرت ابوالعباس احمد جیلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سید حسن بن موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی شمع سے اکتساب نور کیا۔ اور ہدایت شیخ بہاؤالدین انصاری القادری اشطاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت

میں رہ کی حاصل کی۔ اپنی نسبت سلسلہ عالیہ قادریہ میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔
اول کلام شیخ السموات والارضین سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان
سے شیخ عبد الرزاق رحمتہ اللہ علیہ اور ان سے میرے شیخ و مرشد سید احمد جیلی
القادری الشافعی رحمتہ اللہ علیہ جن سے تمام اذکار لئے اور خرقہ قادریہ حرم شریف
باب الکعبہ میں زیب تن کیا اور اجازات مطلق حاصل کی۔

حضرت شیخ بہاؤالدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب حالات اور کرامتوں اور برکتوں کے جامع الصفات
تھے۔ اصلی وطن مالوف قصبہ جنید تھا جو حکومت سہرند میں تھا اور ایک امیر کی استدعا پر
اس کے شہر چلے گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت قادری تھی اور طریقہ شطاریہ
تھا۔ اراوت جناب سید احمد جیلی قادری رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ ایک دن باغ میں
دوستوں کے ساتھ صحبت تھی اور کھانا پکانے کیلئے لکڑیوں کی ضرورت تھی۔ درخت کی
ایک شاخ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیا اچھا ہو ؟ یہ لکڑی دوستوں کی کام آئے۔ وہ
شاخ فوراً درخت سے جدا ہوئی اور زمین پر گر پڑی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک
رسالہ تالیف کیا جس میں اذکار۔ شغل ہائے اور طریقے اور آداب بیان کئے۔ کہتے ہیں
عمدہ خوشبوؤں کے سونگھنے کی حالات میں ایسا ذوق اور لطیف پیدا ہوا اور حالت طاری
ہوئی کہ اسی وقت جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ رسالہ شطاریہ میں بیان کیا کہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف راستے لوگوں کے سانسوں کے برابر ہیں۔
لیکن ان میں سے تین سب سے قریب والے ہیں۔ اول طریقہ
اختیار ہے وہ روزہ ' نماز ' قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت ' حج
بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ اور جہاد ہیں اس راستہ پر چلنے
والے اور پہنچنے والے لمبے عرصہ میں اور تھوڑی تعداد میں لوگ

پہنچتے ہیں مقصود پر۔

(۲) دوسرا طریقہ مجاہدہ ریاضت۔ بری عادات چھوڑنا۔ نفس کی صفائی۔ دل کی پاکی اور روح کی تجلی حاصل کرنا ہے۔ اور یہ ابرار کا طریقہ ہے اور ان میں سے اکثر وصال حق پاتے ہیں۔

(۳) تیسرا طریقہ شطاریہ ہے جس میں شروع ہی میں واصل ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض ریاضتوں میں اور ترک انواع میں ہے اور سب سے قریب راستہ ہے۔ شطاریہ میں بنیادی دس چیزیں ہیں۔

(۱) اول توبہ اور وہ ہے سوائے اس کے ہر دوسرے مطلوب کو چھوڑنا۔

(۲) دوم زھد یعنی دنیا سے اس کی محبت سے اور اس کے مال سے خواہشوں سے اور کمی وبیشی سے لاتعلق ہونا۔

(۳) سوم توکل ہے اور وہ ہے اسباب کی فکر نہ کرنا۔

(۴) چہارم قناعت ہے۔ یہ نفسانی خواہشات سے باہر نکلنا ہے۔

(۵) پنجم عزلت۔ یہ ہے خلقت سے میل جول نہ کرنا اور چھوڑ دینا جیسا مرتے وقت چھوڑے گا۔

(۶) ششم توجہ بسوئے حق اور وہ ہے حق کے سوائے کسی اور سے کچھ نہ مانگنا اور چاہنا۔

(۷) ہفتم صبر۔ اور یہ ہے لذائذ ترک کر کے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا۔

(۸) ہشتم رضا اور وہ ہے نفس کی خوشی چھوڑنا اور اللہ تعالی کی

رضا چاہنا ازلی حکموں کی تعمیل کر کے۔ اور تقدیر کے سپرد ہو جانا بغیر اعتراض کے۔

(۹) نہم ذکر ہے اور یہ ہے اللہ جلّ مجدہٗ سوائے کسی اور کا ذکر نہ کرنا ۔۔

(۱۰) دہم مراقبہ اور یہ ہے جسمانیت اور طاقتوں سے باہر نکل آنا جیسا کہ مردہ ہو۔

اور ذکر کا سماع تین طریقہ سے ہے ۔

پہلا اسم جلال

دوسرا اسم جمال

تیسرا اسم مشترک

جب اپنے میں غرور اور سخت مزاجی دیکھے پہلے اسم جلال میں مشغول ہو تا کہ نفس مطیع اور فرماں بردار ہو جائے چنانچہ "یا قہارُ" "یا جبارُ" "یا متکبرُ" کا ذکر اور ان کے بعد اسماء مثلاً "یا ملکُ" "یا قدوسُ" "یا علیمُ" پھر اس کے بعد اسم ہائے مشترک جیسے یا مومنُ یا مھیمنُ۔ اور جب اپنے میں انکساری اور تواضع دیکھے تو پہلے اسماء جمالی میں مشغول ہو پھر اسماء مشترک اور پھر اسماء جلالی میں۔ اس طرح مشغول رہے تاکہ قلب صاف ہو جائے اور ذکر دل میں ٹھہرنے لگے۔ اور ننانوے ناموں کا ذکر تلوین کہلاتا ہے۔ پھر مقام تمکین میں ذکر اسم اللہ کی اسم ذات ہے۔ ننانوے نام صفاتی اسم ہیں۔ جب تک اسماء صفاتی کا ذکر ہے عالم تلوین میں ہے اور جب اسم ذات کے ذکر کو پہنچے تو اسکی گرمی سے جسم فانی جل جائے اور کمزور ہو جائے یہاں فنا حاصل ہو۔ فنا کا مطلب ہے فانی جسم کا محو کرنا اور جب اپنے سے فانی ہوگیا تو باقی ہوگیا۔ پس سچے مرید کو بغیر ذکر دل کی کشادگی نہیں ملتی۔ اور جب دل روشن ہو جائے تو چیزوں کی حقیقت اس پر

ظاہر ہو جائے گی۔ اور عالم ارواح میں ملاقاتیں ہونگی۔ ذکر حقیقی کہ شہود حق ہے اس منزل میں حاصل ہوگا۔ حق کا جلوہ ہر شے میں نظر آنے لگے گا۔

حضرت سیّد ابراہیم ایرجی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ فاضل عقلمنداور تمام علوم عقلی و نقلی میں کامل اور رسم و حقیقت پر پوری دسترس رکھنے والے تھے۔ بہت سی کتابیں ہر علم میں تحریر اور تصیح فرمائیں۔ اور ان کی مشکلات حل کیں کہ جس کی کسی میں تھوڑی سی سمجھ بھی ہو ان کی کتاب دیکھنا بھی کافی ہے استاد کی ضرورت نہیں۔ اس زمانے مین اتنا عقلمند اور کوئی نہیں تھا۔ ان کے بعد ان کی کتب خانہ سے اس قدر کتابیں جن میں اکثران کے ہاتھ کی تحریر شدہ برآمد ہوئیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ہمیشہ اپنے حجرہ میں مطالعہ اور کتابوں کی تصیح میں مشغول رہتے اور درس کم دیتے۔ شیخ عبدالعزیز حسن رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے صوفیا ان سے مختلف علوم حاصل کرتے اور مشائخ اعظام اور جید علماء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ شیخ امان پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اگر سید صاحب مہربانی کر کے زیادہ وقت مجالس کو دیتے تو درویشوں کا ایک بڑا گروہ فائدہ اٹھاتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ بہاؤالدین انصاری نور اللہ مرقدہ کے مرید ہیں اور جو رسالہ حضرت انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے شطاریہ پر لکھا ان کیلئے تھا۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے بغیر واسطہ کے حضرت شیخ نظام الدین اولیا زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ پایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سلطان سکندر کے عہد کے آخر میں دہلی میں تھے۔ اور ۹۵۳ ہجری میں اسلام شاہ کے عہد حکومت میں ۹۵۳ ہجری میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک مقبرہ سلطان المشائخ میں حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کے پیچھے ہے۔ لکھا ہے کہ منڈوی میں آدھی رات تک کتابوں کا مطالعہ کرتے اور باقی نصف رات عبادت میں گذارتے۔ تدریس

کے عہدے پر تھے۔ انہی دنوں ایک بڑے تبحر عالم شاہ جہاں نام کے تشریف لائے حضرت ایرجی رحمتہ اللہ علیہ نے وظیفہ جو تدریس کا ملتا تھا چھوڑ دیا اور دوبارہ علم حاصل کرنا شروع کیا اور جو پہلے پڑھا تھا دہرایا۔ ہر روز دو جزو کی کتابت کرتے تھے۔ اک جزو برائے ضروریات روزمرہ اور ایک جزو برائے کتب مطالعہ۔ آپ باکمال خوشنویس تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے استاد کی عادت تھی کہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر نماز اشراق کیلئے دوبارہ وضو کرتے اس وقت میں کہ وہ استنجا کو جاتے حکم تھا کہ چار مریض جن کو علاج کی ضرورت ہو حاضر رہیں۔ ایک دن ایک عورت کا قارورہ پیش کیا گیا کہ نہایت سرخ تھا۔ استاد نے حرارت مزاج کی دور کرنیکو ٹھنڈی چیزیں استعمال کرنے کو کہا وہ شخص جب باہر آیا تو سید ابرہیم رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے حالات تفصیل سے پوچھے تو معلوم ہوا کہ اس عورت کو حالت نفاس جاری ہے۔ اس وجہ سے پیشاب سرخ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جاکر استاد کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ آج اس سیدزادہ نے مجھے ایک قتل سے بچا لیا۔ اور پھر سید صاحب پر بہت عنایت کرنے لگے۔

حضرت شیخ محمد بیکھارے رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سید ابراہیم ایرجی رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگ خلیفہ تھے۔ ان کے مرید قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیارحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت قاضی ضیاالدین المعروف بہ قاضی جیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب حال اور صاحب کرامات و برکات بزرگ تھے اور علوم کسبی و وہبی پورا حصہ پایا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ اوائل عمر میں ہی علم حاصل کرنے گجرات احمد آباد تشریف لے گئے۔ ایک دن جنگل میں راستہ بھول گئے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام آگئے اور کہا کہ چالیس دن میرے پاس رہو۔ قاضی صاحب نے

چالیس دن ان کے پاس قیام کیا اور تمام علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد گجرات احمد آباد میں شیخ وجہہ الدین گجراتی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ میں آئے۔ شیخ وجہہ الدین کو دیکھا کہ بڑی پریشانی کی حالت میں ہیں کبھی گھر میں جاتے ہیں کبھی باہر آتے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر قاضی صاحب مسکرائے طالب علموں کی جماعت جو درس کیلئے حاضر ہوئی تھی انہوں نے پوچھا اے لڑکے کیوں ہنستا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا اگر تمہارا استاد یہ مقرر کردے کہ تم سب سے پہلے سبق مجھے دیا کرے تو میں اس جن کو دفع کر دوں جو ان کی لڑکی اور تمام اہل خانہ کو تکلیف دے رہا ہے۔ اس بار شیخ باہر آئے تو طالب علموں نے ان سے کہا کہ یہ لڑکا اس طرح کہتا ہے شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا۔ قاضی صاحب نے ایک بوتل منگوائی اور موکلوں کی مدد سے اس جن کو بوتل میں قید کردیا۔ بعد ازاں شیخ وجہہ الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اس لڑکی کا نکاح آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کر دیا۔ کچھ عرصہ گجرات میں علم حاصل کیا اور حرمین شریف کی زیارت کو چلے گئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے ایک رات روضہ مقدسہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام میں قیام کیا۔ یہاں تک کہ کلید بردار روضہ کو حکم ہوا جس نے پیشوائی کر کے زیارت کرائی۔ آپ نے زیادہ سے زیادہ گیارہ آدمی مرید کئے کہ ان میں سے ہر ایک عالم اور عارف ربانی تھا۔ اور کلام پاک کا حافظ تھا۔ وصال صدملال کے وقت فرمایا کہ میرا لڑکا حاجی فضیل مجھے غسل دے گا اور تجہیز و تکفین کرے گا۔ لوگ تعجب کرتے تھے کہ حاجی فضیل مدینہ منورہ میں رہتے ہیں اور کس طرح تجہیز و تکفین کے وقت پہنچ سکیں گے۔ اچانک دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا دوڑائے آرہا ہے۔ جب پہنچا تو دیکھا کہ وہ حاجی فضیل ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک نبوتن میں ہے جو موھان کی طرف ایک گاؤں ہے۔ وصال آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بائیس رجب کو ہوا۔ شیخ جمال اولیا جنکو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت سلسلہ قادریہ کا دیا تھا کے حالات سلسلہ چشتیہ میں بیان ہونگے۔

پیران سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ

قارئین کتاب ہذا کو معلوم ہو کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بعض بزرگوں کا سلسلہ امیرالمومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طریقہ سے پہنچتا ہے کہ ابو یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فیض نصیب ہوا ائمہ اثنا عشرہ کا ذکر سلسلہ قادریہ کے تحت ہو چکا ہے اب سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر شروع ہوتا ہے کہ یہ دونوں سلاسل (نقشبندیہ اور قادریہ) ایک ہی اصل کی دو شاخیں ہیں جن کا آغاز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہے۔

حضرت ابویزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اعظم اولیا اور اکبر مشائخ اور قطب عالم ہوئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ریاضت ہائے اور کرامات بے شمار ہیں۔ اور حقیقتوں کے بھید پر ان کی نظر مکمل تھی اور ہمیشہ مقامات قرب میں انس و محبت میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جسم مجاہدہ میں پیوست اور دل مشاہدہ میں غرق رہتا تھا۔ کسی اور کو طریقت کے معانی اور علم کی حقیقتوں سے اس قدر بہرہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت

جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:-

کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ ہمارے درمیان وہی فضیلت رکھتے ہیں

جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیگر ملائکہ پر ہے

اور یہ توحید کے میدان میں چلنے والوں کی نہایت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں کی ابتدا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دادا محترم پہلے آتش پرست تھے مابعد مشرف اسلام ہوئے اور حضرت ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کے والدہ .سطام کے بزرگوں میں سے تھے جو تیس سال شام کے جنگلوں میں گھومتے رہے اور ریاضیت کرتے رہے ۔ اور ہمیشہ بیخوابی اور بھوک برداشت کرتے رہے اور ایک سو تیرہ پیروں کی خدمت کی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا اور تربیت پائی ۱۳۰ ہجری میں انتقال صد ملال ہواء۔ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابویزید مشائخ میں سب سے افضل ترین ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی صفائی کرتے تھے۔ (یعنی پانی بھرتے تھے) ایک روز امام صاحب نے فرمایا کہ وہ کتاب جو طاق صفہ میں رکھی ہے لے آؤ۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ طاق کونسا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اتنی مدت سے یہاں رہتے ہو اور گھر کے طاق نہیں جانتے بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی کہ:-

میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتا

رہوں اور فیض پاتا رہوں نہ کہ طاق دیکھنے میں نظر ضائع کروں

امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پس اپنا جبہ ان کو پہنا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بایزید یحیی بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور ۲۶۲ ہجری میں وصال صد ملال ہوا۔ سید شریف جرجانی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح واقف میں ذکر کیا ہے کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے روحانی حقائق حضرت امام جعفر صادق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کئے لیکن معجم البلدان میں لکھا ہے کہ بسطام ایک بڑا شہر ہے اور میں نے ابویزید طیفور بن عیسیٰ بن سروسان زاہد بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو شہر کے بازار کے کنارے دیکھا ہے اور اسی شہر سے ابویزید طیفور بن آدم بن عیسیٰ بن علی بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابویزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ دو شخص ہیں ایک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں تھا اور دوسرا یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں تھا۔ نقل ہے کہ احمد خضرویہ بایزید کو دیکھنے گئے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اے احمد کب تک سیاحت کرتے رہو گے۔ احمد نے کہا پانی ٹھہرا رہے تو گندہ ہو جاتا ہے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے احمد دریا کیوں نہیں ہو جاتا ہے کہ نقص پیدا ہی نہ ہو۔ ایک دن احمد نے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے دعا کی کہ اے رب میری امیدوں کو اپنے آپ سے نہ کاٹ۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے دعا کی کہ یا رب میری امیدوں کو اپنے سے کاٹ دے۔ خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ:۔

جو کچھ احمد نے کہا وہ عام بات ہے اور بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا وہ خاص ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے تو رطب اللسان ہوئے اسلام علیک یا سید المرسلین۔ آواز آئی وعلیک اسلام اے سلطان العارفین۔ ایک دفعہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد پیش امام نے پوچھا کہ تمہیں روزی کہاں سے ملتی ہے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:۔

ذرا ٹھہر جائیں میں نماز لوٹا لوں پھر تجھے جواب دونگا۔۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ بیٹھا ہوں جو رزاق کو نہیں پہنچاتا

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:۔

ایک رات اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیری طرف
راستہ کس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے آپ سے گذر جا مجھ تک پہنچ جائیگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ:۔

بہشت اور جو کچھ اسمیں ہے اور دونوں جہانوں کی مالکی مجھے دیں
اسکو اللہ تعالیٰ کے شوق اور یاد میں نکلی ہوئی ایک آہ سحر گاہی
کے بدلے نہ لوں بلکہ ایک سانس کہ اس کے واد محبت میں لوں
اپنی اور ہزار عالم کی ملکیت اسکے برابر نہ ہو

آپؒ کا ہی قول ہے:۔

کہ تیس سال خدا کو یاد کرتا رہا جب صاف نظر آیا وہ خود میرا
حجاب تھا۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کونسا ہے تو فرمایا کہ:۔

تو راستہ میں سے اٹھ جا کہ بے خبر حق تک پہنچ جائے۔ اندھا
اور بہرہ اور گونگا بن کر

ان کا قول ہے:۔

نفس کو بھولنا حق کو یاد کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو کوئی حق کو
حق سے پہنچانے زندہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی حق کو اپنے سے
پہچانے خالی ہو جاتا ہے۔

انہوں نے فرمایا:۔

جو کوئی حق کا عارف ہے جاہل ہے اور جو کوئی حق سے جاہل ہے

عارف ہے لہ

ایک دفعہ خلوت میں ان کی زبان مبارک سے نکلا میں سبحان ہوں میری کیا اونچی شان ہے ؟ جب اپنے آپ میں واپس آئے مریدوں نے اس حال سے خبردار کیا تو فرمایا:۔

بایزید کی خدائی کے دشمن رہو۔ اگر دوبارہ یہ بات سنو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ہر کسی کو ایک ایک چھری دیدی۔ جب دوبارہ ان کی زبان سے نکلا تو مریدوں نے ان کے کہنے کے مطابق ارادہ کیا تو دیکھا کہ تمام گھر حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پر ہے۔ مرید چھریاں مارتے تھے مگر کارگر نہیں ہوتی تھیں۔ جب ایک ساعت گذری وہ حالت ختم ہوئی۔ کچھ چڑیاں محراب میں مردہ پڑی تھیں۔ اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ میں جان آئی تو فرمایا کہ وہ بایزید نہ تھا۔ بایزید یہ ہے۔ جسکو اب دیکھتے ہو۔

آخر کار اس کمال و عروج جلوہ افروز ہوئے کہ جو کچھ ان کے دل پر گذرتا تھا اسی وقت ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ اور جب یاد الٰہی میں ہمہ تن گوش ہوتے تو پیشاب کی بجائے خون جاری ہو جاتا تھا۔ ان کا قول ہے کہ:۔

تیس سال حق آئینہ رہا اب میں خود آئینہ ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا۔ اب حق تعالیٰ خود میرا آئینہ ہے اور جو کچھ کہتا ہوں وہ حق تعالیٰ میری زبان سے کہتا ہے اور میں درمیان سے غائب ہوں۔

لہ جو کوئی حق کا عارف ہے اقبال نہیں کرتا تاکہ اسے عرفان ہے جو دعوے کرتا ہے وہ عارف نہیں (مترجم)۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال ۱۵شعبان ۲۶۱ ہجری بمقام بسطام ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس وہیں ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

زمانہ کا شرف اور اپنے وقت کے یکتا نہایت بزرگ تھے۔ وقت کے سب اولیا ان کی مدح کرنیوالے تھے۔ ان کی نسبت سلطان العارفین ابویزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے اور سلوک میں ان کی تربیت شیخ ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت نے کی۔ شیخ ابو الحسن کی پیدائش حضرت شیخ ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز میں کچھ فرق تھا الحمد کو الد کہتے تھے۔ عشاء کی نماز خرقان میں پڑھتے اور بسطام چلے جاتے اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی تربت پر منہ خاک پر رکھتے اور کہتے یااللہ جو کچھ بایزید کو دیا ہے حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ کو بھی نصیب فرما دے اور واپس آکر فجر کی نماز دوستوں کے ساتھ خرقان میں پڑھتے۔ جب اس طرح بارہ سال گذر گئے تو حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی تربت مبارک سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن اب وقت آگیا ہے کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی کہ اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ میں ان پڑھ ہوں اور قرآن نہیں پڑھا ہے آواز آئی کہ جو کچھ مجھے ملا تیری برکتوں کی وجہ سے تھا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی یہ کس طرح ہوا آپ رحمتہ اللہ علیہ تو بیس سال پہلے رحلت فرما گئے۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے جب میں خرقان سے گذرتا تھا ایک نور دیکھتا تھا کہ آسمان تک جاتا تھا۔ تیس سال سے میں ایک حاجت کی وجہ سے عاجز تھا۔ آواز آئی اس نور کو وسیلہ بناؤ تاکہ حاجت بر آئے۔ میں نے پوچھا

کیا ہے ؟ ہاتف غیبی نے کہا یہ ایک بندہ کا نور ہے کہ اسکو ابوالحسن کہیں گے۔ پس ابوالحسن واپس خرقان آئے۔ چوبیں دن میں کلام پاک پڑھ لیا۔ اور اس مقام پر پہنچے کہ جسے پہنچنا کہتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ رات کو نماز پڑھتے تھے کہ:۔

آواز سنی اے ابو الحسن چاہتا ہے کہ جو تیرے بارے میں ہم جانتے ہیں خلقت کو بتا دیں۔ تاکہ تجھے سنگسار کر دیں ۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی:۔

یااللہ پسند کرے گا کہ جو تیری رحمت کے بارے میں جانتا ہوں ظاہر کر دوں تاکہ کوئی سجدہ نہ کرے۔ آواز آئی کہ نہ تم کہو نہ ہم کہتے ہیں ۔

لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے۔ فرمایا کہ:۔

گودڑی اور سجادہ سے صوفی نہیں بنتا۔ صوفیوں کی سی رسم اور عادتوں سے صوفی نہیں بنتا۔ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ ہو اور انہوں نے فرمایا صوفی وہ ہے کہ ان کو سورج کی حاجت نہ ہو اور رات کو چاند ستاروں کی ضرورت نہ ہو اس طرح نیست ہو جائے کہ ہستی کیلئے کسی چیز کی حاجت نہ رہے ۔

ان سے پوچھا گیا کہ اخلاص کیا ہے ؟ جواباً" فرمایا کہ:۔

جو کچھ حق تعالیٰ کیلئے کرے اخلاص ہے اور جو مخلوق کیلئے کرے ریا ہے ۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا یہ چاہتا ہوں کچھ نہ چاہوں۔ حضرت خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی ایک خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

سب دلوں سے روشن وہ دل ہے کہ جس میں مخلوق نہ ہو۔ اور بہترین کام یہ ہے کہ صوفی کی زندگی حق کے ساتھ ہو

اور فرمایا کہ آج چالیس سال ہوئے کہ ایک ہی وقت (حالت) میں ہوں کہ حق تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا اور کسی کو نہیں پاتا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال بروز منگل کی رات عاشورے کے دن ۴۲۵ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ عارف ربانی اور قطب صمدانی تھے۔ اپنے وقت میں ان کا ثانی نہ تھا۔ تمام طالبوں کو اس بات پر اعتماد تھا کہ مریدوں کے حالات و واقعات سے پوری طرح باخبر ہوتے ہیں۔ غیر معمولی دانش ظاہر تھی اور انواع علوم کے ماہر تھے۔ صاحب کشف المحجوب المخدوم السید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

> مجھ پر ایک واقعہ پڑا اور میرے لئے اُس کا حل دشوار تھا۔ شیخ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کی طرف گیا اور ان کو مسجد میں پایا جو ان کے مکان کے سامنے تھی اور اکیلے بیٹھے تھے۔ میرے واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ مجھے بغیر پوچھے جواب مل گیا۔ میں نے کہا اے شیخ یہ کس طرح ہے؟ فرمایا اے بیٹے اس ستون کو اللہ نے میرے ساتھ گویا کر دیا تاکہ وہ میرے سے یہ سوال کرے (مجھے معلوم ہو گیا)۔

آپؒ کی علم باطن میں دو طرف نسبت ہے ایک شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسری شیخ عثمان مغربی رحمتہ اللہ علیہ سے جن کو فیض بو علی کاتب رحمتہ اللہ علیہ سے اور ان کو علی رودباری نور اللہ مرقدہ' سے ملا تھا اور علی رودباری رحمتہ اللہ علیہ کو فیض حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔ نقل ہے کہ جس وقت حضرت شیخ ابوالقاسم

گرگانی رحمتہ اللہ علیہ اور ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ طوس میں ایک تخت پر بیٹھے تھے اور تمام مریدان ان کے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

جو چاہے کہ دو بادشاہ ایک وقت میں ایک تخت پر دیکھے تو کہے
ایک درویش جو حاضر تھا اس میں دو نو بزرگوں نے دیکھا حق
تعالیٰ نے اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے اور شیخ کے قول کی
سچائی اس پر ظاہر ہو گئی۔

درویش نے دل میں کہا کیا ان دونوں سے بزرگ تر کوئی آدمی روئے زمین پر نہیں۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مختصر ملک ہو گا جس میں ہر روز ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ اور ابو سعید جیسے ستر ہزار آدمی پیدا نہ ہوں اور ستر ہزار مر نہ جاتے ہوں ' ابوالقاسم نور اللہ مرقدہ' کا قول ہے کہ

سب گناہوں کے کرتے وقت انسان ہوش میں ہوتا ہے سوائے
نشہ کے وقت کے کہ عقل جس سے سلیمانی کرتا ہے کس طرح
معزول ہو جاتی ہے اور غصہ اور شہوت کے قوی کہ دیو ہیں
خروش میں آتے ہیں اور انسان کی ولایت خراب کرتے ہیں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال پر ملال ۴۵۰ ہجری میں ہوا ۔

حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام فضل بن عمر ہے۔ خراسان کے شیخ الشیوخ اور اپنے وقت کے پیشوا تھے۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور حضرت ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ سے تربیت پائی اور جب طوس میں آئے شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھہرے اور لمبی مدت تک مختلف قسم کی

ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے پھر شیخ نے مجلس وعظ کا حکم دیا اور اپنے لڑکے کو اس کام سے ہٹا دیا۔ حضرت خواجہ فارمدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ حضرت شیخ ابوالقاسم نور اللہ مرقدہ' مجھے مجلس بلانے کے لئے کہیں حضرت شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ مہنہ سے طوس آئے تھے میں ان کی خدمت میں گیا انہوں نے کہا اے علی جلد ہی ہو گا کہ تجھے طوطی کی طرح گفتگو میں لائیں گے۔ شیخ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کو مجلس کا حکم دیئے زیادہ وقت نہ گزرا کہ مجھ پر سخن کشادہ ہو گیا۔ حضرت ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس وقت جب استاد ابوالقاسم قیشری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا جو حالت مجھ پر ظاہر ہوتی ان سے کہتا۔ وہ مجھ سے کہتے اے بیٹے جا علم سیکھنے میں مشغول رہ۔ تین سال علم سیکھنے میں مشغول رہا ایک دن قلم دوات کے اندر سے سفید نکلا۔ میں نے استاد سے بتایا انہوں نے فرمایا جب علم تیرے سے ہاتھ کھینچتا ہے تو بھی اسے چھوڑ دے اور معاملہ (طریقت) میں مشغول ہو جا۔ ایک دن استاد اکیلا حمام گیا تھا۔ میں نے پیچھے جا کر چند ڈول ان کے حمام میں ڈال دیئے۔ استاد نے حمام سے نکل کر نماز ادا کی پھر پوچھا یہ کون تھا؟ جس نے پانی حمام میں ڈالا تھا۔ میں نے کہا میں تھا۔ استاد نے کہا اے ابو علی جو کچھ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ نے ستر سال میں حاصل کیا تو نے ایک ڈول پانی ڈال کر حاصل کر لیا۔ پس کچھ عرصہ استاد کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ کیا یہاں تک کہ ایک دن مجھے چاشنی ملی کہ اس حالت میں گم ہو گیا۔ یہ واقعہ میں نے استاد سے بتایا۔ انہوں نے کہا اے ابو علی میرا طریقہ اس سے اوپر نہیں لے جا سکتا۔ تو اس سے اوپر ہے اس کا راستہ مجھے بھی نہیں آتا۔ میں نے سوچا اب مجھے ایسے پیر کی ضرورت ہے جو اس سے اوپر کے مقام پر لے جائے میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام سنا تھا اس لئے طوس کا راستہ لیا اور ان کی خدمت میں پہنچ گیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور کہا

آ اے ابو علی کیا چاہتا ہے ؟ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور انہیں اپنا واقعہ سنایا شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تیری ابتدا مبارک ہو ابھی کسی درجہ پر نہیں پہنچا ہے اگر تجھے تربیت ملے تو درجہ بزرگ پائے گا۔ میں نے سوچا یہی میرا پیر ہے اور ان کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے مجلس برپا کرنے کا حکم دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴۳۵ ھجری میں ہوئی اور ۵۱۱ ھجری میں رحلت فرمائی۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نور اللہ مرقدہ'

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ صاحب حال اور عطاء کثیرہ اور مقامات بلند رکھتے تھے۔ وقت کے غوث اور قطب زمانہ تھے۔ اٹھارہ سال کے تھے کہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے اور بہت سے جید علماء سے بغداد' اصفہان اور سمرقند میں احادیث کی سماعت کی۔ اس کے بعد تعلیم طریقہء عبادت کو داغ مفارقت دے کر طریقہء عبادت ریاضت و مجاہدہ اختیار کیا اور شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت قائم کی اور شیخ عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ جو دینی اور شیخ حسن سیمنانی نور اللہ مرقدہ سے بھی صحبت تھی اور ساٹھ سال سے زیادہ ارشاد کے سجادہ پر مرویں گزرے بڑے مقبول تھے اور بہت ہی مخلوق خدا نے فائدہ حاصل کیا۔ ولادت باسعادت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ۴۴۰ ھجری میں ہوئی اور انتقال پرملال ۵۳۵ ھجری میں نقل ہے کہ بغداد کے نظامیہ میں وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک فقیہہ ابن سقا نام اٹھا اور ایک مسئلہ پوچھا حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹھ جا۔ تیری گفتگو سے کفر کی بدبو آتی ہے میرا خیال ہے کہ تیری موت دین اسلام پر نہ ہو گی کچھ عرصہ بعد عیسائی ایلچی قیصر روم کا خلیفہ کی طرف آیا۔ ابن سقا نے اس کی صحبت اختیار کی اور اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا بادشاہ روم کا مصاحب ہو گیا اور عیسائی مذہب اختیار کیا اور اسی دین پر مرا۔

کہتے ہیں ابن سقا کو قران حفظ تھا۔ مرض موت میں اس سے پوچھا گیا کہ قران سے تجھے کچھ یاد ہے۔ اس نے کہا کچھ باقی نہیں رہا سوائے اس آیت کریمہ کے " رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ "[1] قیامت کے دن کافر تمنا کریں گے کاش ہم مسلمان ہوتے۔ اور بعض ابن سقا کے قصہ کو دوسری طرح بیان کرتے ہیں۔ حضرت شیخ السید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے احوال میں کتابوں میں تحریر ہے کہ بغداد شریف میں ایک قوی بزرگ تھے جن کو شیخ کہتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ عبد اللہ جو علماء شام سے تھا۔ ابن سقا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان کی زیارت کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ابن سقا نے کہا اس سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب اسے نہیں آئے گا اور عبداللہ نے کہا کہ مسئلہ اس سے پوچھوں گا اور دیکھوں گا کہ کیا کہتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا معاذ اللہ کیا ان سے کچھ پوچھوں ؟ جاتا ہوں اور انکے انتظار کی برکت حاصل کروں گا جب یہ پہنچے تو دیکھا کہ بزرگ اپنی جگہ پر نہیں ہیں۔ ایک ساعت کے بعد دیکھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے غصہ سے ابن سقا کی طرف دیکھا اور کہا افسوس تجھ پر اے ابن سقا مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے جس کا جواب مجھے نہ آئے۔ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر شعلہ مارتی ہے۔ اس کے بعد عبداللہ سے کہا مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے کہ میں اس کا جواب کیا دوں گا ؟ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ دیکھ رہا ہوں دنیا تجھے کان سے پکڑے گی۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ سے کہا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کیا ہے اس ادب سے جو تم کرتے ہو میں دیکھتا ہوں کہ بغداد شریف میں منبر پر کہہ رہے ہو " قدمی ھذا علیٰ رقبتہ کل ولی اللہ " اور تینوں دوستوں کو جو کچھ کہا تھا پیش آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ بزرگ حضرت غوث خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

[1] الحجر : ۲

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب زمانہ تھے اور اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ اپنی روش کو غیروں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ ان کے والد خواجہ عبدالجمیل رحمتہ اللہ علیہ ملک روم میں زمانہ کے پیشوا تھے جن کو حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ حضرت عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کی بشارت دی تھی کچھ عرصہ بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد روم سے غجدوان آکر اقامت پذیر ہوئے جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ تولد ہوئے۔ آپ کو ذکر قلبی جوانی میں حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل ہوا جس پر ہمیشگی کی۔ شروع زندگی سے آخر تک لوگوں میں مقبول رہے۔ جب شیخ الشیوخ عارف ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ بخارا تشریف لائے خواجہ عبدالخالق ان کی خدمت میں پہنچے اور جب تک حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ بخارا میں رہے وہیں حاضر رہے۔

اگرچہ حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مصاحبین کا طریقہ ذکر جہر تھا لیکن خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے تلقین ذکر خفی کی لی تھی ذکر خفی شروع کیا۔ خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں تبدیلی نہ کی اور فرمایا جس طرح سے مامور ہو کرتے رہو۔ جب حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ خراسان چلے آئے تو حضرت خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ ریاضت میں مشغول ہوئے رفتہ رفتہ اتنی ترقی ہوئی کہ ہر نماز کے وقت کعبہ اللہ میں چلے جاتے تھے اور آجاتے تھے۔ ایک درویش نے خواجہ موصوف کے سامنے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ اور بہشت میں اختیار دے تو میں دوزخ اختیار کروں کیونکہ میں نے تمام عمر نفس کی آرزو نہیں مانی اس لئے بہشت میں جانا میرے نفس کی مراد ہو جائے گی اور دوزخ جانا حق تعالیٰ کی مراد۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات رد کر دی اور فرمایا

بندہ کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں کا حکم ہو چلا جائے جس جگہ کہا
جائے رہو تو رہے۔ یہ بندگی ہے نہ کہ وہ جو تو کہتا ہے۔

اس درویش نے کہا کہ شیطان کو طریقت کے راستہ پر چلنے والوں پر کوئی دسترس نہیں۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

ہر چلنے والا جو فنائے نفس کی حد کے شروع پر پہنچا جب غصہ میں ہوتا ہے اس پر شیطان قابو پا لیتا ہے لیکن وہ جو فنا نفس کی تکمیل کر چکے ہیں ان کو غصہ نہیں آتا۔ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہو گی وہاں سے شیطان بھاگتا ہے اور فناء نفس والوں کی یہ صفت تسلیم شدہ ہے کہ رخ حق کے راستہ پر ہوتا ہے۔ کتاب حق تعالیٰ دائیں ہاتھ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں اور اُن کے درمیان سلوک کا راستہ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ کے اقوال سے آٹھ کلمہ ہیں جو خواجگان نقشبندیہ کے طریقہ کی بنیاد ہیں۔

(۱) ہوش در دم۔

(۲) نظر بر قدم۔

(۳) سفر در وطن۔

(۴) خلوت در انجمن۔

(۵) یاد کرد۔

(۶) باز گشت۔

(۷) نگہداشت۔

(۸) یادداشت ۔

اور ان کلمات کی شرح سلسلہ کی کتابوں میں درج ہیں۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کے تین خلیفہ تھے۔ خواجہ احمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ ' خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ اولیا کلان رحمتہ اللہ علیہ۔ جائے پیدائش و مدفن خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ کا ریوگر ہے کہ بخارا کے دیہات سے ایک گاؤں ہے جو غجدوان سے ڈیڑھ میل ہے۔ خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفوں میں سے خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت و ارادت خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ کے کامل و افضل مریدوں میں سے ہیں۔ خلافت و اجازت ارشاد سے ممتاز ہوئے۔ ان کی جائے پیدائش انجیر فغنوی ہے جو بخارا کے علاقہ میں موضع واحکن کے قریب ایک گاؤں ہے جو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے خواجہ محمود واحکن میں رہتے تھے اور مزار مبارک وہیں ہے۔ ان کا پیشہ گلکاری تھا جس سے اپنی روزمرہ کی ضرویات پوری کرتے تھے۔ خواجہ نے طالبوں کی مصلحت (حالت) سے ذکر جہر اختیار کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس وجہ سے ذکر جہر اختیار کیا تو کہا سوئے ہوؤں کو جگانے کے لئے اور راہ پر لانے کے لئے۔ خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ کہ ان کے صاحب کمال مصاحبین میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ کسی درویش کو خواجہ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو پوچھا اس زمانہ میں کس شیخ کے ہاتھ پر اقتدا کی جائے حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ محمود فغنوی کہا۔

حضرت خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا لقب عزیزان ہے۔ مقامات عالی اور ظاہری کرامات سے مالا مال تھے اور بافندگی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ عارف جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اشارت بانشان ہے جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے مشدے

بندہ اعیان بخارا صاحب نساج را

ترجمہ:۔ اگر حال کا علم قال سے اعلیٰ مرتبہ پر نہ ہوتا تو بخارا کے شرفا حضرت نساج کے تابع نہ ہوتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت قصبہ رامتین میں ہوئی جو بخارا سے تین میل ہے۔ آپ کا مزار مبارک خوارزم میں مرجع خلائق ہے۔ شیخ فخر الدین نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ جو زمانے کے جید عالم تھے انہوں نے ایک دن حضرت رامتینی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ روز ازل سوال ہوا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے ہاں میں جواب دیا لیکن یوم حشر کو جب حق سبحانہ تعالیٰ کہے گا کہ آج کس کی بادشاہیت (لمن الملک الیوم) ہے تو کوئی بھی جواب نہیں دے گا یہ کیوں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

یوم ازل شرعی لوازمات تھیں اس لئے شرعاً" کہا گیا اور حشر کو شرعیہ لوازمات دور ہونے کا دن ہے اور عالم حقیقت کی ابتدا ہو گی اور حقیقت کہنے میں نہیں آ سکتی ضروری ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ خود جواب دے کہ بادشاہی صرف اللہ واحد القہار کی ہے۔

ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں۔

باہر کہ نشستے و نشد جمع دلت
وز تو نرمید زحمت آب و گلت
از صحبت وے گر تبرا نہ کنی
ہرگز نکند روح عزیزان بحلت

ترجمہ :۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تیرے دل کو جمعیت حاصل نہ ہو اور تیری پریشانی دور نہ ہو اگر اس کی صحبت سے بیزاری نہ کرے تو روح عزیزان تجھے کبھی معاف نہ کرے۔

چوں ذکر بدل رسد قلب درد کند
آن ذکر بود کہ مرد را فرد کند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد
لیکن دو جہاں بردل تو سرد کند

ترجمہ :۔ جب ذکر اللہ دل میں پہنچتا ہے تو دل میں درد ہوتا ہے اس ذکر سے آدمی مدھم عاجز ہو جاتا ہے حالانکہ اس میں آگ کی خاصیت ہے لیکن دونوں جہانوں سے تیرے دل کو سرد کر دے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال پر ملال ۷۲۱ ہجری میں ہوا۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت عزیزان رحمتہ اللہ علیہ کے مصاجین میں سب سے بزرگ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سماس میں ہوئی جو رامتین کے دیہات سے ہے اور شہر سے ایک میل دور ہے آپ کی قبر مبارک بھی وہیں ہے۔ آپؒ نے حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کو فرزندی میں قبول کیا۔ وہ اس طرح کہ جب بھی آپؒ کا گزر

قصر ہندوان سے ہوتا تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی خشبو آتی ہے اور جلد ہی قصر ہندوان قصر عرفان ہو گا ایک دن کلال نے کہ آپ کے خلفا سے تھا قصر مذکور کی طرف توجہ کی تو فرمایا وہ خوشبو زیادہ ہو گئی ہے شاید کہ وہ مرد تولد ہو گیا ہے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ پہنچے تو حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کو پیدا ہوئے تین دن ہوئے تھے۔ ان کے جد نے بڑی نیاز سے خواجہ محمد باباؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو قبول کیا اور مصاحبین کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ اس مرد کی خوشبو بتاتی ہے کہ یہ زمانہ کا پیشوا ہو گا اور امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ میرے فرزند حضرت بہا الدین نور اللہ مرقدہ' کے حق میں تربیت اور مہربانی سے دریغ نہ کرنا اگر قصور کرے گا تو معاف نہ کروں گا۔ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وصیت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ میں قصور کروں تو مرد نہیں۔ حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے چاہا کہ اہل اللہ سے ہو جاؤں تو میرا دادا مجھے بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا کہ ان کے قدموں کی برکت سے منزل پر پہنچوں۔ جب آپؒ کے دیدار کا شرف ملا تو پہلی کرامت جو دیکھی یہ تھی کہ رات کو میرے اندر شکر گزاری کی کیفت اور رقت پیدا ہوئی۔ میں اٹھا اور مسجد میں آیا۔ دو رکعت نماز گزاری اور سر سجدہ میں رکھ کر عاجزی و زاری شروع کی اور میری زبان سے نکلا کہ یا اللہ اپنی بلا کو اٹھانے کی اور محنت کو برداشت کرنے کی قوت دے اور اپنی محبت عطا فرما۔ جب صبح کو خواجہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹے دعا میں یہ کہنا چاہیئے کہ الہی جس حالت میں تیری رضا اس میں اپنے فضل و کرم سے رکھ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنی دوستی میں بلا بھیجے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس کے اٹھانے کی قوت دیتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے اختیار

سے بلا طلب کرنا نہایت سختی ہے اور گستاخی ہے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال شریف ۱۰ جمادی الاخر ۷۵۵ ہجری کو سماس میں ہوا اور وہیں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت سیّد امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ارادت صحبت، تعلیم سلوک و طریقت کے آداب اور ذکر اذکار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے زیر تربیت ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و کرامات عجیب تھیں۔ جب امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ جوان ہوئے تو کشتی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گرد ہنگامہ ہوتا تھا۔ ایک روز ایک شخص کے دل میں خیال آیا کہ شریف سید زادہ زور آزمائی و کشتی گیری کرتا ہے اس کا کیا فائدہ ؟ یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ جب وہ شخص سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ دلدل میں گر گیا اور عاجز ہو گیا اچانک دیکھا کہ امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اس کے دونوں بازوں پکڑ کر اس کیچڑ سے باہر نکالا اور فرمایا کہ میں زور آزمائی ایسے دنوں کے لئے کرتا ہوں۔ ایک دن حضرت محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کے اکھاڑے کی طرف سے گزرے اور ٹھہر کر ان کو دیکھتے رہے۔ بعضے مصاحب جو ساتھ تھے سوچنے لگے کہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ ایسے بدعتی پر کیوں متوجہ ہیں۔ خواجہ سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دنگل میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت سے مرد کمال کے درجہ ء روحانیت پر فائز المرام ہوں گے میری نظر اس پر ہے۔ چاہتا ہوں اسے شکار کروں۔ اس دوران امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جذبہ نے امیر کو ہلا دیا ۔ جب خواجہ صاحب چل پڑے سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ بے طاقت ہو گیا اور اکھاڑہ چھوڑ کر آپؒ کے پیچھے

روانہ ہو گیا۔ جب خواجہ صاحب گھر پہنچے تب ہی امیر کلال پہنچ گئے۔ امیر کو طریقہ بتایا اور فرزندی میں قبول کیا اور امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کو ایک دوسرے اکھاڑے یعنی طریقت میں اتار دیا۔ بیس سال متواتر خدمت و حاضری خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ میں رہے ہر ہفتہ میں دو بار اپنے گاؤں سوخار سے سماس کو جاتے یہ کوئی آٹھ میل کا فاصلہ ہے اور طریق پر شغل و اذکار کئے کہ کسی کو ان پر اطلاع نہ تھی۔ تربیت خواجہ میں تکمیل و ارشاد کے درجہ کو پہنچے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بروز جمعرات بوقت نماز فجر ۸ جمادی الاول کو قصبہ سوخار میں ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۸ جماد الاول ۷۷۲ ہجری بروز جمعرات ہی ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک قصبہ سوخارہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت محرم الحرام ۷۱۸ ہجری میں ہوئی اوائل عمر میں ہی ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار چہرہ مبارک سے ظاہر تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اسی عمر میں حضرت خواجہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرزندی میں قبول کیا اور تعلیم سلوک و طریقت امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ نے کی لیکن اویسی طریقہ سے تربیت حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت کر رہی تھی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ خواجگان میں خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ سے امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ذکر خفی اور ذکر جہر کو جمع کر دیا گیا تھا جب زمانہ ظہور حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کا آیا تو اس وجہ سے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ سے مامور تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر خفی اختیار کیا اور ذکر جہر سے اجتناب کیا۔ ایک مجمع عظیم میں امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب سے فرمایا کہ فرزند بہا الدین خواجہ محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ کا حکم آپؒ کے

بارے میں بجا لایا انہوں نے فرمایا تھا کہ جو تربیت تمہاری کی ہے وہ تم فرزند بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے لئے پوری کر دینا۔ میں نے ویسا کر دیا۔ اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ

پستان آپ کو فیض دیکر خشک کر دیئے ہیں۔ آپ کا روحانیت کا پرندہ بشریت کے انڈے سے باہر نکل آیا ہے لیکن تمہارے مرغ کی پرواز بلند ہے اب اجازت ہے کہ وہ جگہ جہاں تمہیں خوشبو آئے۔ وہاں سے طلب کریں۔

ایک دن امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ جب استاد شاگرد کو تربیت دیتا ہے تو ہر طرح چاہتا ہے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد میں دیکھے تاکہ اعتماد ہو جائے کہ تربیت نے جگہ پکڑی ہے۔ اگر شاگرد کے کام میں خلل دیکھے اس کی اصلاح کرے اور پھر فرمایا میرا فرزند امیر برہان رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہے اور کسی نے اس پر تصرف نہیں کیا اور تربیت نہیں کی ہے اس کی تربیت میں مشغول ہوں اس کے نتیجہ پر معلوم ہو گا اور آپ کی روحانی تحصیل پر اعتبار ہو گا۔ خواجہ امیر کلال برہان رحمتہ اللہ علیہ کے باطن پر متوجہ ہوئے ان کے باطن میں تصرف کیا فوراً" اس کا اثر امیر برہان رحمتہ اللہ علیہ کے باطن پر ظاہر ہوا اور بڑا حال ان پر ظاہر ہوا۔ حقیقی مدہوشی کا اثر ظہور ہوا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کے طریقہ کی بنیاد کن باتوں پر ہے۔ فرمایا

خلوت در انجمن یعنی بظاہر خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ اور فرمایا آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ[1] میں اشارہ اس طرف ہے کہ یقین کی طریقہ میں اس جسم طبعی کی نفی کرنی چاہیئے تاکہ اثبات معبود حقیقی کا ظہور ہو اور فرمایا کہ وجود

[1] النساء: ۱۳۶

کی نفی میرے نزدیک سب سے قریبی راستہ ہے لیکن اختیار کے
ترک اور اپنے اعمال کے قصور دیکھنے کے بغیر یہ حاصل نہیں
ہوتا۔ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ خلوت اختیار کرنے میں شہرت ہے
اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت ہم
نشینی میں ہے۔ بشرطیکہ دونوں نفی پر عمل پیرا ہوں۔

اور آپؒ کا قول ہے کہ توحید کے بھید تک پہنچنا آسان ہے لیکن معرفت کی شرط کے ساتھ پہنچنا مشکل ہے۔ مولانا جلال الدین خالدی نور اللہ مرقدہ' سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ متاخرین میں کن سے مناسبت رکھتا ہے انہوں نے کہا کہ اولین کی بات دو سو سال پرانی ہے۔ ولایت کے آثار جو حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ پر عنایت الٰہی سے نازل ہوئے ہیں متاخرین میں سے کسی پر بھی نہیں ہوئے۔ آپ کا وصال صد ملال بروز پیر بوقت رات ۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری کو ہوا۔ مزار پر انوار قصر عارفان میں ہے جو بخارا سے ڈیڑھ میل ہے اور یہی جائے پیدائش تھی۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم مصاحبین میں سے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز تھے۔ ان کی اصل چرخ سے ہے کہ غزنی کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں چلے گئے۔ مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالٰی کی عنایت سے جب طریقت کے راستہ کی طلب پیدا ہوئی تب حضرت خواجہ بہا الدین نور اللہ مرقدہ' کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا میں خودکشی قبول نہیں کرتا۔ آج رات دیکھوں گا کیا اشارہ ہوتا ہے؟ اس فکر میں کہ قبول کیا جاتا

ہوں کہ نہیں وہ رات مجھ پر بڑی سخت گزری کہ عمر میں اور کوئی ایسی رات نہ تھی۔ ڈرتے۔ خوفزدہ جب صبح کی نماز ان کے ساتھ پڑھی تو فرمایا مبارک ہو کہ بشارت قبول کے لئے ہوئی پھر اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع کر کے بیان کیا اور مجھے وقوف عددی میں مشغول کر دیا اور فرمایا پہلا قابل علم یہ سبق ہے۔ اس کے بعد اور اشغال میں رہا یہاں تک کہ مجھے سفر کی اجازت دی اور فرمایا کہ جو کچھ تمہیں یہاں سے ملا ہے خدا کے بندوں تک پہنچاؤ۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ سے صحبت رکھنا۔ خواجہ صاحب کے وصال مبارک کے وقت میں بدخشان پڑا تھا اور خواجہ علاء الدین صفانیاں میں تھے۔ انہوں نے اس فقیر کو خط لکھا کہ وصیت خواجہ نور اللہ مرقدہ' اس طرح تھی کہ ہم اکٹھے رہیں۔ تمہاری کیا مرضی ہے۔ میں صفانیاں چلا گیا اور ان کے ساتھ رہا یہاں تک کہ ان کا وصال اقدس ہو گیا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا یعقوب شیخ زین الدین خوافی کے ساتھ مصر میں ہم سبق تھے اور شیخ شہاب الدین سیرانی رحمتہ اللہ علیہ کے تلمذ رشید تھے ایک دن مولانا نے مجھ سے پوچھا کہ تو خراسان رہا ہے کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین مریدوں کے خوابوں کی تعبیریں دیا کرتے تھے اور اس پر کافی اعتبار کرتے تھے۔ میں نے کہا ہاں واقعا" مولانا نیکیوں پر دسترس رکھتے تھے۔ ان کا طریق ایسا تھا کہ گھڑی گھڑی بے خود ہو جاتے تھے اور گھڑی بعد سر اٹھاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

نہ میں شب ہوں نہ شب پرست ہوں کہ خواب کی باتیں کروں

چونکہ بالکل سورج ہوں۔ سب مثل آفتاب کہتا ہوں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۵ صفر المظفر ۸۵۱ ہجری کو بلخور میں ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک وہیں ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۰۰ ہجری میں رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوئی۔ اوائل عمر سے ہی نیکی و بزرگی کے آثار دکھائی دیتے تھے اور اللہ جل مجدہ' کی طرف سے ایک نسبت حاصل تھی۔ کہتے تھے جب میں بچپن میں مکتب آیا جایا کرتا تھا تو ہر وقت حق تعالیٰ کی حاضری نصیب تھی اور جب تک شرعی طور پر بالغ ہوا یہ شرف حاصل رہا اور نہیں جانتا تھا کہ لوگوں کو اس سے غفلت ہو جاتی ہے۔ آپ نے بائیس سال کی عمر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے ملاقات کی۔ دو سال ماورالنہر اسی شغل میں رہے۔ چار سال ہرات میں مقیم رہے۔ حضرت سید قاسم تبریزی رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ بہا الدین عمر رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ سے فیوض باطن بھی حاصل کیے۔ انتیس سال کی عمر میں واپس وطن مالوف چلے گئے اور زراعت کا کام کیا۔ مرید حضرت چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ بتاتے تھے کہ اول ہی روز جب مولانا کی خدمت میں گیا نہایت ہی کرم نوازی فرمائی۔ دوسرے روز بڑے غصہ کا اظہار کیا۔ ایک ساعت کے بعد پھر مہربانی اور عنایت کا اظہار کیا اور حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی ملاقات کی کیفیت بیان کی۔ پھر ہاتھ بڑھایا کہ آ بیعت کر لے۔ میری طبیعت بیزار تھی میں نے ہاتھ نہ پکڑا۔ وہ فوراً" سمجھ گئے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت پر ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ بے خودی میں " اچھل پڑوں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پھر ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور فرمایا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس ہاتھ کو تو پکڑے گا اس کو میرا ہاتھ تھامے گا۔ میں نے حضرت مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کا فوراً" ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے خواجگان کے طریقہ کی تعلیم دی اور فرمایا جو کچھ خواجہ بزرگ سے ہمیں پہنچا ہے یہ

ہے اگر تم بطور جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہاری مرضی ہے۔ نفحات الانس میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو عزیز حصول فیض کے لئے خدمت میں آئے چاہئے کہ خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرح چراغ بتی اور گندھک ساتھ لائے تاکہ روشن ہو جائے۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی زراعت میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ بیشمار مویشی اور املاک اور مال و دولت ہو گئی جس کے بارے میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب یوسف زلیخا میں ذکر کیا ہے۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

(۱) کوئی چیز حقیقت انسانی کو اتنا پاک صاف نہیں کرتی جتنی بلا اور محنت اگر میں سنوں کہ خطا میں کوئی کافر مشائخ کی باتیں سناتا ہے تو میں جاؤں اس کی منت کروں اور صحبت اختیار کروں

(۲) ذکر مثل تیشہ ہے جس سے دل کے خس و خاشاک کاٹتے ہیں

(۳) ذکر میں استغراق اس طرح کرے کہ نہ ذوق بہشت کا ہو نہ خوف دوزخ کا ہو۔

(۴) معراج صوری اور باطنی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک بری عادتوں کی بجائے اچھے اخلاق اختیار کرنا۔ اور دوسرے ماسوا سے حق تعالیٰ کی طرف انتقال کرنا۔

(۵) لوگ گمان کرتے ہیں کہ کمال اناالحق کہنے میں ہے۔ کمال وہ ہے کہ انا کو پیچھے پھینک دے اور ہرگز پھر اس کی یاد نہ آئے۔ فنائے مطلق کا معنی یہ ہے کہ فنا ہونے والے کو اپنی صفات اور حال کا ہوش نہ رہے۔ بلکہ اپنی عادتوں اور صفات سے گم ہو جائے۔ نفی کر دے اور فاعل حقیقت کا اثبات کرے۔

(۶) آخری درجہ کمال کہ اولیا کاملین کو حاصل ہوتا ہے یہ ہے کہ ان سے مشاہدہ غائب ہو جائے۔ اور معشوق حقیقی کے استغراق میں رہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بروز ہفتہ ۱۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری کو وصال پر ملال ہوا۔

حضرت خواجہ عبدالحق ابن میر عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب مبارک کاکو تھا۔ خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اپنے والد گرامی اور جد امجد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مغلیہ خاندان کے ہمایوں بادشاہ کے پاس ہندوستان آئے۔ کامران آپ کا مرید تھا حرمین طیبین طاہرین کی زیارت کو گیا۔ کامران کا بیان ہے کہ حرم شریف کے طواف کو جا رہا تھا۔ وہاں کے خادموں سے بے ادبی دیکھنے میں آئی۔ دل میں آیا کہ اس جگہ کے رہنے والوں سے کچھ نہ چاہوں گا۔ ایک دن طواف کچھ خلوت میں میسر ہوا تو اچانک کان میں آواز آئی کہ یہ جماعت میری درگاہ کے ملازم ہیں۔ ان سے احتراز کے بجائے ان کی عزت و تکریم کرو۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۹۵۹ ہجری کو سمرقند میں ہوا

حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ اخلاق رحمانی اور صفات ربانی رکھتے تھے۔ خرقہ خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ سے لیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پرانوار اکبر آباد میں دریا کے کنارے راج گھاٹ کے مقابل ہے۔

حضرت خواجہ عبداللہ احراری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے تھے اور پیر نامدار میر ابوالعلےٰ اکبر آبادی کے چچا تھے۔ پانصدی کا منصب سوسوار اور جاگیر سہو نہ حکومت کی

طرف سے ملی تھی۔ اپنے حالات و کمال کو اخفاء رکھتے تھے۔ آپ کی تربت مبارک بھی اکبر آباد میں دریا کے کنارے خواجہ محمد یحییٰؒ کی قبر مبارک کے متصل ہے۔

حضرت میر ابوالعلاء رحمتہ اللہ علیہ

امیر تقی الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مبارک سے ہیں۔ ان کا سلسلہء نسب حضرت عبداللہ الباہر حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ کے حقیقی برادر سے جا ملتا ہے۔ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نسبت ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں بطور شاہی ملازم راجہ مان سنگھ کے ساتھ صوبہ بنگال میں قیام تھا اور راجہ کی طرف سے کافی مراعات تھیں۔ ان دنوں تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا جو کہتے ہیں یہ کیا شکل بنائی ہے؟ وضع و شکل یہ ہے کہ جو ہماری ہے اور اگر روزگار کا فکر ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کے مالک ہیں۔ اس وجہ سے دل میں خطرہ نہ آنا چاہیے۔ اس کے بعد ایک بزرگ نے استرہ لے کر میرے بال کاٹ دیئے۔ دوسرے بزرگ نے ایک قمیض پہنا دی اور تیسرے بزرگ نے ایک دستار میرے سر پر باندھ دی۔ خواب سے بیدار ہوا تو دل میں عجیب شورش پیدا ہوئی۔ اسی روز لباس ترک کر کے پیرہن پہن لیا۔ جب یہ خبر راجہ مان سنگھ کو گئی تو تسلی اور دلاسہ دینے میرے گھر آگیا۔ میں کسی طریقہ راضی نہ ہوتا تھا۔ آخر راجہ نے کہا کہ افغان کی مہم درپیش ہے۔ اس مہم کو سر کر کے پھر ترک کر دینا۔ راجہ کی اس بات سے میں ارادہ ترک کر دیا کہ مہم سر ہونے کے بعد پھر یہ راستہ اختیار کر لوں گا۔ راجہ نے یہ قبول کر لیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر وہ تین بزرگ آئے اور ایک اور بزرگ ساتھ تھے جس کا چہرہ مثل آفتاب روشن تھا۔ اس دفعہ معلوم ہوا کہ چوتھے بزرگ پرنور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس ہستی و کامل نے بال کاٹے تھے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور باقی

دو بزرگ ابین کریمین حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے بعد دارالخلافہ اکبر آباد واپس آ کر سکونت اختیار کر لی۔ ایک دن زیارت مزار پرانوار سید جعفر بن سید زین العابدین بن تقی الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ کے لئے گیا تو آپ کی روح پر فتوح ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ طریقہ ہے کہ کسی بزرگ سے بیعت کی جائے۔ تمہارے چچا جناب میر عبداللہ احراری رحمتہ اللہ علیہ برہان پور سے تشریف لا رہے ہیں ان سے بیعت ہو جاؤ ایسے ہی کیا۔ حضرت احراری رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت کی تاثیر اور روحانی فیض اس قدر تھا کہ جو کوئی خدمت میں آتا انہی کا ہو جاتا اور حالت سکر اس پر طاری ہو جاتی۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ فلاں شکایت کرتا ہے کہ دو دفعہ آپ کی محفل میں آیا اور مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ فرمایا کہ اس کی بات کا برا نہ مناؤ۔ وہ میری تعریف کر رہا ہے کیونکہ لوگ درویشوں کے پاس ایک مدت جاتے رہتے ہیں اور اثر نہیں ہوتا اور مجھے اس درجہ کمال پر سمجھتے ہیں کہ ایک دو ملاقات میں اثر چاہتے ہیں۔ یہ تعریف ہے برائی نہیں ہے۔ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باطنی فیض اور روحانی فیض خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے تھا۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کے طواف میں کافی وقت گزرا اور دل میں گمان پیدا ہوا کہ بزرگوں کے مزار کے گرد طواف سے کیا فائدہ؟ حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی طور پر اس امر کا انکشاف ہوا کہ

> بیمار کے گرد پھرنے سے فائدہ یہ ہے کہ اس کا مرض اس پھرنے والے پر رجوع کرے اور مزار کے گرد پھرنا اس وجہ سے ہے کہ کمال اور برکت جو صاحب مزار میں ہے۔ زیارت کرنے والے کو حاصل ہو۔

ایک دفعہ خواجہ اجمیری نور اللہ مرقدہ' کے مزار اقدس سے آواز آئی کہ

تمہارے گھر سے ایک دینار اور ایک روپیہ آیا ہے اور
درخواست صحت بیٹے نورالعلا کو اور بیٹا ہونے کی آئی ہے۔
دونوں مرادیں پوری ہوں گی۔ جب پتہ لیا وہ التجا اور نیاز پہنچے
تھے اور مرادیں مستجاب الدعوات ہو گئیں۔

اور ایک دفعہ آواز آئی کہ یہ نشہ جو تمہارے اندر ظہور پذیر ہے سو سال کے بعد دنیا میں ظہور ہوا ہے۔ اس کا شکر بجا لاؤ۔ نقل ہے کہ ایک شخص عیوض بیگ آپ کے جمال پر نظر رکھتا تھا۔ اگر کوئی درمیان میں آ جاتا تو سر زمین پر مارتا تھا۔ ایک دن بیخودی کی حالت میں پگڑی ان کے سر سے گری۔ ایک شخص نے مذاق میں ان کی پگڑی ان کے سامنے کر دی یعنی درمیان میں آ گئی انہوں نے بے اختیار پگڑی کے ٹکڑے کر دیئے۔ مدہوشی سے افاقہ کے بعد جب پگڑی سر مبارک پر رکھنے کا ارادہ فرمایا تو صحیح سالم تھی۔ ایک دن مدہوشی کے عالم میں آپ جناب نے ایک گائے کی گردن میں سے رسی توڑ ڈالی۔ درویشوں کے حلقہ میں آ کر بیٹھ گئی اور مستی کا اثر اس میں نظر آتا تھا۔ لوگ ہر چند اسے دور ہٹاتے تھے نہ جاتی تھی۔ آنجناب نے فرمایا رہنے دو۔ وہ بیٹھی رہی۔ وہ گائے چند دن بعد مر گئی۔ نقل ہے کہ گھر میں ایک کتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے سامنے سے ایک ھڈی اسے دی۔ اس کتے کی عجیب حالت ہو گئی۔ مستی اس پر ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ کھانا پینا چھوڑ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سامنے بیٹھا رہتا اور دل کی حرکت کی آواز جو اس سے آتی تھی ذکر معلوم ہوتی تھی۔ چند روز کے بعد مر گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا لے جا کر دفن کر دو۔ حضرت میر محمد کالپی رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں آئے اور تربیت حاصل کی۔ حضرت خواجگان نقشبندیہ سلسلہ کی خلافت اور اجازت ارشاد عطا ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بروز بدھ ۹ صفر المظفر ۱۰۶۱ ہجری کو رحلت فرمائی۔

پیرانِ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

یہ سلسلہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے اور ان سے سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو اور ان سے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کو اور ان سے حضرت داؤد طائی نور اللہ مرقدہ' کو اور ان سے حضرت حبیب عجمی نور اللہ مرقدہ' کو اوران سے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچتا ہے اور اس سلسلہ کے اکثر پیروں کا ذکر سلسلہ عالیہ قادریہ میں ہو چکا ہے۔ یہاں ابتدا حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کی جاتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ علم کا سمندر اور مہربانی کا بے پایاں خزینہ تھے۔ تابعین معزز اور اہل تعین کے پیشوا ہیں۔ ایک سو تیس صحابہ کرام کی صحبت کا فیض اٹھایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی تھیں۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ کسی کام گئی ہوتی اور حسن روتے تو ام سلمہ اپنا پستان ان کے منہ میں رکھ دیتی تاکہ اطمینان پائے۔ کہتے ہیں کہ حسن بصری ابھی بچے تھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کوزہ سے پانی پی گئے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ حسن نے جس قدر پانی پیا اتنا میرا علم اس میں سرایت کر گیا۔ تمام فضل جو حسن بصری رحمتہ اللہ پر تھا اسی وجہ سے تھا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بغداد تشریف فرما ہوئے تو واعظوں کو روکا اور تمام کے منبروں کو توڑنے کا حکم دیا۔

خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں آکر سوال کیا کہ تو عالم ہے یا طالب علم۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا نہ میں عالم نہ طالب علم۔ مجھے تو حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس جوان کا کلام باادب ہے اور چلے آئے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ان کے پیچھے چلے گئے اور کہا کہ خدا کے لئے مجھے طہارت کرنا سکھا دیجئے اور اس جگہ کہ باب طشت کہتے ہیں۔ طشت لایا گیا تاکہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ وضو کرنا سیکھیں۔ روحانی طور پر حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ارادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھی اور انہی سے خرقہ خلاف پایا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

> بکری انسان سے زیادہ عرفان رکھتی ہے کہ ایک گڈریا بہت
> بکریوں کو چرنے سے روک سکتا ہے اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی
> اتنی باتیں سناتا اپنی خواہشوں سے نہیں ہٹاتا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت آدم کے مسکین فرزند ایک سرائے پر راضی ہیں کہ اس کے حلال کا حساب ہو گا اور حرام پر عذاب ہو گا۔ ایک دن ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور دیکھا کہ ہنستے تھے۔ کہا کہ عجیب لوگ ہیں کہ ہنستے ہیں اور اپنے کام (انجام) کی حقیقت سے بیخبر ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جو درویشوں کے برے لوگوں سے صحبت رکھے گا ان کے نیکوں سے بھی بدگمان ہو جائے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۱۰ یا ۱۰۶ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ حبیب عجمی نور اللہ مرقدہٗ

آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب صدق باہمت اور کرامت و ریاضت کے حامل بزرگ تھے۔ لوائل زندگی میں سود خور تھے۔ اور بڑا فساد کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کی

طرف سے ہدایت ہوئی۔ خداوند تعالیٰ کی طرف واپس لوٹے اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور علم حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان عجمی تھے اور عربی پر جاری نہیں ہوتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بہت سی کرامتیں عطا کر دی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ شام کے وقت صومعہ کے دروازے سے گزر رہے تھے۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے مغرب کی نماز کی اقامت کہی تھی اور نماز میں کھڑے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اندر آئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اقتدا نہ کی کہ ابھی ان کی زبان پر عربی اور قران خوانی جاری نہ ہوئی تھی رات کو سوئے خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ یا اللہ تیری رضا کس چیز میں ہے تاکہ اس میں مشغول رہوں ۔ آواز آئی اے حسن میری رضا پائی تھی لیکن اس کی قدر نہ کی۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا وہ کیا تھی ؟ جواب ملا کہ کل میرے " حبیب " کے پیچھے نماز پڑھتا تو میں راضی ہوتا لیکن تجھے عبادت کی سقم نے صحیح نیت سے ہٹا دیا۔ زبان درست کرنے اور دل درست کرنے میں ورق ہے۔ نقل ہے کہ حبیب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ۳۰ سال سے ایک کنیز تھی مگر اس کا منہ بھی نہ دیکھا تھا۔ ایک دن کنیز کو کہا کہ اے پردہ دار کنیزک کو آواز دے۔ کنیز نے کہا اے سید کیا میں آپ کی کنیز نہیں ہوں۔ تو کہا مجھے اس تیں سال میں حوصلہ نہ ہوا کہ سوائے خدا کے کسی طرف نگاہ کروں تو تجھے کیسے دیکھتا۔ ایک دن حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حجاج کے آدمیوں سے بھاگے اور حبیب رحمتہ اللہ علیہ کے عبادت خانے میں چھپ گئے۔ حجاج کے سپاہیوں نے حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہاں ہے۔ حبیب رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اس عبادت خانہ میں۔ وہ عبادت خانہ میں گئے ۔ بہت تلاش کیا نہ ملا۔ واپس

چلے گئے۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ صومعہ سے باہر آئے اور حبیب رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ حق استادی کا پاس نہیں کیا۔ حبیب نے کہا اے استاد میری راست گوئی کی وجہ سے آپ بچ گئے۔ اگر جھوٹ بولتا دونوں گرفتار ہو جاتے ۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ رضائے خدا کس چیز میں ہے ؟ فرمایا اس دل میں جس میں نفاق نہ ہو۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات ۹ صفر ۱۲۱ ہجری بروز بدھ کو ہوئی۔

حضرت شیخ ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق عراق کے بزرگوں اور جوانمرد مشائخ میں ہوتا ہے۔ علوم و فنون میں اپنے زمانہ کے یکتا اور کرامات ظاہری اور مقامات بلند رکھتے تھے۔ بہت سے کاملین حقہ سے صحبت رہی۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اور رویم رحمتہ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے تھے اور کنون بن حمزہ محب کہ اہل محبت کے امام ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ مجاہدوں میں بلند مقام اور مشاہدات میں عالی تھے۔ ایک دن اپنے دروازے پر آئے ایک کتا بھونکا۔ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ۔ کتا اسی جگہ مرگیا۔ آپ نے فرمایا کہ

اللہ نے عارف کو آئینہ دیا ہے۔ جب اس میں دیکھتا ہے خدا کو دیکھتا ہے۔ آپ کا قول ہے کہ چالیس سال سے بہشت مع تمام سامان کے مجھ پر پیش ہوتی ہے میں گوشہء چشم سے بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اولین و آخرین کی حکمت جمع کریں اور سیدوں اور اولیاء کی دعوتیں کرے ہرگز عارفوں کے درجے کو نہ پہنچے۔ جب تک کہ تیرا بھید حق تعالیٰ کے ساتھ آرام نہ پائے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مشائخ سے ملا مگر اپنے آپ کو خالی رکھتا ہوں اور منتظر رہتا ہوں کہ روایت حق یا کلام حاصل ہو اور کہا کہ

معرفت تمام صدق اور ترک ہے۔ ان کا قول ہے حق کا راستہ
بعید ہے اور حق میں سیر شدید ہے جو کوئی خدا کے دوستوں میں
سے کسی کا انکار کرے کمینہ ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ ہرگز
اس کو وہ چیز نہ ملے گی جو وہ رکھتا ہے جس کا انکار کیا۔

حضرت ممشاد رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگوں میں شیخ ابو عامر تھے انہوں ے کہا ایک دن ممشاد رحمتہ اللہ علیہ میرے سامنے بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اور میزبان سے ملنا چاہا۔ شیخ نے بہانہ کر دیا اور قبول نہ کیا۔ جب چلا گیا تو مصاحبین نے کہا شیخ ہرگز ایسا نہیں کرتا آج کیا وجہ ہے ؟ شیخ نے کہا وہ جوان مردوں سے تھا۔ دنیا اس کے ہاتھ میں آئی اور وہ معائینہ اس کے ہاتھ سے چلا گیا اب چاہتا ہے کہ کچھ خرچ کروں تاکہ سرمایہ پھر آ جائے اور یہ نہیں ہوتا جب تک دنیا کی محبت دل سے نہ نکال دے۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۲۹۷ ہجری میں ہوئی۔

حضرت شیخ احمد اسود دینوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے مصاجین میں سے تھے۔ شیخ محمد عمویہ شیخ احمد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے مصاحب تھے ان کی لڑکے شیخ وجیہ الدین ابو حفص مرید اپنے والد شیخ محمد عمویہ کے تھے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت شیخ ضیا الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ارادت طریقت میں شیخ احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی اور خرقہ خلافت محترم جناب شیخ وجہ الدین ابو حفص سے پایا۔ شیخ ضیا الدین ابو نجیب رحمتہ اللہ علیہ وقت کے شیخ اور پیشوا و کامل تھے۔ علوم ظاہر و باطن یں کمال دسترس رکھتے تھے۔۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت بارہ واسطوں سے حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے۔ آپ ۴۹۰ ہجری میں سہرورد میں تولد ہوئے وہیں پرورش پائی اور بغداد شریف کے مدرسہ نظامیہ میں اسعد مہینی رحمتہ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا پھر سالک حق کا طریقہ اختیار کیا۔ ترک اختیار کیا اور بیت المقدس چلے گئے۔ چند روز تک پند و نصائح میں ہمہ تن گوش رہے اور دمشق آ گئے۔ نورالدین محمود زنگی ان کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا پھر بغداد شریف تشریف لے گئے اور اپنے مکان میں جو نہر کے کنارے پر تھا میں رہائش اختیار کی اور بہت سے صالحین کو منزل مقصود تک پہنچایا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف بہت زیادہ ہیں آداب المریدین میں آپ کا فرمان اقدس ہے کہ صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ فقر غنا سے افضل ہے جبکہ فقر برضا و رغبت ہو اگر کوئی فقر پر غنا کے افضل ہونے پر دلیل دے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان اقدس ہے کہ

دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے تو اس کا جواب یہ دیا جائے کہ دینے والا ہاتھ فتحیاب فقر کرتا ہے اور لینے والا ہاتھ غنا کا دروزہ کھولتا ہے دراہم لینے سے اور یہ اس طرح کی بات ہے کہ کوئی گنہگاری کو زاہد پر فضیلت دے توبہ کی فضیلت کی وجہ سے۔

ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف تشریف لے گئے ایک قصاب کی دکان پر بکرا لٹکا ہوا تھا دیکھا اور کھڑے ہو گئے اور کہا یہ بکرا کہتا ہے کہ میں مردہ ہوں نہ کہ قصائی کا ذبح کردہ۔ قصائی یہ سن کر بیہوش ہو کر گرا۔ جب ہوش میں آیا شیخ کے پاؤں پر گر پڑا اور توبہ کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ۵۶۳ ہجری میں بغداد مقدس میں رحلت فرمائی۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ زمانہ کے استاد- وقت کے فرید اور حقیقت کے ترجمان تھے- نسبت اور ارادت اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی- بہت بزرگوں کو دیکھا تھا اور ایک عرصہ تک-ابدالون کے ساتھ جزیرہ عبادان میں رہے اور وہاں حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میسر ہوئی- شیخ حضرت السید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ عراق کے کاملین کے آخر پر ہو گے- آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں جیسے مثل عوارف المعارف اور رشف النصائح وغیرہ- بغداد شریف میں اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے کہ عامتہ الناس نے مستنصر خلیفہ سے کہا کہ شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ دو رکعت نماز نفل میں قران مجید ختم کرتے ہیں اور مروی ہے اور ہر روز چار قران ختم کرنے کا وظیفہ ہے- خلیفہ نے قراء اساتذہ کو بلایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آزمانا شروع کیا- تین گھنٹہ سے کم عرصہ میں کلام پاک ختم کیا اور قرات کی شرطوں سے کوئی نقص واقع نہ ہوا- آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ماہ رجب المرجب ۵۳۹ ہجری میں ہوئی اور وصال صد ملال ۶۳۲ ہجری میں ہوا- بعض وقت نظم میں بھی اظہار خیال کرتے تھے- مثلاً"

اید دوست وجود و عدمت اوست ہمہ
سرمایہ شادی و غمت اوست ہمہ
از عشق تو حالتیش باشد کہ دران
ہم با تو وہم بے تو قرارش نشود

ترجمہ :- اے دوست ! تیرا وجود و عدم اسی کی طرف سے ہے اور تیری خوشی و غم بھی اسی سے متعلق ہے- اے معشوق حقیقی ! تیرے عشق میں

عاشق زار کی حالت یہ ہے کہ وہ ہجر و وصال ہر حال میں بے قرار رہتا ہے۔

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی کامل ولی اللہ میں سے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں اجتہاد کا مقام رکھتے ہیں۔ وقت کے شیخ الاسلام تھے اور خوارق عجیب و کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بارہ سال کے تھے کہ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا جو حافظ قرآن تھے اور ساتوں قراتوں پر دسترس تھی۔ والد بزرگوار حسرت آیات کے بعد خراسان میں آ گئے اور بیس سال اخلاق کی پاکیزگی اور صفائی باطن میں مشغول رہے۔ وہاں سے بخارا تشریف فرما ہوئے اور علم میں اتنا غور و فکر کیا کہ مجتہد ہو گئے پھر حرمین طیبین اور طاہرین کی زیارت کو چلے گئے اور پانچ سال تک مدینہ میں روضتہ الرسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاروب کشی کرتے رہے اور کمال الدین یمنی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث کی سند لی۔ ان پانچ سالوں میں ہر سال بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے اور واپس مدینہ منورہ تشریف لے آتے۔ کمالات باطنی میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت ارادت حاصل کی اور سترہ روز کی حاضری سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد میں ملتان تشریف لے آئے کہتے ہیں ایک روز سید جلال بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیٹھے تھے اور ہوا بہت گرم تھی۔ سید نے کہا آہ بخارا کی برف شیخ نے حجرہ کے اندر سے خلاف عادت فرمایا کہ مسجد سے بوریا نکالیں اور صحن میں جھاڑو لگائیں۔ اسی طرح کیا۔ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ بادل کا ٹکڑہ پیدا ہوا۔ پھیل گیا اور کڑک ہوئی اور مرغ کے انڈے کے برابر اولے خانقاہ میں پڑے یہاں تک کہ تمام صحن بھر گیا اور بادل غائب ہو گئے ۔ ایک اولہ بھی خانقاہ کے باہر ملتان میں کسی اور جگہ نہیں پڑا۔ جب سید جلال

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو بڑی حیرت ہوئی اور بہت سے اولے کھائے اور برتن میں ڈال لئے اور ملتان کے لوگ ان کو تبرک کے طور پر لے گئے۔ جب نماز ظہر کے لئے بوریے بچھائے شیخ نماز کے لئے باہر آئے۔ سید کو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا اس حالت میں ملتان کا اولہ بہتر ہے یا بخارا کی برف سید نے عرض کیا یقیناً بخارا کی برف سے ملتان کا اولہ بہتر ہے اور اسی روز ارادت مندی کا شرف حاصل کیا مشائخ وقت سے فقر و غنا کے بارے میں ہمہ تن گوش ہوتے رہتے۔ آپ کا فرمان ہے کہ یہ تمام دنیا کیا قدر رکھتی ہے جب کلام پاک میں آیا ہے کہ دنیا کی متاع قلیل ہے اور معلوم یہی ہے کہ اس کی کیا قدر میرے سامنے ہے اور کبھی فرمایا کہ میری صحبت کو ایک نقصان بھی ہے۔ اس کا علاج نہیں ہے اور فرمایا کہ غنا میرے رخسار کا نیل ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر نور اللہ مرقدہ' اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان بڑی دوستی تھی۔ ایک دفعہ آپؒ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سے ایک بات شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی کہ مجلس شیخ فرید کے ناموافق تھی۔ اس کی معذرت میں شیخ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ کو خط میں لکھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان عشق بازی ہے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہمارے تمہارے درمیان عشق ہے بازی نہیں ہے۔ آپ کی عمر مبارک ۸۸ سال ہوئی اور ۶۶۶ ہجری میں وصال صد ملال ہوا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ صدر الدین ابن شیخ بہا الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے لڑکے ہیں اور سجادہ نشین تھے۔ علم عرفان میں معروف اور کشف و کرامات میں بدرجہ اتم مقام کے حامل تھے ایک دن سلطان غیاث الدین نے مولانا ظہیر الدین سے پوچھا کہ کبھی شیخ رکن الدین سے کوئی کرامات دیکھی۔ کہا ہاں۔ جمعہ کے دن دیکھا کہ

خلقت نے شیخ کی قدم بوسی کے لئے ہجوم کیا تھا میں نے سوچا کہ شیخ نے عمل تسخیر عامہ کیا ہے ورنہ میں دانشمند ہوں اور میری طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ کل شیخ کی خدمت اقدس میں جاؤں اور مسئلہ پوچھوں کہ حکمت مضمضہ اور اِستنشاق میں کیا ہے ؟ جب رات کو سویا تو دیکھا کہ شیخ میرے منہ میں حلوا رکھتے ہیں اور صبح تک شیرینی میری زبان پر تھی۔ میں نے خیال کیا کہ شیطان اسی طرح لوگوں کو راستہ سے باہر کرتا ہے کل صبح جاؤں گا اور مسئلہ کے بارے میں دریافت کروں گا۔ جناب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو کہا کہ تمہارے انتظار میں تھا۔ اس کے بعد مسئلہ شروع کیا کہ جنابت دو طرح کی ہے۔

جنابت تن و جنابت دل۔ تن کی جنابت عورت کی صحبت سے اور دل کی جنابت بری صحبت سے ہوتی ہے۔ تن کی جنابت پانی سے پاک ہو جاتی ہے اور دل کی جنابت آنکھ کے پانی سے جاتی ہے اور پانی میں تین صفت ہوں تو پاک کرنے والا ہوتا ہے اور جنابت کو دور کرتا ہے۔ وہ تین صفت رنگ ذائقہ اور بو ہیں لہٰذا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمضہ اور استنشاق وضو کے شروع میں رکھا تاکہ ذائقہ مضمضہ سے پتہ لگ جائے اور بو استنشاق سے۔

گفتگو شروع کرتے ہی پانی میرے تن بدن سے رواں ہوا پھر فرمایا کہ

شیطان جس طرح نبی کی شکل نہیں بنا سکتا اسی طرح شیخ حقیقی کی شکل بنانے سے بھی قاصر ہے کیونکہ اس کو کامل متابعت نبی کی حاصل ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا زری زربخش رحمتہ اللہ

علیہ سے بڑا خلوص اور محبت تھی۔ سیر الاولیا میں ان دونوں بزرگوں کی ملاقات کا مفصل حال ہے۔ جمعہ کی شب ۹ جمادی الاخر ۷۳۵ ہجری کو وصال صد ملال ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات سے بعض یہ ہیں۔ مکتوب۔

آدمی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ صورت اور صفت اور حکم صفت پر لگتا ہے صورت پر نہیں کیونکہ کلام پاک میں آیا ہے کہ اللہ جل مجدہ تمہاری صورتوں اور کاموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل کو دیکھتا ہے لیکن حکم کا ظہور تحقیق کی رو سے آخرت سے پہلے صورت نہیں پکڑتا کیونکہ وہاں اشیا کی حقیقت ظاہر ہو گی اور یہ صورت متلاشی ہو گی اور ہر شخص کی اس کی صورت کے مطابق شکل ہو گی جس کا حشر ہو گا چنانچہ بلعم باعور اتنی عبادت کے باوجود کتے کی شکل میں اور بخیل و حریص کو سور کی شکل میں اٹھائیں گے کہ یہی آنکھوں کی بصارت کے پردوں کا دور ہونا ہے۔ قیامت کے دن۔

اور جب تک انسان بری عادتیں اور خصلت نہ چھوڑے تو بھی چارپایوں اور درندوں میں شمار ہے جیسا کہ کلام پاک میں ہے کہ وہ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی برے۔ اور تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا بغیر حق تعالیٰ کے سامنے التجا کرنے اور حق تعالیٰ سبحانہ ذات ' کی استعانت سے۔ جب تک رحمت خداوندی اور اس کا فضل دستگیری نہ کرے تزکیہ نفس ُحاصل نہیں ہوتا اور اس فضل کے ظہور کی نشانی یہ ہے کہ اس شخص کو اپنے نفس کے عیب نظر آنے لگتے ہیں اور عظمت الٰہی کے انوار کی شعاعیں جن کے لئے تمام مخلوقات متلاشی ہیں۔ اس کے اندر چمکنے لگتی ہیں تاکہ تمام دنیا اور اس کی برائی اس کی نظر میں خاک ہو جائے اور دنیا کے لوگ اس کے دل کو

معمولی نظر آئیں جب یہ حالت اس کے اندر چھا جائے ان برے اوصاف سے کہ دنیا والے اس میں گرفتار ہیں اس کو نفرت آئے اور چاہے گا کہ ان اوصاف حمیدہ کی بجائے ملکوتی اخلاق پیدا ہوں چنانچہ بجائے ظلم ' غضب 'کبیر' حسد ' حرص ' مکمل درگزر اور ملائمت مزاج اور تواضع و سخاوت اور قربانی کے جذبے ظاہر ہوں اور ابھی یہ معاملہ صرف عقبیٰ کے طالبوں کا ہے۔ طالبان حق کا معاملہ اس سے بالاتر ہے کلام پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو۔ یہ ہر شخص کے فہم میں نہیں آسکتا۔

عہد یست مرمرا کہ نگویم بجز تو دوست

شرطیست مرمرا کہ نخواھیم بجز تو دوست

ترجمہ :۔ میرے لئے یہ ایک پیمان ہے کہ تیرے سوا میں کسی کو اپنا محبوب نہ کہوں۔ نیز میرے لئے یہ لازم کر دیا گیا ہے کہ تیرے علاوہ کسی کو اپنا محبوب بنانے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤں۔

حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت نوّر اللہ مرقدہ'

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مقامات برکات اور فضیلتیں اتنی مشہور ہیں کہ بیان کرنے سے قاصر ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور حضرت شیخ نصیرالدین محمود رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ (عبداللہ) مکہ معظمہ سے صحبت رہی۔ بہت سیرو سیاحت کی اور کاملین حقہ سے فیوض و برکات حاصل کیں آپ رحمتہ اللہ علیہ ان کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھتے تاں آنکہ وہ خود بخود روحانی فیض سے سرفراز فرما دیتے۔ آپؒ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز المرام تھے اور سند خانقاہ محمدی سیوستان اور مضافات میں مخصوص تھی۔ کچھ عرصہ بعد بہت کچھ ترک کر کے

خانہ کعبہ کے لئے سفر اختیار کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ چودہ خانوادوں کے خلیفہ تھے۔
کہتے ہیں کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ نصیرالدین رحمتہ اللہ علیہ سے
خرقہ خلافت کے لئے عرض کیا تو شیخ نصیرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے اتنی تواضع کی کہ کیا
مجھے جرات ہے کہ اہل بیت سے میں یہ گستاخی کروں۔ جب حضرت مخدوم جہانیاں
جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کی عرض حد سے گزری تو فرمایا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو
دوسرے مردوں سے زیادہ نصیبہ ملا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حرمین شریفین کی
زیارت کے لئے تشریف لے جائیں اور کاملین سے شرف ملاقات حاصل کریں۔
واپسی پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کی پذیرائی ہو گی۔ حضرت جہاں گشت رحمہ اللہ
رخصت کے لئے شیخ نصیرالدین محمود رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور وہی درخواست
کی شیخ کو اس مرتبہ چارہ نہ رہا ایک پاجامہ پیش کیا کہ ان کے پاؤں میں آ جائے۔
مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو سر پر باندھ لیا۔ ایک پائنچہ کی پگڑی بنائی اور
دوسرے پائنچہ کا شملہ بنایا۔ حضرت جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ ایک روز تشریف فرما تھے۔
آگ بھڑک اٹھی۔ اٹھے ایک مشت خاک پر کچھ پڑھا عشق الٰہی کی دولت سے مالا مال
کر دیا۔ آپ کی ولادت باسعادت شب برات ۷۰۷ ہجری میں اور وصال صدملال
عیدالضحیٰ کے دن ۷۹۵ ہجری مین ہوا

حضرت شیخ صدر الدین راجن قتال بخاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نسبت و خلافت اپنے والد سید کبیر رحمتہ اللہ علیہ سے
اور بھائی سید جلال الدین مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ سید جہانیاں
رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے مخلوق میں مشغول
کر دیا اور شیخ کو اپنے سے شیخ راجن ہمیشہ عالم استغراق میں رہتے تھے اور لوگوں سے
میل جول اور مجلس نہ کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلہ

اقدس سے مخدوم جہانیاں کے مرید بنتے تھے۔ نہایت ہی صاحب تصرف بزرگ تھے۔
مزار اقدس اوچ شریف میں ہے وصال صد ملال ۸۰۰ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ علاؤالدین سارنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ شیخ راجن قتال رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ شیخ بہاؤالدین جونپوری رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ ء خلافت حاصل کیا۔

حضرت شیخ اودھن جونپوری قدس سرالعزیز

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ بہاؤالدین جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے وقت کے کامل و اکمل مشائخ تھے۔ بہت بوڑھے اور لاغر ہو گئے تھے۔ عمر عزیز سو سال سے تجاوز کر گئی تھی اور شوق و محبت سماع کی حسب معمول عادت تھی۔ اتنے ضعیف ہو گئے تھے کہ دو آدمی سہارا دے کر کھڑا کرتے تھے لیکن سماع میں ایسا عشق اور جوانی کا اظہار ہوتا تھا کہ دس آدمی بھی ان پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔ مروی ہے کہ جب شیخ بہاؤالدین خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں تھے ہر نماز صبح میں شیخ کو تکبیر اولیٰ میں پاتے اور اگر ایسا ہوتا کہ ان کی اولاد سے کسی کی موت ہوئی ہوتی جب بھی اس سعادت سے محروم نہ رہتے لیکن ایک دن جب ان کا لڑکا فوت ہوا کوئی اور نہ تھا کہ تجہیز و تکفین کرتا اس وجہ سے وہ مجبور ہوئے کہ خود یہ کریں اور التحیات کے آخر میں نماز میں شامل ہوئے۔ جب شیخ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی طرف رخ انور کر کے فرمایا کہ اس کے بعد نہیں مرے گا۔ انشاء اللہ اس کے بعد شیخ اودھن تولد ہوئے اور حضرت پیر صاحب کی دعا و برکت سے ان کی عمر اور ان کی اولاد کی عمر میں بڑی برکت ہوئی۔ وصال ۹۷۶ ہجری میں ہوا۔ قبر مبارک جونپور میں اپنے والد بہاؤالدین جونپوری کے روضہ کے اندر ہے۔

حضرت شیخ قطب الدین ابن شیخ اودھن جونپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد سے مرید تھے اور انہی سے خرقہء خلافت پایا۔ سید جلال رحمتہ اللہ علیہ کے خدمت اقدس میں بھی گئے اور خرقہ خلافت سلسلہ مداریہ میں پایا سید جلال رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ تحفتہ البرار میں لکھا ہے کہ میر سید ظفر آبادی رحمتہ اللہ علیہ بھی میر سید جلال رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور میر سید طیب نور اللہ مرقدہ' کے خلیفہ ہیں۔ شیخ بدن ظفر آبادی اور شیخ محمد و قلندر لکھنؤ وال اور سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ (کہ پیر سیّد جلال آپ رحمتہ اللہ علیہ ہیں) سید مبارک امجد رحمتہ اللہ علیہ کے خلفا سے ہیں۔ جو علمی و کشفی کمالات کے جامع تھے اور سید مبارک امجد رحمتہ اللہ علیہ اور سید اجمل رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور سید اجمل آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار رحمتہ اللہ علیہ کے خلفا سے ہیں۔

حضرت سیّد اجمل رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ علوم حقیقی و شرعی کے جامع تھے جو کچھ دوسروں کو ترک و تجرید میں ملتا تھا ان کو ظاہری مرتبہ و منصب ہی میں مکمل طور پر حاصل ہو جاتا تھا۔ حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے ہندوستان کے سادات کا نسب ان سے تحقیق کیا ہے اور ان سے دوستی اور ملاقات رکھتے تھے۔ لطائف اشرفی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روزہء طی کی بعد شاہ مدار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں جاتے تھے اور عوارف المعارف کا سبق لیتے۔ پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ سامنے بیٹھ کر کتاب پڑھتے۔ ایک ساعت مراقبہ فرماتے۔ رونا اور زاری ہوتی۔ اس کے بعد اٹھ جاتے۔ جا کر کھانا کھاتے اس کے بعد تین دن تک کھانا نہ کھاتے تاکہ سبق پڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جب عوارف ختم ہوئی تو فصوص الحکم کے لئے درخواست کی شاہ مدار رحمتہ

اللہ علیہ نے فرمایا کہ تعریف فی علم التصوف کے پڑھنے کی بعد اگر نصیبہ ہے تو پڑھیں گے جب تک شاہ مدار نور اللہ مرقدہ' جونپور میں رہے انجمن تعلیم و تدریس قائم رہی۔ حضرت شاہ بدیع الدین مدار رحمتہ اللہ علیہ کے عجیب و غریب حالات لکھے ہوئے ہیں۔ نقل ہے کہ وہ مقام محمدیت میں تھے۔ جس کسی کی نظران کے حال پر پڑ جاتی بے اختیار سجدہ میں گر جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ رخ انوار پر برقعہ ڈالتے۔ لوگ کہتے ہیں انہوں نے بارہ سال کھانا نہ کھایا اور جو لباس ایک دفعہ پہن لیا پھر اس کو دھونے یا تجدید کی ضرورت نہ پیش آتی تھی۔ موصوف کا واسطہ لمبی عمر کی وجہ سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

حضرت شیخ قیام الدین رحمتہ اللہ علیہ

شیخ قطب الدین ابن شیخ ادھن جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے لڑکے تھے۔ صاحب مقامات عالی تھے اور شیخ جمال اولیا کوردی رحمتہ اللہ علیہ ان کی صحبت میں پہنچے اور خرقہ خلافت سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ مداریہ کا حاصل کیا۔ آپ کا مزار مقدس شیخ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ اودھن رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات عالیہ جونپور میں شیخ بہاءِ الدین رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ میں ہے۔

پیران سلسلۂ عالیہ چشتیہ

مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہ رہے کہ اس فقیر مولف کی نسبت اور ہمارے پیروں میں سے اکثر کی نسبت سلسلہ عالیہ چشتیہ سے ہے۔ مناسب یہ ہے کہ پہلے اپنی ارادت کے سلسلہ کے پیران عظام کا ذکر ہو پھر دوسرے حضرات کا ائمہ اثنا عشری سے اکثر کا ذکر سلسلہ ہائے "قادریہ"، "نقشبندیہ" میں دیا جا چکا ہے

حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید بصری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شمار زمانہ کے مشہور و معروف اولیا میں ہوتا ہے موصوف حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے مصاحب تھے۔ انہی سے ارادت تھی اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک وقت کافی درویش ان کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور بھوک کا اثر بہت زیادہ تھا۔ کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضرت خواجہ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ ہمیں حلوا مطلوب ہے۔ جب درویشوں کی منت بہت زیادہ بڑھی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے منہ آسمان کی طرف کیا اور درویشوں کے واسطے درخواست کی۔ فوراً "سونے کے دینار برسنے لگے۔ فرمایا اسی قدر لو کہ حلوا کھانے کے لئے کافی ہو۔ اسی طرح کیا اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس حلواہ سے کچھ نہ کھایا۔ چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ ۱۷۷ ہجری میں وصال صد ملال ہوا۔

حضرت خواجہ فضیل عیاض رحمتہ اللہ علیہ

زمانہ کے سردار اولیائے کبیر سے ہیں۔ ہمیشہ حزن و یاس کی وجہ سے ہمیشہ آنکھیں اشکبار رہتیں۔ ابتدائی زندگی میں راہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بازرگان کے راستہ پر لوٹنے کے لئے بیٹھے تھے جو قافلہ آیا اس میں قاری یہ آیت پڑھ رہا تھا کہ اے ایمان والو کیا وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل میں خوف پیدا ہو اور اپنے اللہ کا ذکر کرو۔ فضیل کو رقت پیدا ہوئی۔ گناہوں سے توبہ کی اور جن کو نقصان پہنچایا ان سے معذرت کی اور کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ وہاں پر اور بھی کاملین حقہ کی زیارت سے مستفید و مشتہر ہوئے۔ خرقہ ارادت حضرت عبدالواحد ابن زید بصری رحمتہ اللہ علیہ سے لیا۔ آپ کے کارہائے نمایاں تصوف کی حقیقت میں عمدہ قول کی حیثیت کے حامل ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ تواضع کیا ہے؟ کہا کہ عاجزی لیکن حق تعالیٰ کا پورا تابع فرمان ہو۔ اور جس کسی سے حق سنے قبول کرے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شر گھر میں کرتے ہیں لیکن اس کی کنجی دنیامیں رغبت بنائی ہے۔ خیر بھی سب گھر میں کرتے ہیں اس کی کنجی دنیا میں زہد سے رہنا ہے اور انہوں نے کہا کہ "دنیا ہسپتال ہے اور لوگ اس میں دیوانوں کی طرح قید ہیں اور شور و غوغا میں ہمہ تن گوش ہیں۔ ہمارے نفس کی خواہش شور و غوغا ہے اور ہمارے گناہ ہماری قید ہے"۔ آپؒ کی وفات حسرت آیات بروز جمعہ محرم الحرام ۱۸۷ ہجری میں ہوئی۔ مزار اقدس مکہ معظمہ میں ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم بن اُدھم رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مشہور اولیا کاملین میں سے ہیں صاحب کرامت و خوارق تھے۔ خرقہ حضرت فضیل عیاض رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور بہت بڑے بڑے مشائخ سے ملنے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھی

گئے۔ حضرت جنید قدس سرہ نے ان کی تعریف میں کہا کہ ابراہیم بن ادھم سارے علموں کی کنجی یعنی کھولنے والے ہیں ایک دن کوہ ابو قیس پر بیٹھے تھے اپنے مصاحبین سے فرمایا کہ

"اگر خدا کے ولی پہاڑ سے کہیں کہ چلنے لگے وہ فوراً" چلنے لگے یہ کہتے ہی پہاڑ میں جنبش ہوئی۔ آپؒ نے پاؤں پہاڑ پر مارا اور کہا کہ ساکن رہ میں نے دوستوں کے سامنے صرف مثال دی ہے"۔

آپؒ نے فرمایا ایک دن جنگل میں جا رہا تھا جب ذات العرق پہنچا سات آدمی گودڑی پوشوں کو دیکھا کہ جان دیدی ہے اور خون ان سے جاری ہے۔ اردگرد پھرا ایک میں کچھ جان باقی تھی اس سے پوچھا کہ اے جوانمرد کیا حال ہوا؟ اس نے کہا اے ابن ادھم ہم صوفیوں کے گروہ نے جنگل میں توکل پر قدم رکھا اور عہد کیا کہ سوائے خدا کے اور کسی سے گفتگو نہ کریں گے نہ سوچیں گے اور اس کے سوا کسی کی طرف التفات نہ کریں گے۔ آخر جب یہاں پہنچے حضرت خضر علیہ السلام آن ملے اور سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اور خوش ہوئے اور کہا الحمد للہ کہ ہماری کوشش بار آور ہوئی۔ مطلوب سے قریب ہوئے کہ حضرت خضر علیہ السلام استقبال کے لئے آئے۔ اس حال میں ہمارے سر کے اوپر سے آواز آئی۔ اے جھوٹو تمہارا قول اور عہد یہی تھا کہ مجھے بھول گئے اور مجھ سے دوسرے سے مشغول ہو گئے۔ میں تمہاری جانیں غارت کرتا ہوں اور جب تک تمہارا خون نہ بہے گا میں تمہارے ساتھ صلح نہ کروں گا۔ ان جوانمردوں کو جنہیں دیکھتا ہے یہ شہید ناز حق ہیں۔ اے ابراہیم تو بھی اگر یہ ہمت رکھتا ہے تو اندر پاؤں رکھنا ورنہ درمیان سے دور ہو جاؤ۔ کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

خونریز بود ہمیشہ در کشور ما
جان عود بود ہمیشہ در مجمر ما

ترجمہ :- ہماری سلطنت میں ہمیشہ خون ریزی ہوتی ہے- ہماری انگیٹھی میں جان کا عود جلتا ہے- اگر سر دینے کی طاقت رکھتا ہے تو آورنہ مجھ سے دور رہ-

میں دوستوں کو مارتا ہوں اور تجھ میں ہمت نہیں ہے- میں حیران ہوا اور کہا تو کیسے رہائی پا گیا- کہا وہ پختہ تھے- مجھے کہا گیا تو ابھی کچا ہے- جب تو پختہ ہو جائے گا تو تیری جان لیں گے- اس نے یہ کہا اور جان نکل گئی- تصوف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے قول بڑے اونچے اور نادر باریک باتیں ہیں- ان کا قول ہے کہ

خدا کو اپنا مصاحب بنا اور خلقت کو اپنی جگہ چھوڑ دے- حرص اور طمع سے پرہیز صدق اور تقویٰ بڑھاتا ہے- لالچ غم اور فکر بڑھاتا ہے-

۲۶ جمادی الاول جمعہ المبارک کی رات ۲۶۵ ہجری میں شام میں وصال صد ملال ہوا-

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑے بزرگوں میں سے ہیں- ریاضت اور مجاہدہ بہت کیا اور فقر و فاقہ ان کا طریقہ تھا- مالداروں سے دور رہتے- ان کا قول ہے کہ

فقیر خالی ہاتھ- خالی پیٹ اور خالی دل ہونا چاہئے- اگر فقیر کے ہاتھ پر درہم دیکھے تو قریب ہے کہ وہ درویشی میں نہ رہے-

انہوں نے خرقہ ابراہیم بن ادھم سے حاصل کیا اور کئی سال سفرو حضر میں ان کی خدمت میں رہے- اپنے نیک اعمال کا ان کی نظر میں کوئی وزن نہ تھا اگر کوئی آدمی آکر ملے اور خدا کی قسم کھائے کہ نہیں کوئی معبود مگر صرف وہ پھر کہے اے

حذیفہ تیرے عمل ان جیسے نہیں ہیں جو قیامت پر ایمان لائے ہیں۔ پس میں کہوں گا کہ تو اپنی قسم کا کفارہ نہ دے۔ بہت درست ہے کہ تو نے سچ کہا۔ نفحات الانس میں تحریر ہے کہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ اور حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ اور علی بکار رحمتہ اللہ علیہ اور مسلم خواص ایک دوسرے کے دوست تھے۔ باہم عہد کیا کوئی چیز نہ کھائیں گے جب تک پتہ نہ ہو کہ حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال بالکل نہ ملے اور عاجز ہو جائیں تو بہت تھوڑا کھائیں گے تاکہ شبہ تھوڑا رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۲۴ شوال ۲۷۶ ہجری کو ہوا۔

حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ اھل شریعت کے پیشوا اور اہل طریقت کے استاد تھے۔ ۱۷ سال کی عمر میں عالم اور حافظ کلام پاک تھے۔ دو قرآن روزانہ ختم کرتے تھے۔ ایک سو بیس سال عمر پائی اور صائم الدہر رہے۔ کتابت سے روزی کماتے تھے۔ خرقہ حزیفہ مرعشے رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال ۱۸ شوال ۲۸۷ ہجری کو ہوا اور شام میں ہی آپؒ کا مزار اقدس ہے۔

حضرت خواجہ علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سالکوں کی دلیل اور عارفوں کے تاج تھے۔ بہت سے بزرگوں کی صحبت میں رہے۔ مرید ہونے سے پہلے تیس سال مجاہدہ کیا۔ سات دن کے بعد ایک کھجور کھاتے اور پانی پی لیتے۔ سیرالاولیاء میں لکھا ہے کہ اس بزرگ نے تمام عمر دن کے وقت کچھ نہ کھایا اور نہ پیا۔ جب سے تولد ہوئے تو دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔ یعنی تمام عمر روزہ سے رہے۔ خرقہ خلافت حضرت ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ عالم نیاز کے بادشاہ اور بھید کے ملک کے سلطان تھے۔ عالم مکاشفات کو چھپانے کی بہت کوشش کرتے تھے اور عالم صحو میں رہنا عادت تھی جب شیخ ابو اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ چشت کے قصبہ میں گئے تو خواجہ ابو احمد ابدالی رحمتہ اللہ علیہ ان کی صحبت میں رہے اور خرقہ حاصل کیا۔ آپکا مزار پر انوار ملک شام میں ہے۔ آپؒ شیخ علود نیوری رحمتہ اللہ علیہ کے مصاحب تھے اور ان ہی سے خرقہ پہنا۔

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ طریقت کے استاد۔ اولیا کے تاج اور بزرگوں کے چراغ تھے۔ فرسنافہ ریاست کے بادشاہ کے بیٹے تھے۔ آپؒ کی ولادت باسعادت ۲۶۰ ہجری میں ہوئی۔ آپؒ کی ایک بہن صالحہ تھی۔ شیخ ابو اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ کے گھر وہ آتی اور کھانا پکاتی اور جب بھی بچپن میں خواجہ ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتی کہتی کہ اس بچہ سے ایسی بو آتی ہے کہ اس کی بزرگی ظاہر ہو گی اور عجیب حال ظہور پذیر ہو گا۔ جب ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ بیس سال کے ہوئے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ شکار کو گئے۔ دوران شکار والد بزرگوار اور درباریوں سے جدا ہو گئے۔ ایک پہاڑ کے درمیان پہنچے تو دیکھا چالیس آدمی اللہ کے بندے کھڑے ہیں اور شیخ ابو اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ ان کے درمیان ہیں۔ آپ گھوڑے سے اترے۔ شیخ کے پاؤں پر گر گئے اور تمام ہتھیار پھینک دیئے اون کے کپڑے پہن لئے اور ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ان کے والد بزرگوار اور مصاحبین نے ان کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پا سکے۔ ان کو چند روز بعد معلوم ہوا کہ وہ خواجہ ابو اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک پہاڑی گاؤں میں ہیں۔ ایک دستہ سپاہیوں کا روانہ کیا ہر چند ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ کو سمجھایا لیکن آپ واپس نہ آئے۔

ان کے باپ کا شراب خانہ تھا۔ ایک روز فرصت پا کر ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ وہاں آئے۔ اس کا دروازہ مضبوطی سے بند کر کے شراب کے گھڑوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے ان کے باپ کو خبر دی وہ چھت پر آیا اور غضبناک ہو کر پتھر اٹھا کر مارا۔ وہ پتھر ہوا میں لٹکا رہا اور ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ کو کوئی آفت نہ آئی۔ ان کے والد محترم نے یہ دیکھ کر ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔ خواجہ ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ سے اتنی کرامات ظاہر ہوئیں کہ تحریر کرنا ناممکن ہے۔ آپؒ کا وصال صد ملال ۳۵۵ ہجری میں ہوا۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کرامات اور بلندیٔ درجات کے تھے۔ زھد اور تقویٰ مکمل تھا۔ دنیا اور اہل دنیا سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ مجاہدہ اتنا تھا کہ سالہا سال پہلو زمین سے نہ لگاتے اور کہتے تھے جب میرا شروع اور آخر ترک دنیا ہے تو اپنے آپ کو غرور اور اس کے دھوکہ سے بچانا چاہئے۔ خرقہ اپنے والد بزرگوار ابواحمد ابدال رحمتہ اللہ علیہ سے زیب تن کیا۔ جب سلطان محمود غزنوی سومناتھ کے غزوہ پر آیا تو خواجہ کو خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ سلطان کی مددگاری کے لئے جانا چاہئے۔ سترہ سال کی عمر میں چند درویشوں کے ساتھ متوجہ ہوئے اور میدان کارزار میں خود کافروں کے ساتھ جہاد کیا۔ ایک دن کافروں نے غلبہ پایا اور اسلامی لشکر کو جنگل میں گھیر لائے اور نزدیک تھا کہ شکست ہو جاتی حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید چشت میں چکی پر کام کرتا تھا جس کا نام کاکو تھا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے آواز دی کہ کاکو آؤ۔ فورا" کاکو حاضر ہوا اور دیکھا کہ اضطراب میں ہیں لڑائی شروع کی یہاں تک کہ لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اس وقت چشت میں محمد کاکو کو دیکھا گیا کہ در و دیوار پر چکی کو مار رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کیا سبب تھا؟ تو یہی وجہ بتائی کہ حضرت خواجہ ابو محمد رحمتہ اللہ علیہ کی وفات ۱۴ ربیع الاول ۴۱۱ ہجری میں ہوئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا

مزار اقدس چشت میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف سمعان چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ حقیقتوں کے بحر بے کناں اور معرفت کے سیاح تھے۔ آپؒ کی ظاہری کرامات اور مکاشفات ان گنت ہیں آپؒ نے خرقہ اپنے ماموں خواجہ حضرت محمد ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے۔ خواجہ ابو یوسف کو ۵۰ سال کی عمر میں گوشہ نشینی اور مکمل ترک کی رغبت ہوئی۔ چاہتے تھے کہ ایک بڑے بزرگ خواجہ حاجی کے مزار پر انوار کے نزدیک (جن کی زیارت خواجہ ابواسحٰق شامی نے بہت کی تھی) زمین کے نیچے چلہ خانہ بنائیں۔ ہاتف غیبی کے اشارے پر ایک مقام پر کھودنا شروع کیا زمین اتنی سخت تھی کہ کوئی نہ کھود سکا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے خود کدال اٹھائی اور نماز چاشت سے ظہر تک مکمل کھدائی کر لی اور بارہ سال میں اس تہہ خانہ میں بسر کئے اور اتنی مدہوشی اور حیرت ان پر غالب آئی کہ بعض دفعہ جب خادم وضو کے لئے پانی ان پر ڈالتا تو اپنے سے غائب ہو جاتے اور تقریباً" ایک ساعت غیبت میں رہتے پھر حاضر ہو جاتے اور وضو مکمل کرتے جس وقت حضرت شیخ الاسلام ابواسماعیل عبد اللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ چشت سے پہنچے تو ان کی صحبت پائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل و مجلس کی خوبی بیان کرتے تھے۔ آپ کی عمر عزیز ۸۴ سال کی ہوئی ۴۵۹ ہجری میں رحلت فرمائی۔ وقت رحلت اپنے بیٹے قطب الدین مودود کو علم حاصل کرنے کی وصیت کی اور اپنا نصری قائم مقام بھی مقرر کیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مشائخ عظام کے سلطان اور نامداد اولیا کرام کے سرور تھے۔ سات سال کی عمر میں قران مجید حفظ کر کے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے

جب چھبیس سال کی عمر ہوئی ان کے والد ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا وصال پر ملال ہوا تو ان کی جگہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ آپؒ کا اخلاق عمدہ اور افعال پسندیدہ تھے اور اس ملک کے لوگ آپؒ سے اعتقاد اور محبت کرتے تھے۔ والد بزرگوار کی وفات حسرت آیات کے بعد علم حاصل کرنے کو بخارا اور بلخ تشریف لے گئے اور چار سال میں علوم و معارف حاصل کئے اور آپؒ سے بہت سی کرامات سرزد ہوئیں۔ ایسے کاملین حقہ سے اسی قسم کے واقعات کا سرزد ہونا کوئی محیر العقول بات نہیں پھر چشت واپس آئے اور طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے جو ہر طرف سے آپؒ کی طرف رجوع کر رہے تھے۔ ایک بزرگ زادہ بدخشاں سے آپؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کلاہ کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اس میں دنیا کی رغبت ابھی موجود ہے اس لئے ان کی التجا کو در خود اعتنا نہ سمجھا۔ وہ اپنے بزرگ کو لے آیا۔ آپؒ نے کلاہ دیدی اور فرمایا کہ اے جوان جب کلاہ پہنے تو اس کی حفاظت کرنا ورنہ پشیمان ہو گا۔ وہ بزرگ زادہ پگڑی باندھ کر بدخشاں چلا گیا اور چند روز بعد دنیا میں اور جو اس کے نفس میں تھا مشغول ہوا۔ یہ خبر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچائی گئی تو آپؒ نے فرمایا یہ کس طرح ہے کہ وہ کلاہ اس کا کام تمام نہیں کرتی ہے۔ زیادہ دن نہ گزرے کہ تباہی نے اس کو پکڑا اور اس کی آنکھیں نکال دی گئیں۔

حضرت حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ علماء کے استاد اور اولیا کرام مین برگزیدہ تھے۔ ہستی کامل خرقۂ خلافت حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے پایا۔ تحریر ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال تنہائی میں گزارے اور ویرانہ میں رہے اور درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ اگر کوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو

خادم منع کرتے کہ دنیا اور اس کا تذکرہ ہرگز ہرگز نہ کرنا تاکہ زیارت کی سعادت سے محروم نہ رہو۔ ایک شخص کچھ نقدی بطور نیاز لایا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

فقیروں سے کیا دشمنی ہے کہ خدا کے دشمن کو ان کے پاس لایا اور فرمایا صحرا کی طرف دیکھو۔ اس شخص نے دیکھا کہ سونے کی ندی بہہ رہی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس کو اتنا تصرف خزانہ غیب میں ہو تمہارے مال کی طرف نظر نہیں کرے گا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ رحمتہ اللہ علیہ

شریعت طریقت اور حقیقت کے اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم دین تھے۔ خرقہ خلافت حاجی زندنی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ خواجہ خواجگان حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نوراللہ مرقدہ' کے ساتھ ہمسفر تھا کہ دجلہ کے کنارے پہنچے۔ کشتی نہیں تھی۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ میں نے بند کیں تو اپنے آپ کو دجلہ کے پار پایا۔ میں نے پوچھا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کیا کیا؟ تو فرمایا پانچ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھی۔ حضرت خواجہ عثمان نور اللہ مرقدہ' نے فرمایا کہ خدا کے ایسے دوست ہیں کہ اگر زمانہ اور دنیا ان سے حجاب میں ہو جائیں تو نابود ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جس میں تین خصلتیں ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔

(۱) دریا کی سی سخاوت۔

(۲) آفتاب کی سی شفقت اور

(۳) زمین کی سی عاجزی۔

اور آپؒ نے فرمایا کہ مرد فقر کا مستحق اس وقت ہوتا ہے جب اس کا فانی عالم میں کچھ باقی نہ رہے۔ آپؒ کا ایک رسالہ " انیس الارواح " ہے جس میں اٹھائیس مجلس میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہ' حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال اور ملفوظات جمع کئے جو مریدین کے لئے ایک بیش بہا سرمایہ ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ طریقت میں بزرگوں کے شیخ اور حقیقت کے اصل الاصول اور اسرار الٰہی کے مالک تھے۔ اپنی گوناگوں کرامتوں اور درجات عالیہ کی وجہ سے ہندوستان کے اولیا کرام و عظام کے سرفہرست ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سنجان خراسان میں ہوئی۔ پندرہ سالؒ کے تھے کہ ان کے والد خواجہ غیاث الدین کا انتقال پرملال ہو گیا۔ ایک باغ اور چکی ورثہ میں چھوڑی۔ ایک روز ایک درویش ابراہیم قلندر رحمتہ اللہ علیہ ان کے باغ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انکے ہاتھ چومے اور انگور کا خوشہ پیش کیا اور زانوئے ادب تہہ کر کے متوجہ ہوئے۔ درویش نے تل کی کھلی جیب سے نکالی دانتوں سے چبائی اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے منہ میں دی۔ کھلی کے کھاتے ہی ان کے باطن میں ایک نور چمکا اور دل جائیداد سے سرد ہو گیا اور جو کچھ تھا فروخت کر کے فقیروں کو دے دیا۔ سمرقند بخارا کی طرف عازم سفر ہوئے۔ وہاں قران مجید حفظ کیا اور علم ظاہری حاصل کیا پھر وہاں سے عراق اور عرب کی طرف گئے۔ جب قصبہ ہارون پہنچے (جو نیشاپور کے قریب ہے) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور بیس سال ان کی خدمت اقدس میں رہے۔ ان کے ذمہ بستر کا اہتمام تھا جب روحانی مقامات سے

سرفراز ہو گئے تو شیخ سے خرقہ پایا۔ رخصت ملی اور پھر خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ السید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ ابو نجیب سہرودی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ ' شیخ واحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی صحبت رہی جس زمانہ میں رائے پتھورا اجمیر میں حکمران تھا۔ اجمیر تشریف لائے اور عبادت الہیہ میں ہمہ تن گوش ہو گئے۔ ایک دن راجہ نے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مصاحب کو بہت تکلیف دی اور قید کر لیا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہلا کر بھی بھیجا کہ اس کو چھوڑ دے۔ اس نے پروا نہ کی۔ جب یہ حال حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو بتایا گیا آپؒ نے فرمایا پتھورا کو زندہ گرفتار کیا اور دے دیا۔ اس زمانہ میں معزالدین سام (روایت معتبر تاریخ محمد غوری مترجم) غزنوی کا لشکر بھی پہنچ گیا اور رائے پتھورا کو لشکر نے قید کر لیا اس دن سے اسلام اس علاقہ میں پھیلنا شروع ہو گیا اور کفر اور فساد کی جڑ کٹنے لگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اللہ تعالیٰ سے الہام ہوا کہ جو تیرا مرید ہو گا یا قیامت تک مریدوں کا مرید ہو گا۔ اس کو بخشوں گا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

> عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو کوئی اس میں گر پڑے جلا دے اور نابود کر دے کیونکہ کوئی آگ محبت کی آگ سے سخت نہیں ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارفوں کا ایک مرتبہ ہے جب اس پر پہنچتے ہیں تمام عالم اور جو کچھ عالم میں ہے اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔ عارف کا کم از کم مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات اس میں ہوں۔ بہت سال اس کام میں گزرے اور نتیجہ سوائے ہیبت کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔ آپ

رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہنچاننے کی علامت یہ ہے کہ خلقت سے بھاگتا ہے اور معرفت کے بارے میں خاموش رہتا ہے۔ عارف وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا کے سوا ہو دل سے نکال دے تاکہ اکیلا ہو جائے اور دوست کی طرح یکتا ہو جائے۔ راہ محبت کے عارف کی علامت یہ ہے کہ دونوں جہانوں سے دل اٹھا لیا ہو اور خلقت میں سب سے زیادہ عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ حیرت میں ہو۔ بغیر نماز میں فرماں برداری کے طالبان منزل قربت کے نزدیک نہیں ہو سکتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال صد ملال کے بعد پیشانی پر لکھا ہوا پایا گیا ھذا حبیب اللہ و مات فی حب اللہ (یہ اللہ کے دوست ہیں اور اللہ کی محبت میں انتقال پرملال ہو جاتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر عزیز ۹۳ سال ہوئی۔ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری میں وصال صد ملال ہوا۔ اجمیر شریف میں اپنے قیام کی جگہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے۔ پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک اینٹوں سے بنی۔ اس کے بعد پتھر کا غلاف اوپر بنا دیا گیا اور پہلی تربت مبارک درمیان میں اسی طرح ہے۔ اس وجہ سے مزار پر انوار بلند ہے۔

حضرت خواجہ خواجگاں قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ بھیدوں کے منبع اور تجلیات کے مظہر اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے۔ بزرگ اولیا سے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مقبولیت بہت تھی۔ فقر و فاقہ اور خلوت و قرب سے موصوف تھے۔ بہت استغراق میں رہتے۔ اگر کوئی زیارت کے لئے آتا تو کچھ وقت کھڑا رہتا تاکہ اپنے

آپ میں واپس آئیں اور آنے والے پر متوجہ ہوں۔ اگر آپؒ کی اولاد پاک کا انتقال بھی ہو جاتا تو آپؒ کو کچھ عرصہ بعد خبر نہ ہوتی۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمسایہ میں ایک بقال تھا۔ شروع حال میں اسے ادھار لیتے رہتے اور یہ کہا ہوا تھا کہ تین سو درہم سے زیادہ نہ ہونے پائے اور جب فتوح آتیں تو اس بقال کو دے دیتے پھر آپؒ نے عہد کیا کہ ادھار نہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مصلے کے نیچے ایک نان نکلتا جو سارے خاندان کو کافی ہوتا جب ایک عرصہ گزر گیا تو بقال کو خیال ہوا کہ آپؒ ناراض ہو گئے اب ادھار نہیں لیتے۔ اس نے اپنی بیوی کو حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے حرم میں بھیجا اور حضرت خواجہ صاحب کی زوجہ محترمہ نے حالات ظاہر کر دیئے۔ اس کے بعد کاک (نان) نکلنے بند ہو گئے۔ نقل ہے کہ آپؒ رات میں تین ہزار دفعہ درود شریف پڑھتے تھے۔ ان دنوں میں ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس وجہ سے تین رات یہ ورد فوت ہو گیا۔ ایک آدمی جس کا نام رئیس تھا۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور فرمایا کہ:

بختیار کاکی کو ہمارا سلام دینا اور کہنا کہ جو تحفہ وہ بھیجا کرتا تھا تین دن سے نہیں پہنچا۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپؒ کی خدمت میں آیا اور غربت کی شکایت کی۔ فرمایا اگر میں کہوں کہ میری نظر عرش پر پڑتی ہے تو یقین کرے گا۔ اس نے کہا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ تو کہا کہ وہ اسی روپے چاندی کے جو گھر میں چھپائے ہیں پہلے وہ کھا لے پھر شکایت غریبی کی کرنا۔ کہتے ہیں کہ شیخ ابو علی سنجری جو حضرت خواجہ خواجگان معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے عزیزوں سے تھے کے گھر مجلس تھی اور حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اس مجلس میں تھے۔ اور قوال احمد جام کا یہ کلام سنا رہے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

ترجمہ :۔ جو لوگ خدا کی راہ میں جان دے دیتے ہیں ہر دور میں ان کو ایک نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔

آپؒ پر یہ شعر چھا گیا اور چار دن رات حیرت میں گرفتار رہے اور شعر کے ذوق میں تھے۔ پانچویں رات وصال صد ملال ہو گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر عزیز ۸۷ سال کی ہوئی۔ ۱۴ ربیع الاول پیر کے دن ظہرے وقت ۶۳۵ ہجری یا بقول دیگر ۶۵۴ ہجری میں وصال ہوا۔

حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین مسعود المعروف بہ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اولیا اللہ کے برہان اور متقیوں کے بادشاہ تھے۔ ارباب یقین کے پیشوا تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدے اور خوارق عادت بے حد و حساب تھے۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ مرشد کے سامنے مجاہدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے فرمایا کہ روزہ طی کا رکھو اور جو غیب سے پہنچے اس سے افطار کرنا جب تین روز گزرے ایک شخص چند روٹیاں لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے غیبی تحفہ خیال کرتے ہوئے افطار کر لیا معدہ نے اس کو قبول نہ کیا اور قے کر دی۔ جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عنایت کی کہ قے کرا دی۔ اب دوبارہ روزہ رکھو اور افطار غیب کے کھانے سے کرنا تین روز گزرے کھانا نہ آیا۔ چوتھی رات گزری تو دل حرارت سے جلنے لگا۔ زمین سے کچھ کنکر لے کر منہ میں ڈالے۔ آدھی رات گزری تو ضعف اور بڑھ گیا چند کنکر پھر زمین سے اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ یہ شکر ہو گئے۔ باہر نکال دیئے۔ جب تیسری مرتبہ شکر ہو گئے تو یقین ہو گیا کہ یہ رزق غیب

سے ہے کھا لئے۔ صبح مرشد کامل و اکمل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا کیا اس سے افطار کیا۔ وہ سنگریزے غیب سے تھے۔ اس طرح کے پتھر دودھ بھی بن جاتے ہیں۔ تب سے آپ گنج شکر ملقب ہوئے۔ سیر الاولیا میں یہ قصہ دوسری طرح مشہور ہے جیسا کہ ایک شخص نے کہا ہے وہ جہان کے نمک اور خشکی و تری میں شکر کے خزانے جو شکر سے نمک کر دیں اور نمک سے شکر کر دیں ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اوچ شریف کی مسجد حاج میں چلہ معکوس کیا۔ چالیس روز تک ہر روز رات کو ایک کنویں کے اندر ایک درخت سے لٹکا دیئے جاتے۔ جب دن نکلتا تو آپ کو نکال لیا جاتا۔ ایک دفعہ خادم نے ایک ماشہ نمک ادھار لے کر کھانے میں ڈال دیا جب افطار کے وقت کھانا سامنے آیا تو فرمایا کھانا سے خیانت کی بو آتی ہے اور آپ نے کھانا پسند نہ کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزیں سات سو مختلف گروہ کے سرداروں سے پوچھیں سب کا ایک ہی جواب تھا۔

سب سے عاقل وہ ہے جو گناہ سے پوری طرح بچے۔ سب سے دانشمند وہ ہے جو کسی چیز کی عزت نہ کرے۔ جو سب سے غنی ہے وہ قناعت کرنے والا ہے۔ جو سب سے غریب حقیر ہے وہ ہے جس نے قناعت ترک کر دی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

نامرادی کا دن مراد کی شب معراج ہے اور فرمایا اپنے گرم کام کو لوگوں کے سرد پانی کے حوالے نہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ دو جہانوں کی عبادت سے افضل ہے۔ سب سے ذلیل شخص وہ ہے جو کھانے پینے اور لباس کے شغل میں لگا رہے۔

ایک دفعہ سماع کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اس میں علما کا اختلاف ہے۔ فرمایا

سبحان اللہ کوئی جل کر راکھ ہو جائے اور لوگ ابھی جائز کی بحث میں ہوں اور فرمایا

الفقیر بین العلماء کالبدر فی الکواکب اور فرمایا

علما کے درمیان فقیر ایسے ہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے درمیان۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اپنے آپ سے بھاگنا اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔

آپؒ کی عمر عزیز ۹۵ سال تھی جب بروز پانچ محرم الحرام ۶۶۴ہجری میں عشا کی نماز پڑھ کر یاحی یا قیوم فرمایا اور غم کدہ جہاں سے بہشت کی طرف روانہ ہوئے۔ مزار پر انوار پاک پتن شریف میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد بن احمد بن علی البخاری ہے۔ ہفت اقلیم میں تحریر ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نسب بارھویں پشت میں حضرت موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب سلطان المشائخ اور نظام الدین اولیا ہے۔ درگاہ الٰہی میں محبوبوں اور مقربوں میں سے ہیں۔ آپؒ کے تصرف اور خوارق عادت بے شمار ہیں اور ہندوستان کا ملک ان سے بھرا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ علوم دینی کی تکمیل کے بعد شیخ المشائخ فرید الدین گنج شکر نور اللہ مرقدہ' کے مرید ہوئے اور کمال کے مرتبہ پر پہنچے۔ مرشد نے طالبوں کی تکمیل کے لئے اجازت دی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی چلے آئے۔ کہتے ہیں ایک شخص سے بہت بڑی رقم کی ہنڈی (ڈراث) گم ہو گئی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے آکر حال

بیان کیا اور بڑی پریشانی اور حیرت میں تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو ایک درم دیا کہ اس کا حلوہ خرید اور بہ نیت ثواب حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی روح پاک کے درویشوں کو کھلا دے۔ جب اس شخص نے حلوائی کو درم دیا تو اس نے تھوڑا تھوڑا حلوہ کاغذوں میں لپیٹ کر اس کو دیا۔ جب غور سے دیکھا وہ کاغذ گم شدہ ہنڈی تھی۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے وضو کیا۔ چاہتے تھے کنگھا کریں۔ کنگھا طاق میں تھا اور کوئی نزدیک نہ تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو کنگھا نکال کر دیتا۔ کنگھا طاق سے اچھلا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں آگیا۔ ایک شخص اپنے گاؤں سے آپؒ کی زیارت کو چلا۔ راستہ میں ایک گاؤں بوندی آیا۔ وہاں ایک شخص تھا جسے شیخ مومن کہتے تھے اسے ملنے چلا گیا۔ شیخ مومن نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ بتایا کہ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ اس نے کہا حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کو میرا سلام پیش کرنا اور کہنا کہ شب جمعہ کو خانہ کعبہ میں ملاقات کریں گے۔ جب وہ شخص حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا عرض کی کہ بوندی کے شیخ نے ایسا کہا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو غصہ آیا کہ وہ درویش باعزت ہے لیکن زبان کی حفاظت نہیں کرتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے خواب میں ایک جھنڈا دیا گیا جس پر لکھا تھا کہ جہاں تک ہو سکے دل کو راحت پہنچا کہ مومن کے دل میں ربوبیت کا ظہور ہے۔ حضرت سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے بعض دوستوں کو لکھا کہ

> صاحبان طریقت اور عارفان حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ وہ رب العلمین سے محبت کرے اور وہ محبت دو طرح کی ہے۔ ذات کی محبت اور صفات سے محبت۔ محبت ذات اللہ تعالیٰ کی عطا سے

ہے اور صفات کی محبت کوشش اور عمل سے ہے جو کچھ کہ بخشش و عطائے خداوند قدوس سے

ہے کسب اور عمل بندہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اور جو کسب و عمل سے ہے اس میں بندہ کی

کوشش اور عمل حصول کا ذریعہ ہے۔ مستقبل محبت (دائم) حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ

قلب کو ماسوا سے خالی کر کے ذکر کرنا ہے۔ اور اس کے لئے فراغت یعنی ہر قسم کے فکر سے

آزادی شرط ہے

اور اس کو چار چیزیں روکنے والی ہیں۔

(۱) خلقت

(۲) دنیا

(۳) نفس اور

(۴) شیطان

خلقت کو دور رکھنے کے لئے تنہائی اور گوشہ نشینی علاج ہے اور دنیا کو دفع کرنے کے

لئے قناعت کا طریقہ ہے نفس اور شیطان کو دور کرنے کے لئے ہر گھڑی اللہ تعالیٰ سے التجا کرنا

ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال سورج نکلنے پر بروز بدھ ۱۸ ربیع الآخر ۷۰۵ ہجری

میں ہوا۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود المعروف بہ چراغِ دہلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ المشائخ طریقت والوں کے اور اہل محبت و حقیقت کے بادشاہ تھے اور

فقر صبر رضا اور تسلیم میں یکتا تھے اور زہد پرہیزگاری اور تحمل میں بے نظیر تھے۔ حضرت خواجہ

نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور ان کے اسرار کے حامل تھے ان کے بعد دہلی کی

خلقت کے درمیان رہنا چاہئے اور تکلیف و ظلم جو خلقت کی طرف سے ہو برداشت کرو۔ اور عطاو

بخشش و گفتگو لطیف کریں۔ لکھا کہ سلطان محمد تغلق باوجود شیخ نصیر الدین کے ایسے خصائل و کمال کے

ولایت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ مرشد کامل و اکمل کی مکمل متابعت کرتے تھے۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ جو خلوت خاص کے محرم حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے تھے ان سے ایک دن التجا کی کہ حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کریں کہ خلقت کی مزاحمت کے سبب مشغولی اور اوراد وغیرہ ٹھیک نہیں ہوتی اگر اجازت ہو صحرا میں جاکر فراغت دل سے عبادت کروں جب حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے کہو کہ لطیف کریں۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد تغلق باوجود شیخ نصیر الدینؒ کے ایسے خصائل و کمال کے ان کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ سفر میں اپنے ساتھ رکھتا اور ایک وقت ان کو کپڑے بدلوانے کی خدمت سپرد کی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ سب کچھ اپنے پیر کی وصیت کے بموجب برداشت کرتے۔ لیکن ان کے تحمل نے بادشاہ کو سلطنت کے تخت سے کھینچ کر تختہ تابوت پر جالٹایا۔ حضرت شیخ نصیر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سلوک کے آغاز میں شہوت کو دفع کرنے کے لئے اتنا لیموں کا عراق استعمال کیا کہ ہلاکت کا خوف ہو گیا۔ اور کبھی دس دس روز تک کچھ نہ کھاتا۔ خیر المجالس میں تحریر ہے کہ ایک عزیز نے سوال کیا کہ درویشوں کو جو حال ہوتا ہے یہ کہاں سے ہے؟ اور کس طرح ہے فرمایا حال اعمال کی درستی سے ہے اور یہ دو قسم پر ہے اعضائے بدن کے اعمال اور یہ ہر کسی کو معلوم ہیں دوسرے قلب کے اعمال اور اسکو مراقبہ کہتے ہیں اور مراقبہ میں یہ لازم طور پر یقین رکھے کہ اللہ تیری طرف دیکھ رہا ہے پھر فرمایا کہ پہلے عالم علوی سے انوار ارواح پر نازل ہوتے ہیں۔ پھر اس کا اثر قلوب پر ظاہر ہوتا ہے پھر اعضائے بدن پر جو قلب کے تابع ہیں جب قلب حرکت میں آتا ہے اعضا بھی حرکت میں آتے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ لوگ بغیر مشاہدہ کس طرح جیتے ہیں ۔۔۔ ۱۸ رمضان المبارک اور رات کو ۷۵۷ ہجری میں وصال صد ملال ہوا

حضرت شیخ صدر الدین حکیم رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ نصیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگ ترین مصاحب تھے اور شیخ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے منظور نظر تھے۔ ان کا باپ سوداگر تھا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ کوئی فرزند نہ تھا جس وجہ سے ملولیت یقینی تھی جب حضرت سلطان المشائخ کی خاص حالت میں حاضر تھے حضرت شیخ نے اپنی پشت ان کی پشت سے ملی اور انکو فرزند کی بشارت دی۔ ان کو پیر پر پورا اعتقاد تھا۔ عورت کے پاس گئے اور امیدواری ظاہر ہوئی۔ جب حضرت شیخ صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ تولد ہوئے تو ان کے والدماجد سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت خاص میں لے گئے سلطان المشائخ نے ان کو گود میں لیا تاکہ اس کی نظر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرے پر ٹھہرے۔۔۔ اور نظر کا اثر ظاہر ہوا۔۔ حاضرین نے اس کو دیکھا کہ حضرت سلطان المشائخ نے اپنے جبہ کا ایک ٹکڑا پھاڑا اور حضرت صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے لیے اپنے ہاتھ سے خرقہ سی دیا اور ان کو حضرت شیخ نصیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ ان کی شان کی بڑائی کی خبر دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو علم طب میں بڑی مہارت تھی۔ نقل ہے ایک دفعہ ان کو پریاں اٹھا کر لے گئیں تاکہ ایک بیمار پری کا علاج کرائیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا علاج موافق ہوا۔ اور بیمار کو صحت ہوئی۔ ان کو ایک خط لکھ کر دیا گیا کہ فلاں کوچہ میں جو کتا ہے اس کو جا کر دکھائیں۔ خط اس کتے کو دکھایا گیا۔ وہ فوراً روانہ ہوا۔ ایک خطہ زمین پر گیا۔ کھڑا ہوا۔ زمین میں شگاف کیا اور وہاں جو خزانہ تھا وہ دکھایا۔ حکیم صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت کی غنا اور ہمت عالی نے اس خزانہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے رسائل لکھے ہیں جنمیں معارف اور حقائق لکھے ہیں۔ مزار پرانوار قلعہ دہلی میں ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۶۰۲ ہجری اور وصال صد ملال ۶۸۴ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ شیخ صدر الدین حکیم رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شروع میں علماء دہلی

میں تھے اور کتنے ہی سال منیار شمسی کے پاس جامع مسجد میں مسند درس پر متمکن ہوئے اور اشاعت علم کی۔ آخر مرید ہوئے سلوک کے طریقہ میں مشغول ہوئے اور بہت ریاضت کی لیکن اس عالم کی خوشبو نصیب نہ ہوئی۔ شیخ صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس عرض حال کی .انہوں نے فرمایا کہ پڑھانا چھوڑ دو۔ اور کتابیں بھی اپنی ملکیت سے نکال دو۔ اسی طرح کیا مگر چند کتابیں جن میں بڑے لطیف و نفیس مضمون تھے وہ رکھ لیں تو معرفت میں فتحیابی توقف میں رہی جب تک کہ باقی کی کتابیں جدا نہ کردیں۔ ان کو دیکھا کہ دریا کے کنارے بیٹھے ان کو دھو رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے تاکہ دل کی لوح ماسوا سے پاک ہو جائے اور اس کے بدلے علم باطن ثبت ہو جائے۔ ایک دفعہ اودھ میں وبا پھیل گئی اکثر لوگ بیمار ہو گئے اور مر بھی گئے۔ لوگوں نے ہر طرف سے ہجوم کیا جس کو شیخ تعویذ دے دیتے اس کو صحت ہو جاتی۔ جب اہل حاجت کی کثرت ہوئی اور اوراد میں خلل ہونے لگا تو ایک تعویذ لکھا کر کنویں میں جو ان کے دروازے پر تھا ڈال دیا۔ اور فرمایا جو اس کا پانی پیئے گا وہ صحت پائیگا۔ وہ کنواں صحت چاہ کے نام سے مشہور ہوا۔ رسالہ آداب السالکین آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے کسی نے لکھا۔ آپؒ کا مزار پر انوار اودھ میں ہے

حضرت شیخ محمد بن عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ کا تعلق جونپور کے بڑے بزرگوں سے ہے۔ راہ خدا کے صادقین میں سے ہیں۔ اعلیٰ مقامات پر فائز المرام تھے۔ شیخ فتح اللہ اودھیؒ کے مرید خاص تھے۔ آپؒ کے والد بزرگوار شیخ عیسیٰ دہلی کے روسا میں سے تھے۔ اس آفت میں کہ امیر تیمور کے دہلی آنے سے پڑی جونپور چلے گئے۔ شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ اس وقت سات آٹھ سال کے تھے اور بچپن میں ہی قدرتی استعداد اور فطرت سے شیخ فتح اللہؒ کے مرید ہو گئے پیر کے اشارہ پر کافی مدت ملک العلما قاضی شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا

قاضی صاحب نے ان کی تعلیم کے لیے شرح اصول بزودی تحریر کی۔ تحصیل علم کے بعد تصفیہ باطنی میں مشغول ہوئے۔ آپؒ کے حجرہ کے دروازے پر درخت تھا اور سالہاسال گذر گئے کہ شیخ کو اس کو خبر نہ تھی۔ ایک دن درخت کے پتے آپؒ کے بیٹھنے کی جگہ پر گرے پوچھا یہ پتے کہاں سے آگئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہاں درخت ہے مراقبہ میں اتنا سر جھکا رہا کہ کمر کے مہرے نکل آئے اور ٹھوڑی سینہ پر جا لگی۔ آپؒ کا مزار اقدس جون پور میں ہے

حضرت شیخ بہاؤالدین جونپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے اور مرید محمد بن عیسٰیؒ کے تھے۔ ترک و تجرید اور زھد میں ثابت قدم تھے۔ کہتے ہیں ایک شخص صاحب نعمت جن کا نام شیخ حسین تھا دولقہ علاقہ گجرات سے شوق اور ریاضت کے لیے شیخ محمد بن عیسٰی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کو جونپور آئے۔ حضرت شیخ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ اس وقت نیک اور قابل طالب علم تھا اس کی صحبت میں منسلک ہو گیا۔ اور شیخ حسین کیمیا جانتا تھا۔ شیخ بہاالدین کو جوان فقیر مستحق پایا۔ ایک دن ان پر دل نرم ہوا۔ اور حضرت شیخ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا میرے ساتھ جنگل میں چلو۔ صحرا میں جاکر عمل کیمیا کیا اور ان کو دیا کہ اپنے مصرف میں لاؤ اگر پھر حاجت ہو مجھے کہنا میں پھر بتادوں گا۔ حضرت شیخ بہاالدین نے عرض کی بندہ کو آپؒ سے کسی اور کیمیا کی امید ہے۔ یہ کیمیا میرے کام کی نہیں۔ وہ شیخ پر دل سے خوش ہو گئے۔ اور ان کے باطن کی تربیت میں کوشش کی یہاں تک کہ شیخ حسین کی مدت ملاقات شیخ محمد بن عیسٰی سے اختتام پذیر

ہوئی اور نعمت و خلافت لیکر دولقہ کی جانب واپس ہوئے حضرت شیخ بہاالدینؒ نے دامن پکڑ کر سوال کیا اور ارادت و اجازت طلب کی۔ انہوں نے فرمایا پیر تیرا اسی شہر میں ہے اور میری طرف سے تیرے لیئے صرف اتنا ہی مقدر تھا۔ کچھ مدت بعد حضرت شیخ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کا دل شیخ محمد بن عیسیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ مرید ہو کر خلافت حاصل کی۔ اخبار الاخیار میں ہے کہ ابھی حضرت شیخ بہاالدینؒ کو نعمت اور خلافت کا شرف نہ ملا تھا کہ وقت وصال حضرت شیخ محمد بن عیسیٰؒ کا آگیا تو فرمایا کہ سید مانکپور سے تشریف لائیگا۔ چنانچہ جونپور میں سیّد حامد شاہ راجنؒ تشریف لائے حضرت شیخ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ نے ان کا استقبال کیا اور خرقہ خلافت پائی۔ جب کہ مکتوبات شیخ بہاالدین میں ہے کہ خرقہ خلافت حضرت شیخ محمد بن عیسیٰؒ اور راجی سید حامد شاہؒ سے حاصل کیا مکتوب شریف میں تحریر ہے کہ میرے شیخ سفر پر جارہے تھے میں سامنے کھڑا تھا مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ میری زبان سے نکلا کہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ سے دین کی راہ نہ پائی اور مجھے رونا آگیا۔ کافی دیر تک یہ حالت رہی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے حضور سے تمہیں راہ دین مل گئی ہے حق تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کچھ عرصہ کے بعد میری چشم باطن کھل گئیں اور فرمایا تمہیں میری زندگی میں دین کی راہ مل گئی اور وصول الی اللہ کا حصول ہو گیا۔ خدا کا شکر کرو کہ صوفیا کو روزوں کی کثرت اور راتوں کے طویل قیام سے سالہا سال میں یہ ہاتھ نہ آیا اور حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے بغیر مشقت و ندکت تمہیں ایک دن میں عطا فرما دیا۔ فرمایا ایک وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی اے خدا تیرے اولیا کون ہیں؟ فرمان ہوا وہ لوگ جو میرا ذکر کرتے ہیں اور سوتے نہیں۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ جسم کام میں اور دل یار کے ساتھ رکھ اور خرقہ اور مصلائے پیران تمہیں پہنچا۔ انشااللہ میرے بعد ایک سید اہل دل صاحب نعمت آئے گا اس کے منتظر رہنا۔ بندہ کو وداع کیا اور فرمایا تمہیں

اور تمہارے دین کو خدا کو ودیعت کیا۔ ہم اور تم کل بہشت میں اکٹھے ہوں گے۔
حضرت شیخ سالار بڈھاؒ نے بھی یہی تحریر کیا ہے کہ شیخ بہاالدین جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کو اجازت ارشاد شیخ محمد بن عیسیٰؒ سے حاصل ہوئی آپؒ کی ولادت باسعادت ۸۷۱ ہجری اور وصال صد ملال ۹۴۷ ہجری میں ہوا روضہ مبارک آپؒ کا جون پور میں ہے

حضرت شیخ سالار بڈھاکوروی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمہ اللہ شیخ بہاؤالدین جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص ہیں اور حضرت شیخ نظام الدین مہاجر قریشے رحمتہ اللہ علیہ کے بھی ہیں جو فتحپور ہنورہ میں آسودہ خاک ہیں حضرت شیخ نظام الدین مہاجر رحمہ اللہ حضرت شیخ فخرالدین رحمہ اللہ کے مرید ہیں اور موصوف مخدوم جہانیاں سید جلال بخاریؒ کے ہیں۔ شیخ سالار ابھی بچے تھے کہ شیخ نظام الدینؒ کے مرید ہو گئے۔ اٹھارہ سال کی عمر کے بعد تحصیل علم کے لیئے جونپور تشریف لے گئے۔ بارہ سال علم ظاہری و باطنی حاصل کرنے میں لگے رہے اور وہیں حضرت شیخ بہاؤالدین رحمہ اللہ کی صحبت پائی اور ان کے زیر تربیت علوم باطن کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ جب دوبارہ اپنے وطن فتحپور واپسی ہوئی تو حضرت شیخ نظام الدین رحمہ اللہ کا انتقال پر ملال ہو چکا تھا ان کے صاحبزادے قطب الدینؒ نے کہا کہ بہت دنوں سے دل میں آتا ہے کہ جو امانت سہروردیہ اور خاندان چشت کی بزرگوں سے مجھے پہنچی ہے کسی کو دوں لیکن کوئی قابل نہیں نظر آتا جو اس امانت کا بار گراں اٹھا سکے سوچتا ہوں کہ تمہیں سپرد کر دوں۔ پیروں کی اجازت بھی ہو گئی ہے اور خلافت عطا کر دی۔ شیخ سالار رحمتہ اللہ علیہ نے عوارف پر شرح لکھی اور لباب الاعراب پر حاشیہ لکھا۔ آپؒ کی وفات ۹۴۹ ہجری میں ہوئی۔

شیخ بہاؤالدین بن شیخ سالار بڈھا رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین شیخ سالار کے ہیں۔ بہت صاحب مجاہدہ و کشف و کرامات تھے۔ رسالہ اسرار سالاری میں دلدار شاہ نے لکھا ہے کہ رات کو آپؒ کبھی ذکر اللہ میں غائب ہو جاتے تھے۔ کبھی جسم میں آجاتے تھے۔ میں اس وقت بے شعور تھا۔ جس وقت ان کے دوپہر کے آرام کیوقت میں آتا تھا۔ ان کا دل رقص کرتا تھا اور ھو ھو کہتے تھے اور کبھی سوتے ہوئے بھی ھو کہتے ھو کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ مخدوم جہانیاں ابن شیخ بہاؤالدین بن شیخ سالار بڈھا رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اہل کمال اور صاحب عجائب الاحوال تھے۔ مجاہدہ اور ریاضت میں یکتا تھے۔ آپؒ نے رسالہ اسرار سالاری تحریر کیا جو اپنے بزرگوار سے پایا اور جو ان کو شیخ سالار رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوا اس میں لفظ بلفظ لکھا۔ لکھتے ہیں کہ اے عزیز افکار کے درجے ہیں

(۱) درجہ اول میں چاہیے کہ قوت اور ہیبت کے ساتھ کہے چنانچہ اعضائے ظاہری و باطنی حاضر ہو جائیں۔ اس مقام پر ذکر کی آگ کی تپش سے تیرے وجود کا تانبا پگھل جائے گا جیسے لوہا پگھلتا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ میں ذکر دل اور زبان سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کا عاشق ہو جاتا ہے اس مقام میں استقامت کے بعد حضوری کے معانی کے بھید اور حق تعالیٰ کی صفات کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ کہنے سے رک جاتا ہے کیونکہ اللہ پردے کے پیچھے سے کہتا ہے جب اس کا نام نہیں لے سکتا اور تجلیوں کے ظہور سے حیران ہوتا ہے اور ملائکہ اور بہشت اور طرح طرح کی نعمت ہائے بہشت سے سوچ میں پڑ جاتا ہے۔

(۳) اس کے بعد تیسرا درجہ ہے کہ فکر سے باز رہتا ہے اور حق تعالیٰ کے جلال میں فانی ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ایک طرح کی بقا پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے کھلا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اس مقام پر بے اختیار اندر سے ہو ہو کی آواز آتی ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے پرتو سے زبان اور تمام اعضائے ظاہر و باطن سے ہو ہو کی آواز آتی ہے۔ خلوت خانہ کی دیواروں سے بھی ہو۔ ہو یا اللہ۔ اللہ سنتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت جس چیز پر ہاتھ پڑ جائے وہ پگھل کر پانی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کپڑا یا پتھر ہو

یہ ضعیف ایک دفعہ اپنے والد بہاالدینؒ کے ذکر چار ضربی ہو۔ ہو کو سن بیٹھا تو جذبہ اشتیاق سے بیخود ہو گیا۔ کھڑے ہو کر چاہا کہ آپؒ کے حجرہ کی طرف جاؤ۔ ہر طرف سے ہر دیوار ہر ذرہ سے آواز ہو کی آرہی تھی۔ مجھے راستہ نہ ملا کہ جاؤں قدم اٹھانا ممکن نہ رہا۔

حضرت شیخ جمال اولیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمہ اللہ صوفیوں کے تاج اور اولیا کے چراغ تھے۔ کرامات اور مقامات بے شمار تھے۔ خرقہ خلافت اپنے والد بزرگوار شیخ جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ قاضی ضیا الدین المعروف بہ قاضی جیا رحمتہ اللہ علیہ سے مدتوں علوم ظاہر و باطن حاصل کئے طبیعت خوش نہ تھی چونکہ مدعا حاصل نہ ہوا تھا۔ ہم جماعت مذاق اڑانے کے لیئے ہر کوئی انہیں جمال اولیا کہتا۔ ایک دن وہ سب ان پر بہت ہنسے اور یہ بہت رنجیدہ خاطر

ہوئے۔ وہاں سے باہر آکر ایک غار میں اپنے آپ کو گرا دیا۔ وہاں تین دن رہے ایک دن قاضی ضیا الدین رحمہ اللہ نے پوچھا جمال کہاں ہے؟ ساتھی طلباء نے کہا تین دن سے غائب ہے شیخ خود تحقیق کرنے باہر نکلے اچانک غار کے منہ پر آئے اور دیکھا جمال وہاں ہے اور رو رہا ہے اور گرد و غبار اتنا پڑا ہے کہ پہچانے نہیں جاتے۔ شیخ نے آواز دی کہ جمال کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ دوسرے طالب علم میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور مجھے جمال اولیا کہتے ہیں۔ شیخ مسکرائے اور فرمایا اٹھ تجھے اولیا بنا دیتا ہوں۔ جمال غار سے باہر نکلے۔ شیخ نے اپنا پیراہن اس کو عطا کر دیا۔ اس کے بعد ان میں اتنی ذہانت پیدا ہو گئی کہ کوئی اس کی برابری نہ کر سکا حصول علم کے بعد شیخ نے ان کو چلہ میں بٹھا دیا۔ اور خلافت سلسلہ عالیہ قادریہ اور نعمت عطا کی۔ پھر شیخ قیام الدین ابن شیخ قطب دین ولد شیخ ادھن جونپوری نور اللہ مرقدہ سے بھی فیض صحبت اٹھایا اور سلسلہ ہائے سہروردیہ اور مداریہ کی خلافت اور خرقہ حاصل کیا اپنے وطن کورہ میں آکر طالبوں کو علم ظاہری اور اشغال باطنی کی تربیت دی۔ اور بہت سالکان کو منزل پر پہنچایا میر سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ انہی کے مرید ہو گئے۔ آپؒ کا مزار پر انوار کورہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد محمد کالپوی نور اللہ مرقدہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اہل دین کے پیشوا اور اہل یقین کے سردار تھے عارفون کے سردار اور محققین کی دلیل تھے۔ آپؒ کا تعلق ترمذی سادات سے ہے۔ آپؒ کے بزرگ جالندھر میں اقامت پذیر تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد کسی تقریب پر کالپی آئے تھے اور یہیں وطن بنا لیا۔ شروع میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بزرگ عالم و محدث شیخ یونس سے تعلیم و تربیت حاصل کی "مطول تفتازانی" پڑھی اور سند حاصل کی۔ اس کے بعد کورہ تشریف فرما ہوئے اور باقی کتابیں شیخ جمال اولیا رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

انہی سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بعیت ہو گئے اور اجازت سلسلہ ہائے قادریہ سہروردیہ اور مداریہ بھی پائی اور پیرو مرشد کے اشارے سے کالپی میں قیام کر کے ہر چہار سلسلہ میں طالبوں کی رہنمائی شروع کی جس وقت شادی کی تقریب کے لیئے جالندھر آئے۔ دوران سفر اکبر آباد پہنچے اور تاج الوفاء حضرت میر ابوالعلا احراری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ کے لیے درخواست کی حضرت میر ابو العلاؒ نے طریقہ خواجگان کی تلقین کی۔ سید محمد کالپی رحمہ اللہ واپس آئے تو سالہا سال بموجب تلقین مجاہدہ کیا اور دس سال بعد حضرت میر ابوالعلا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور چار مہینے آپؒ کی صحبت کا فیض اٹھایا۔ حضرت میر ابوالعلا رحمتہ اللہ علیہ کو فیض حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت سے تھا۔ اس لئے سماع کے رسیا تھے۔ لیکن سید محمد رحمتہ اللہ علیہ کی پابندی شریعت کا احترام کرتے اور جب سید محمد رحمتہ اللہ علیہ محفل میں حاضر ہوتے اور سماع ہو رہا ہوتا تو اس کو بند کرا دیتے۔ اسی طرح شیخ جمال اولیا رحمہ اللہ بھی چشتی نسبت کی وجہ سے سماع مرغوب رکھتے تھے اور وہ بھی سید محمد رحمہ اللہ کے آنے پر سماع بند کرا دیتے تھے۔ جب سید محمد رحمتہ اللہ حضرت میر ابولعلا رحمتہ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر کالپی جانے لگے تو فرمایا کہ میری ایک درخواست ہے بشرطیکہ قبول کرو۔ سید محمد رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی میں حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت ابوالعلا رحمہ اللہ نے فرمایا آپؒ پالکی پر سوار ہوں اور میں چند قدم پالکی کا بانس کندھے پر رکھکر چلوں گا۔ الاطاعت فوق الادب کے نظریہ کے تحت سید محمد رحمہ اللہ نے قبول کیا اور حضرت میرابوالعلا رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنا فرمان پورا کیا۔ آپؒ کی لازمی عادت مبارکہ تھی کہ نماز تہجد سے جو آدھی رات کو ہوتی تھی نماز اشراق و چاشت تک مراقبہ میں مستغرق رہتے تھے۔ اس کے بعد دو تین گھنٹہ آنے والے سائلوں کو وقت دیتے۔ اس کے بعد قیلولہ

فرماتے جس کے بعد ظہر نماز کی تیاری کرتے اور اس وقت سے لے کر نماز مغرب تک نمازوں کی ادائیگی اور باطنی اشغال مثل' مراقبہ' ذکر۔ اوراد میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد درویشوں اور سائلوں کے ساتھ مجلس فرماتے اور تین گھنٹہ کے بعد نماز عشاء اور اس وقت کے وظائف ادا فرماتے اس کے بعد طالبان حق و صداقت کو تعلیم فرماتے یہاں تک کہ رات کے ساڑھے چار گھنٹہ گزر جاتے۔ پھر کچھ کھانا کھاکر سو جاتے۔ غرض آپؒ کے وقت مبارک ہمیشہ یاد الہٰی سے معمور رہتے اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کوئی حرکت سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف واقع نہ ہوتی اور سوزش محبت و عشق الہٰی میں سوز اور گریہ ذات والا کا شعار تھا اور ہر مجلس میں ایک دو رومال آنسوؤں سے تر ہو جاتے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے زور کی ہنسی یا قہقہہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ ہاں کبھی تبسم فرماتے تھے چوبیس یا چھبیس سال تک کا مقرر طریقہ یہ رہا کہ دن کو روزہ رکھتے اور نماز عشا کے بعد کچھ تناول فرماتے اور روزہ کا اہتمام یہاں تک تھا کہ اگر بیمار ہو جاتے اور حکیم قید لگاتے کہ دوا صبح کے وقت کھانی ہے تاکہ اثر پورا کرے تو فرماتے کہ

صحت اور بیماری مشیت الہٰی سے ہے جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔
رات کو دوا کھانے سے بھی صحت عطا کر دے گا۔ پس کس لئے
روزہ کی لذت برباد کروں۔

اور جن دنوں ممانعت ہے ان میں بھی ایک بیڑہ پان کے سوا اور کچھ نہ کھاتے۔ آخر عمر میں آپؒ عیسے المشہد ہو گئے تھے اور مقام قطبیت کبرلے کا تھا۔ اور عیسی المشہد کا مطلب یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپؒ مردہ دلوں کو زندہ فرماتے تھے۔ شیخ کمال افسر کہ آپؒ کے خلیفوں سے تھے مثنوی راح مریحان میں ان معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دم عیسیٰ اگر احیائے گل کرد

دم جان بخش ادا حیائے دل کرد

ترجمہ :۔ عیسیٰ کے دم سے مٹی کو زندگی مل جاتی تھی تو آپ رحمہ اللہ کا جان بخشنے والا دم دلوں کو زندہ کرتا تھا

آپؒ کی کرامات و خوارق عادات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ ایک یہ ہے کہ ایک رات آپ اندورن خانہ تشریف لے گئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ریش مبارک کا ایک بال کندھے پر گرا۔ آپ رحمہ اللہ کی ایک مریدنی نے اس بال کو بطور تبرک لینے کے لیے درخواست کی۔ آپؒ نے وہ بال کندھے سے اٹھایا تو اس میں سے آواز لا الہ الا اللہ کی آئی اور آپؒ نے بال اس عفیفہ کے ہاتھ میں دیا تو اس کے ہاتھ میں بھی بال سے آواز آئی۔ سب حاضرین نے سنا اور تعجب میں ہوئے۔ شیخ محمد افضل رحمہ اللہ الہ آبادی نے اس بارے میں شعر کہا

اگر موئیش بیاط خرز جان کن زاکہ پوستہ

بود ذکر بنام دوست موئے عاشق صادق

ترجمہ :۔ اگر ان کا بال ملے اس کو اپنا تعویذ بنا کیونکہ عاشق صادق کا بال ہمیشہ دوست کا ذکر کرے گا

لکھا ہے کہ ایک دن آپؒ کی خدمت میں ایک مسافر آیا اور عرض کی کہ آپؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے فلاں جگہ سے آرہا تھا۔ کالپی سے ایک منزل پر پہنچا (مقام چرکتہ) سرائے پر دل میں خیال آیا کہ نماز سرائے کے باہر پڑھوں پھر اندر جاؤں گا۔ پس نماز عصر ادا کی اور وظائف میں مشغول ہو گیا۔ نماز مغرب کے بعد بھی وظائف کیئے کہ اس دوران سرائے کا دروازہ بند ہو گیا۔ بہت کوشش کی آہ و فغان کی مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ لاچار ہو کر سرائے کے باہر بیٹھا اور آپؒ کی

خدمت میں التجا کی حاضری کے لئے آ رہا ہوں اور بھوکا اور فاقہ سے ہوں میری خبر لیجئے۔ اچانک دیکھا کوئی آرہا ہے شمع اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک اور کے پاس کھانا ہے میرے پاس آکر کھانا دیا۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ مجھے تسلی دیکر چلے گئے۔ آج جب آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتا ہوں کہ سرتا پا وہی صورت ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہمارے مصاحبین کو پتہ ہے کہ ہم رات بھر یہیں رہے اور کسی جگہ نہیں گئے۔ تم نے اپنے ہی خلوص کی صورت دیکھی۔ آپؒ کا وصال صدملال چھبیس شعبان بروز منگل ۱۰۷۱ ہجری میں ہوا۔ آپؒ کی تصنیفات سے روائح عربی میں۔ رسالہ تحقیق " روح اسرار التوحید " ارشاد السالکین۔ رسالہ فنا ' عقائد صوفیہ' رسالہ عمل معمول اور تفسیر فاتحہ وغیرہیں۔ آپ کے اشعار میں سے یہ ہے

چناں ز عشق رامست و بینجر کروند کہ گرچہ سربرود میستم زیر
نمرود قلم شکستم و اوراق ششتم و دیدم کہ غیریاد تو ایدوست جملہ بیکار است

ترجمہ:- عشق نے مجھے ایسا مست و بیخبر کر دیا۔ کہ سرجائے تو جائے سر سے مستی نہ جائے۔ میں نے قلم توڑ دیا اور اوراق دھو ڈالے تو دیکھا کہ تیری یاد کے سوا سب کچھ بیکار ہے۔

اقتباس از رسالہ الفنا

اے دوست تجھے معلوم ہو کہ فنا جو احوال میں اعظم اور فقر کے اعلیٰ مقامات سے ہے اس کے تین درجہ ہیں

(۱) پہلا " فنافی الافعال "

(۲) دوسرا فنافی الصفات "

(۳) تیسرا فنافی الذات "

فنافی افعال یہ ہے کہ سالک اپنے اختیار اور تمام دنیا کے اختیار سے

باہر نکل آئے یعنی تمام حرکت و قرار گفتگو اور فعل جو اب سے پہلے اپنے یا دوسرے لوگوں کی طرف سے سمجھتا تھا ان تمام کو حق تعالٰی کی طرف سے اپنے فعل حق سے اس طرح نسبت رکھتے ہیں جسے حرکات کی کنجی ہاتھ میں ہے اور مردہ کی حرکتیں غسل دینے والے کی حرکتیں ہیں۔ اور کسی چیز اور کسی حرکت کو بھی کسی شخص سے نسبت نہ دے کہ طریقت والوں کے لئے یہی کفر ہے۔ شعر

صیاد ازل کہ دانہ دردام نہاد مرغے بگرفت و آدمش نام نہاد

ہر نیک و بدی درجہاں می گذرو خود میکند وبہانہ برعام نہاد

ترجمہ :- صیادازل نے دانہ جال کے اندر رکھا جو پرندہ پھنسا اس کا نام آدم رکھا۔ ہر نیکی اور بدی جو دنیا میں گزرتی ہے۔ وہ (صیا دازلی) کرتا ہے اور بہانہ عام لوگوں کے سر ہوتا ہے۔

فنائی الصفات کا مطلب ہے کہ سالک اپنی صفتیں اور دوسروں کی صفتیں حق کی صفات سمجھے یعنی اپنی صفتوں میں سے ہر ایک اور دوسروں کی صفات مثلاً علم، ارادہ، مرضی، قدرت، اور سننے دیکھنے اور کلام کرنے کو آپ سے پہلے اپنے اور دوسروں سے نسبت کرتا تھا۔ ان تمام کو حق تعالٰی کی طرف نسبت دے اور اس کی صفات سمجھے۔ پس ہرگز اپنے اور دوسرے لوگوں کی طرف صفات کو نسبت نہ دے کہ طریقت میں یہ بھی شرک عظیم ہے۔

گویم بہر زبان و بہرگوش بشنوم ایں طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست

ترجمہ :- میں کہتا ہوں کہ ہر زبان سے بولتا ہوں۔ اور ہرکان سے سنتا ہوں لیکن یہ عجیب تر ہے کہ میرے آنکھ کان ظاہر نہیں۔ نقل ہیں کہ

جب سلطان العارفین خواجہ بایزید رحمہ اللہ نے رحلت فرمائی تو ان کی روح پاک کو خطاب ہوا کہ اے بایزید ہماری درگاہ میں کیا لے کر آیا۔ جواب دیا اے خدا تو توحید

لایا آواز آئی کہ دودھ والی رات یاد کر کہ رات کو تو نے دودھ پیا تھا- اور تیرے پیٹ میں درد ہوا- کسی نے پوچھا کس طرح درد ہوا- تو نے کہا
کہ دودھ پیا تھا اس وجہ سے میرا پیٹ درد کرتا ہے یعنی اس کی
نسبت دودھ کو کردی اور اس کے بعد کہتا ہے کہ توحید لایا ہوں -

التوحید اسقاط الاصافات- توحید نسبتوں کو توڑنے والی ہے سبحان اللہ کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے صرف ایک نسبت حق کے علاوہ کرنے پر توحید سلب کر دی اور ان کو مشرک کہہ دیا- دوسرون کا حال جو اس برائی میں ہمیشہ گرفتار ہیں کیا ہو گا؟ یہی وجہ ہے کہ کلام پاک میں فرمایا ہے جو ایمان لائے ہیں ان میں سے اکثر مشرک ہیں- وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ (یوسف : ۱۰۶)

تا رہبرتست عادت خویش مرد و نہ منافق و نہ درویش

ترجمہ جب تیری عادت تیری رہبر ہے تو نہ منافق مرانہ درویش- اور فنائی الذات عبارت ہے سالک کے دیکھنے اور جاننے سے اپنی ذات اور تمام عالم کو ذات حق آپؐ سے پہلے جانتا تھا کہ میں میں ہوں اور دنیا دنیا ہے اور تحقیق سے جانے اور دیکھے کہ حق ہے اور یقین رکھے کہ حق تعالیٰ نے اطلاق کے رتبہ سے نزول فرمایا جس سے یہ صورتیں اور شکلیں بنی ہوئی ہیں- وہی ہے اس کے سوا کوئی موجود نہیں

ہر چہ بنی یاراست اغیار نیست
غیر او جز وہم و جز پندار نیست
از جمال ھو معکم جلوہ ہا است
لیک ہر کس لائق و دیدار نیست

ترجمہ :- جو کچھ دیکھتا ہے جلوۂ یار ہے غیر نہیں- اس کے سوا وہم اور غرور ہی ہے-(وہ تمہارے ساتھ ہے) کا جلوہ اس کے جمال کا ہے -

لیکن ہر کوئی اس کے لائق نہیں۔ اسی وجہ سے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفت ربی بربی۔ یعنی جب تک میں تھا حق کو نہیں پہچانا۔ اور جب خود کو حق جانا اور خود سے رہائی پائی حق نے حق کو پہچانا۔ یہ معرفت اور فنا کی تربیت ہے چاہیے کہ اس تربیت کی روشنی میں راہ سلوک طے کرے تاکہ سب سے بڑا مقصد یعنی خدا شناسی اور وصول الٰہی حاصل ہو جائے۔ تربیت یہ ہے کہ پہلے دنیا کو ایک آئینہ فرض کرے اور اس میں حق کا جمال ہمیشہ دیکھے اور اس نسبت میں اتنا مقید ہو جائے کہ ایک لحظہ اور لمحہ دل اور آنکھ سے اوجھل نہ ہو اور ہمیشہ دیکھے اور اسی خیال میں رہے۔ اس خیال کے آخر میں چیزیں نمودار ہونگی۔ ان کی لذت پائے گا۔ اس کے بعد ترقی کرے گا اور اس سے اونچا مرتبہ آئے گا۔ تمام عالم کو حق دیکھے اور حق جانے اور یہ تصور کرے کہ یہ سب حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہے۔ چاہیے کہ اس دانش اور بصیرت کو اتنا قائم رکھے اور ہیشگی کرے کہ کوئی گھڑی اور کوئی لمحہ اس تصور و خیال سے خالی نہ رہے۔ کوئی مقصود بغیر محنت اور کوشش کے نہیں پا سکتا اور کوشش یہ ہے کہ آدمی کو مقصود پر پہنچائے۔ اور قیل و قال میں کوشش چھوڑ دے۔ دل اور آنکھ کے ساتھ حق کے تصور میں مستغرق رہے اس تصور کے انتہا میں چیزیں دیکھے گا۔ لذتیں پائے گا۔ اس کے بعد ترقی کرے گا۔ بہتر مرتبہ پائے گا۔ تمام دنیا کو حق دیکھے گا اور جانے گا۔ اس طرح تصور کرے کہ یہ تمام حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں اس کے سامنے پہنچتا ہے۔ اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دے اور اپنے وجود کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرے یعنی آنکھ ڈھانپ کر تصور کرے کہ اس کو جسے سمجھتا ہوں کہ میں ہوں میں نہیں ہوں حق ہے کہ اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اس تصور پر اتنا قائم رہے اور ہیشگی رکھے کہ اپنے آپ کو بھول جائے اور اپنے آپ کو اور دنیا کو حق جانے اور دیکھے جب اس تصور میں اپنے

سے گزر جائے تو باطن سے یہ ترانہ آئے گا۔ جیسا اس فقیر کے باطن سے آتا ہے۔
جب یہ تصور اتنا غالب آجائے کہ خود کو بھول جائے اس وقت حجاب اٹھ جائیں گے
اور وصول حق ظاہر اور حاصل ہو جائے گا۔

شعر :- معشوق عیاں بود نمی دانستم
با من بمیان بود و نمی دانستم
شب باتو غنودیم نمی دانستم
ظن بود مرانجود جملہ منہم
من جملہ تو بودیم و نمی دانستم

ترجمہ :- معشوق ظاہر تھا اور میں نہیں جانتا تھا۔ میرے ساتھ میرے اندر
تھا نہیں جانتا تھا میں نے کہا تجھے طلب کرتا ہوں۔ لیکن مطلب کہ پہنچے کے
راستہ میں خود حائل تھا میں نہیں جانتا تھا۔

بیخود ہونے اور اپنے آپ سے گزرنے کا معنی یہ ہے۔ طالبوں کا مقصود اور
مطلوب یہی ہے فقر کے مال کی انتہا یہی ہے کہ جب اس مقام پر پہنچے گا فنافی اللہ
حاصل ہو گی۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ

صوفی وہ نہیں ہے جو چلہ کھینچے اور خلوتیں اور ریاضتیں کرے بلکہ
صوفی وہ ہے کہ جو نہ ہو۔ اس میں بھید ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا
وَجْهَهُ[1] کا اور سرّ کل شیٔ وہ یرجع الی اصلہٖ کا اور سرّ النہایت ہو
الرجوع الی البدائیتہٖ کا اور یہ سب بھید اس مقام پر ظاہر ہوں۔

حق سبحانہ تعالیٰ تمام طالبوں کو اس مقصود پر پہنچائے۔ بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
آپؒ کا وصال صد ملال ۱۰۳۱ ہجری میں کالپی میں ہوا اور وہیں آپؒ کا مزار مبارک ہے۔
آج بھی مرجع خلائق ہے۔ [1] القصص : ۸۸

بعض خلفا اور فرزندان سیّد محمّدؐ کالپوی نوّر اللہ مرقدہٗ

حضرت شیخ محمدؐ افضل الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ کے مریدوں میں سب سے افضل اور کامل تھے۔ آپؒ کی ولادت دس ربیع الاول ۱۰۳۸ ہجری میں ہوئی اوائل عمر میں تحصیل علم جونپور۔ بنارس، اور آلہ آباد میں کی۔ فضیلت اور باکمال درجہ پر فائز المرام تھے طالبین ۲۵ سال کی عمر میں قطب الدین سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ کی بعیت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ کی خلافت اور طالبین کو تربیت دینے کے لیئے اجازت ارشاد حاصل ہوئی اور پیرو مرشد کے حکم کے مطابق مسند سجادہ نشینی پر بیٹھ کر تربیت کا آغاز کیا۔ الہ آباد میں اپنے رب کی عبادت اور اہل یقین کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ مقبولیت کی وجہ سے بہت لوگ مریدین اور ارادت مندی میں شامل ہو گئے اور امرا اور ہر چھوٹا بڑا آستانہ پر سر نیاز خم کرنا باعث فخرو انبساط تصور کرتا عربی اور فارسی زبان میں آپؒ کی تصانیف منیف بہت ہیں۔ جن میں شرح مثنوی حضرت مولانا روم رحمہ اللہ شرح دیوان حافظ، اور اپنا ایک دیوان ہے ایک شعر یہ ہے۔

آئینہ ام جفائے خلق آب من است

آئینہ را آب خویش کے گیرد زنگ

ترجمہ :۔ میں آئینہ ہوں اور مخلوق کی جفائیں میرے آئینہ کی آب ہے۔

آئینہ کو اپنی آب سے کب زنگ لگتا ہے۔

رباعی :- دل دہ بہ الم کہ دلنوازی ایں است
بگذار ہوا کہ شاہبازی این است
کارت بخدا سپاربا خاطر جمع
بیکار نشین کہ کارسازی ایں است

ترجمہ :- رنج والم کا دلدادہ ہو کہ دلنوازی یہ ہے کہ خواہشات اور فخر چھوڑ دے کہ شاہبازی یہی ہے۔ اپنے کام خداوند قدوس کے سپرد کردے اور خود مطمئن ہو جا۔ کچھ نہ کر کہ کارسازی یہی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پندرہ ذی الحجہ ۱۱۳۴ ہجری میں وصال صد ملال فرمایا۔

حضرت شیخ محمدؒ یحیٰی المعروف بہ شاہ خوب اللہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ شیخ افضل رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے اور اسی باکمال ہستی کے سجادہ نشین ہوئے بچپن سے ہی شیخ کامل و اکمل کی تربیت میں رہے اور بحث حال کافیہ سے بیضاوی تک تمام کتابیں شیخ باکمال سے پڑھیں آپؒ کی بڑی قبولیت تھی اور بہت سے طالبان حق و صداقت کو راہ دکھائی۔ بیس کے قریب کتابیں اور رسائل آپؒ کی تصنیف ہیں۔ گیارہ جمادی الاول بروز پیر رات کے وقت ۱۱۴۴ ہجری وصال صد ملال ہوا۔

حضرت عاشق محمدؒ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات عالی اور واقعات عجیب تھے آپؒ زیادہ وقت محبت الٰہی کے سوز اور جوش و خروش میں گزارتے تھے۔ ایک دن بیابان میں جا رہے تھے کہ ایک شیر سے مٹھ بھیڑ ہو گئی آپؒ نے بے خوفی سے شیر کو سامنے ہو کر کہا

بہر رنگے کہ خواہی جامہ پوش

کہ من آن جلوہ قدمی شناسم

ترجمہ :- چاہے جس رنگ کا لباس پہن کر آ میں تو تیرے قدو قامت کے جلوے پہچانتا ہوں۔

وہ شیر واپس چلا گیا اپنے شیخ کامل کے وصال پر ملال کے بعد حرمین طیبین طاہرین کی زیارت کو چلے گئے اس سعادت کے بعد واپسی کے سفر میں ایک جگہ جسے برّ مجنون کہتے تھے آئی۔ الہام غیبی سے معلوم ہوا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں آپؒ کی رحلت ہو گی۔ پس ہنسے اور اور کہا ہمیں یہی مکان چاہیے درویشانہ سامان۔ حمائل شریف۔ دیگر کاغذات ایک ہمراہی کے سپرد کئے کہ یہ فلاں برادر طریقت کو پہنچا دینا۔ آپؒ ریگستان میں لیٹ گئے اور چادر سر پر کھینچ لی اللہ اللہ کہا اور جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ہمراہیوں نے کہا کہ قافلہ کی وجہ سے ٹھہرنا ممکن نہیں بغیر دفن چل دئے دور سے دیکھا کہ ریت وہاں آکر اتنی گری کہ ان کے جسم پر پہاڑی کی طرح ہو گئی۔

حضرت شیخ کمال افسر رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب الاولیا شیخ محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفا میں سے ہیں آپؒ کامل درویش اور صاحب نصیبہ تھے۔ زھد' عبادت الہی اور طالبان حق و طریقت کی تربیت کا شغل تھا۔ بہت مشہور و معروف شاعر تھے۔ آپؒ کی منظوم تصانیف سے راح ریحان بھی ہے جس میں قطب الاولیا کی مدح لکھی ہے۔

سریر آرائے دارالملک سرمد یگانہ شیخ دین سید محمد

چو قطب آسماں دارندہء جائے از جان رفتہ و منزل رسیدہ

ملکی حکومت کے تخت نشین اور یکتا دین کے بزرگ سید محمد۔ جونکہ آسمان کے قطب تھے جان دے کر اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

حضرت حاجی جنید رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ الاولیا کے بزرگ یاروں اور مریدوں میں سے تھے۔ آپؒ

کا اصل تعلق اکبر آباد کے دیہات سے تھا جہاں جمنا کے پانی کا سیلاب رہتا ہے۔ آپؒ کو جذبہ تحقیق و شوق حرمین شریفین لے گیا۔ اس سفر میں شیخ رمکارؒ کہ اپنے وقت کے اولیا میں سے تھے کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے شیخ رمکارؒ کو اتنا استغراق تھا ایک شخص پیراہن لایا اور زیب تن کروا دیا دوسرا آیا اتار کر لے گیا۔ آپ دونوں باتوں سے بیخبر رہے۔ چند عرصہ ان کے پاس رہے وطن کو واپس آئے تو توفیق ربانی نے قطب الاولیا کی خدمت اقدس میں کالپی پہنچا دیا۔ جہاں طریقت میں کمال حاصل کر کے وطن واپس چلے گئے۔

حضرت شیخ عبدالحکیم موہانی رحمتہ اللہ علیہ

قطب الاولیا شیخ محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ طریقہ رشیقہ محمدیہ میں ثابت قدم اور پختہ ہمت والے تھے۔ شیخ کی آپ رحمتہ اللہ علیہ پر بڑی نظر عنایت تھی۔ شیخ کے وصال پرملال کے بعد میر سید احمد قدس سرہ کی خدمتمیں شرف یاب ہوئے۔ آپؒ کا وصال صد ملال ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۵ھ میں ہوا)

حضرت شیخ عبدالمومن اکبر آبادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب الاولیا کے مرید اور خلیفہ تھے ۱۱۰۱ ہجری میں وصال پرملال ہوا مزار پرانوار محلہ نیلہ گنبد اپنے باغیچہ میں مسجد کے قریب ہے۔

حضرت حاجی ولی گوالیاری رحمتہ اللہ علیہ

میر محمد وارث نظام اکبر آبادی شیخ کمال اور میر سید مظفر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین بھی قطب الاولیا کے خلیفہ تھے۔

حضرت میر سیّد احمد بن میر سیّد محمدؒ کالپوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سراج عاشقان اور دلیل عارفان عالم علوم ربانی کاشف اسرار رحمانی عاشق ذات حق تعالیٰ تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ والد بزرگوار کی زندگی میں ہی برکات کے

ظہور اور کرامتوں کے صادر ہونے کے لئے مشہور تھے حسن و جمال صورت اور فضل و کمال باطن آپؒ کے حد سے زیادہ تھے۔ جس کی آپؒ کے جمال مبارک پر نظر پڑتی بے اختیار کہہ اٹھتا یہ انسان نہیں کوئی باکمال فرشتہ ہے۔ قطب الاولیا سید محمد کالپو ی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور سید احمد ایک ہیں۔ آپ رحمہ اللہ چوبیس سال کی عمر میں اپنے بزرگوار کے قائم مقام ہو گئے اور برکتیں اور کرامات کے فائدے اور زیادہ ہو گئے۔ باوجود حق تعالٰی نے ظاہری و باطنی نعمتوں سے خوب نواز تھا۔ آپؒ عجز و انکساری کا مجسم تھے جس کسی پر توجہ کرتے تھے فوراً بے خود ہو جاتا تھا جب قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیئے اجمیر تشریف لے گئے تو رخصتی کے وقت فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ نے مجھے رخصت فرمائی اور دستار سید احمد کے سر پر باندھی اور فرمایا کہ مجلس چشت کو گرم کرو۔ اسی وجہ سے آپؒ سماع اور وجد میں بہت جوش دکھاتے حالانکہ قطب الاولیا سید محمد کالپی رحمہ اللہ بہت شرع کے پابند تھے لیکن سید احمد رحمہ اللہ والد کی زندگی میں بھی علانیہ سرود اور سماع کا شغل کرتے یہاں تک کہ قطب الاولیا نے ان کو بلا کر جھڑکا۔ حضرت سید احمد رحمہ اللہ نے عرض کی کہ حضرت جمال الاولیا رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امیر ابوالعلا رحمتہ اللہ علیہ سرود سنتے تھے۔ حضرت قطب الاولیا نے فرمایا تمہیں اس سے کیا سروکار؟ تمہیں میری پیروی کرنی چاہیے میرا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ حضرت سید احمد رحمہ اللہ نے عرض کی میں نے آپ کا ہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ آپؒ نے اپنے پیروں کے خلاف کیا اور سرود نہیں سنا میں نے اپنے پیر کے خلاف سرور سنتا ہوں۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت قطب الاولیا سید محمد رحمتہ اللہ علیہ غلبہ شوق کے وقت "لفظ اللہ" زبان سے کہتے تھے جو سننے والوں میں سرایت کرتا تھا لیکن کھڑے نہیں ہوتے

تھے۔ مگر جناب سید احمد رحمہ اللہ کھڑے ہو جاتے تھے اور دونوں طرف حرکت کرتے تھے لوگ شیخ محمد افضل نور اللہ مرقدہ کو تکلیف دیتے کہ آپؒ کو اس فعل سے باز رکھیں۔ شیخ محمد افضل رحمتہ اللہ علیہ نے کہا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ مخدوم زادہ کا یہ فعل حق کے واسطے ہے یا مخلوق کے واسطے۔ لوگوں نے کہا کہ حق کے واسطے۔ شیخ نے کہا جب ایسی بات ہے تو منع کرنے کی بات میں کیسے زبان پر لاؤں اسی گفتگو میں تھے کہ آنجناب نے شیخ عبدالکریم کو بلوایا اور تجاہل عارفانہ سے پوچھا کہ یہ بات میاں جیو سے کس نے کہی ہے۔ شیخ عبدالکریم نے عرض کی میں نے کہا ہے۔ فرمایا کہ میانجیو نے کیا جواب دیا؟ جواب سن کر کچھ تسکین ہوئی۔ ناصحین کی جماعت نے آپؒ پر عشق و محبت کا غلبہ دیکھ کر سر تسلیم خم کر دیا اور معذرت کی۔ آپ کی توجہ کی تاثیر کے بہت واقعات ہیں۔ ایک شخص آپؒ کے سامنے آیا اور کہا میرے دل کی سختی اتنی بڑھ گئی ہے کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کی موت پر بھی رونا نہیں آتا سنا ہے کہ آپؒ لوگوں پر گریہ طاری کر دیتے ہیں۔ مجھ پر بھی توجہ فرما دیں۔ آپؒ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے اور ہلایا۔ اور تین دفعہ پوری سختی سے کہا کہ نہیں روئے گا؟ تیسری دفعہ اس کو ڈھیل دی وہ زمین پر گر پڑا۔ ہائے ہائے کہتا تھا اور بہت رو رہا تھا جب دیر کے بعد افاقہ ہوا تو فورا حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا

حضرت شاہ لدھا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دن آپؒ کی خدمت اقدس میں ایک شخص جس کے دل میں انکار چھپا تھا آیا اور بیٹھ گیا آپؒ نے نور باطن سے دیکھا ور نعرہ مارا۔ بالکل اثر نہ ہوا۔ اتفاقاً اس جگہ فرش کے قالین پر باز کی تصویر تھی۔ س شخص نے تصویر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں سمجھتا تھا کہ یہ تصویر باز کی ہے لیکن چڑیا کی دکھائی دیتی ہے۔ آپؒ نے یہ بات کنایہ میں طنز کی سنی اور یہ مصرعہ زبان پر ئے:-

سبزہ بر سنگ نہ روید چہ گنہ باراں را

ترجمہ :۔ پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا اس میں بارش کا کیا قصور۔

اور زور سے نعرہ مارا۔ وہ بے اختیار تڑپنے لگا۔ اور اپنی گردن کو اعتقاد کی رسی سے مضبوط باندھا جب آپؒ زیارت کے لیئے اجمیر شریف یا اکبر آباد کا سفر فرماتے تو سرود و سماع میں مشغول ہوتے۔ اور ان دنوں میں عالمگیر بادشاہ نے شرعی سبب سے سرود سخت منع کیا تھا۔ بادشاہ کے مصاحبین میں سے ایک نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ بادشاہ نے ایک شخص منع کرنے کے لیئے بھیجا۔ اس شخص کے آنے پر سرود بند کر دیا اور اسے کہا کہ ہماری عاجزی کو قبول کرو۔ اور نعرہ مارا۔ وہ شخص بہوش ہو کر گرا۔ اور آپؒ بدستور سماع و سرود میں مشغول رہے اس شخص کو افاقہ ہوا تو اس نے اپنی سرگزشت بادشاہ کو سنائی۔ بادشاہ نے دوسری دفعہ محمد امین خاں ایرانی جو شرع میں بہت متشدد تھا اور اہل سرود کے مخالف تھا کو مقرر کیا۔ محمد امین خاں نے جب قدم مجلس عالی میں رکھا۔ آپؒ نے توجہ فرمائی اور نعرہ مارا۔ محمد خان بہوش ہوا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اسی وقت شاہی ملازم نے بادشاہ کو خبر دی جب محمد امین خان کو افاقہ ہوا بادشاہ کے سامنے گیا۔ بادشاہ نے کہا سیدوں کی کرامات دیکھی۔ محمد امین خان نے کہا ہاں جہاں پناہ دیکھا کہ سید کی کرامات حق ہیں۔ بادشاہ نے تبسم کیا اور آپؒ کا معتقد ہوا۔ خدمت کے لوازمات پورے کرنے کی پیشکش کی۔ لیکن ذاتی طور پر حاضر ہونے سے بعض وجوہات سلطنت عذر پیش کیا۔ محمد آمین خان خواجہ سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ جس وقت آپؒ بلگرام تشریف لائے قطب الاولیا کے مریدوں اور مصاحبین میں سے ایک صاحب حافظ سید ضیا اللہ نے آپؒ کی منقبت میں ایک شعر کہا اور منبر پر آکر خطبہ شروع کیا۔ جب اس عبارت پر پہنچا کہ جنت میں عاشقان الہیٰ برائے دیدار جمال واویلا کریں گے۔ آنجناب سے نعرہ سرزد ہوا۔ حافظ

صاحب منبر سے گرے اور تمام اہل مسجد بہوش ہو گئے اور ایک گھڑی بعد افاقہ ہوا۔ اس وقت کے ایک بزرگ جو شرع کے معاملہ میں بڑے سخت تھے نے سنا کہ آپؒ لمبی آستین پہنتے تھے جو خلافت شرع ہے۔ اور اپنا ایک مرید سید رحمتہ اللہ علیہ کی طرف بھیجا کہ محاسبہ کرے اس نے آکر آستین کی لمبائی پر اعتراض کیا۔ آنجناب نے اپنی آستین اس کے ہاتھ میں دیدی اور اس کی آستین خود پکڑلی۔ اس کی آستین اتنی لمبی ظاہر ہوئی کہ وہ شرمندہ ہو گیا اور آپؒ کی آستین کلائی سے آگے نہ ہوئی۔ بادشاہ عالمگیر کے عہد میں شیخ محب اللہ الہ آبادی نے ایک رسالہ لکھا جس پر اس دور کے علما نے سخت اعتراض کئے۔ بادشاہ نے سلطنت کے تمام درویشوں کو بلوایا تاکہ ہر کسی کے اعتقاد کا پتہ چلے ایک فہرست فقرا کے نام کی تیار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کی گئی اس میں سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کا نام بھی لکھا تھا بادشاہ نے آپؒ کے نام کے سامنے خود لکھا کہ رحمت حق سے پیوست ہو گئے۔ اور آپؒ کا وصال صد ملال ہو چکا تھا مگر فہرست بنانے والے کو اس کا علم نہ تھا۔ حضرت سید احمد رحمہ اللہ کی تصنیفات میں مشاہدات الصوفیہ اور شرح عقائد الحنفی ہیں اور آپ کا علم اتنا وسیع تھا کہ یہ تصنیف چوبیس دن میں مکمل کر دی۔ فارسی اور ہندی دونوں میں شعر کہتے تھے۔ کاشفی تخلص رکھتے تھے دیوان فارسی مرتب ہو گیا تھا۔ نمونہ اشعار یہ ہے

از ہر طرف بگوش من آمد ہمیں ندا
واللہ ہر چہ مے نگری نیست جز خدا

ترجمہ :- ہر طرف سے میرے کان میں یہ آواز آتی ہے کہ خدا کی قسم جو کچھ تو دیکھتا ہے خدا کے سوا کچھ نہیں ہے۔

چگونہ راز نہاں ماندم کہ دربغل است
ز زخم تیغ تو خصم دہن دریدہ

ترجمہ :۔ کس طرح بھید کو چھپا سکتا ہوں کیونکہ بغل میں تیری تلوار کے زخم کا منہ شکایت کے لئے کھلا ہے ۔

آپؒ کا وصال صد ملال ۱۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ ہجری میں ہوا۔

مشاہدات صوفیہ سے اقتباس

حق سبحانہ تعالیٰ تمام مرتبوں میں بذات خود حاضر ہے اور ظاہری صورتوں میں اور باطن میں موجودات کو دیکھتا ہے۔ نہ اس سے کوئی چیز پوشید ہے ۔

شعر :۔ پوشیدہ نیست زحق چہ پیدا نہان
چہ اوہمہ جا حاضر و ہمہ جانگران

ترجمہ :۔ حق سے ظاہر اور چھپی ہوئی کوئی چیز پوشید نہیں کیونکہ وہ ہر جگہ ہے اور دیکھ رہا ہے

عالم اپنی صورت میں موہوم تعین ہے اور حقیقت میں خود مقید ہے پس اپنے آپ کو وہم میں نہ ڈالو۔ اور مطلق کی موجودگی میں اپنے آپ کو مکمل کر۔ تحقیق کی انتہا یہ ہے کہ احدیت ذات صرف ہے اور وحدت انکشافیہ نسبت کے ساتھ ذات۔ واحدیت ذاتی ہے۔ ملی ہوئی صورتوں کے ساتھ اس نسبت انکشافیہ سے

رباعی :۔ احدیث چیست صرف ذات مطلق
بانسبت انکشاف وحدت الحق
بانسبت لاحقہ بوحدت واحد
بابحت صرافت نبو وہم ملحق

ترجمہ :۔ احدیث کیا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مطلق۔ جب نسبت انکشافیہ ہوئی تو وحدت الحق ہوئی۔ اور نسبتہ لاحقہ ہے واحد کی وحدت اور ذات بحت کے ساتھ تو تصوراتی یا خیالی علاقہ بھی نہیں ہے۔

اولاد اطہار و مریدان

حضرت شاہ فضل اللہ المشہور شاہ جیو رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ میر سید احمد کے حقیقی سجادہ نشین اور آپؒ کے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد بزرگوار اور دادا کی روش پر طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی بسر کی۔ ذوق۔ شوق۔ حسن خلق تمام صفات رضائیہ بے نظیر تھیں اور سخاوت اور بخشش کمال پر تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ دن رات میں صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی صرف اتنا کہ زندگی باقی رکھنے کو کافی ہو کھاتے تھے اور جتنا ہو سکتا محتاجوں کو کھانا دیتے۔ آپؒ کی تصنیفات میں سے "جوامع الہدایات" ہے کہ اس میں ذکر اور مختلف ورد اور شغل اور حقائق اور عرفان کی باتیں لکھی ہیں۔ شعر بھی کہتے۔

نمونہ:۔ ہمچو منصور مگر گفت اناالحق اشکم

کہ خدا ساخت سر ہر مژہ دار مگر

ترجمہ:۔ میں منصور کی طرح ہوں لیکن اناالحق میرے آنسو کہتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے ہر پلک کی نوک پر سولی بنائی ہے۔

آپؒ کا وصل صد ملال چودہ ذی الحجہ ۱۱۱۱ ہجری میں ہوا آپ کے چار فرزند ارجمند تھے۔ سب سے بڑے سلطان ابو سعید رحمہ اللہ جو سلطان جیو کے نام سے مشہور ہیں جنہیں اپنے بزرگوں کی مسند عطا ہوئی آپؒ صاحب فضل و کمال اور عجیب حالات رکھتے تھے حسن اخلاق تواضع اور عجز و انکساری کا پیکر تھے آپؒ ۱۱۳۶ ہجری میں حضرت سید العارفین شاہ لدھا رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے بلگرام تشریف لائے تھے۔ آپ رحمہ اللہ اکثر سماع و سرود میں اشکباری سے گزرتے مولف دو ماہ آپ کی صحبت میں رہا۔ ایک دن خدمت میں حاضر تھا اور آنجناب عادت کے مطابق سماع میں تھے۔ اچانک قوال نے یہ شعر پڑھا

بھر نگے کہ می بینی تواکنوں یقین میدان کہ اواکنوں بر آمد

اس قول کے اثر سے آپؒ کی صحبت کی تاثیر سے مجھ پر ایک ایسی عجیب حالت طاری ہوئی کہ بہت کوشش کی کہ ظاہر نہ ہو مگر بے اختیار نعرہ سرزد ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو آپؒ میرے ٹھہرنے کی جگہ تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا مشرب و مذاق معلوم ہوا۔ اس کے بعد جب تک خدمت اقدس میں رہا تو تنہائی میں اکثر حقائق کی باتیں اس حقیر سے کرتے میرے حال پر بہت توجہ فرمائی اور خود ایک جامۂ خلافت بنوایا اور کچھ اشغال اور اعمال کے ساتھ مرحمت کیا۔ آپؒ شعر بھی کہتے تھے اور عرفان تخلص تھا۔ آپؒ کا وصال صد ملال ۱۱۴۷ ہجری میں ہوا۔ آپؒ کے دو لڑکے تھے ایک سید احمد سعید کہ اب (وقت تحریر کتاب) زیب سجادہ بزرگوں کے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے میر سید قطب عالم ہیں۔ اور حضرت شاہ فضل اللہ کے دوسرے لڑکے میر سید محمد یوسف تھے اور تیسرے لڑکے سید محمد اشرف اور چوتھے سید محمد واصف یہ تینوں بزرگ زادے بھی اپنے آباد اجداد کی طرح صاحب فضیلت اور ظاہری اور معنوی علوم سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کے علاوہ سلطان مقصود سلطان مسعود۔ سید فخر الدین احمد اور شاہ جانی سرونجی۔ اپنے بزرگوں کی طرح جامع کمالات بزرگ ہوئے۔ شاہ جانی سرونجی شعر بھی کہتے تھے نمونہ

دربوستان عشق نظر کن کہ لالہ سان درخون نشستہ چاک گریبان احمدیم

سرتا قدم شدیم جو سوسن ہمہ زبان ازہر زبان خویش ثنا خوان احمدیم

ترجمہ :۔ عشق کے باغ میں نظر کر کہ لالہ کے پھول کی طرح خون میں نہایا ہوں اور حضرت احمد مجتبےٰ صلی علیہ اللہ وسلم کے عشق میں چاک گریبان ہوں۔ سر سے قدم تک سوسن کی طرح تمام زبان ہوں اور ہر زبان سے حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کہتا ہوں۔

قلم کو یارا کہاں کہ آپؒ کے فضائل و حالات بیان کرے بہت سے صاحب ذوق جو آپؒ کی صحبت میں پہنچے صاحب ذوق و حال ہوئے عشق و محبت کی حلاوت جو آپؒ کی محفل میں پائی کسی اور جگہ نہ تھی۔ آپ کی عمر عزیز سو سال سے تجاوز ہو چکی تھی لیکن حالت اور ذوق اور وجد اسی طرح تازہ تھا۔ کسی نے ان کے بارے میں کہا۔

مستی دفنا ایں ہمہ جوش لدھا است

درمجمع بحرین خروش لدھا است

شوق الٰہی اور بیحد ذوق روز ازل سے آپؒ کے جسم لطیف میں خمیر ہوا تھا۔ بچپن میں ہی کمال کے آثار دکھائی دِئے سب سے پہلے آپ شاہ اعظم نام درویش جو صاحب حال و کرامات تھے سے فیض حاصل کیا۔ بچپن میں کرامات صادر ہونے لگیں۔ جو لفظ منہ سے نکل جاتے صورت اختیار کرتے۔ یہاں تک کہ آپؒ کے والد بزرگوار سید کرم اللہؒ جو شاہزادہ شجاع کی ملازمت میں تھے۔ ہر قال و حال کے معاملہ میں آپؒ سے مشورہ کر کے کام کرتے۔ اگر آپؒ کی اصلاح کے خلاف کام کرتے کامیابی نہ ہوتی۔ آپ رحمہ اللہ کے شوق کا جوش اتنا تھا کہ دن میں بھی بے خودی طاری رہتی۔ آخر نوکری ترک کر دی اور مرشد کی تلاش میں سیاحت کرنے لگے۔ بالاخر دکن کے علاقہ میں شہر برہان پور میں اصحاب وجدان کے پیشوا شاہ برہان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ چند ماہ ان کی صحبت میں بسر کیے اور نصیبہ کامل حاصل کیا۔ جب شیخ کی خدمت سے رخصت لی رات کو خواب میں دیکھا شاہ برہان رحمہ اللہ مہربانی سے آپؒ کے کپڑوں میں خوشبو مل رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کی خدمت سے ایک دوسرا نصیبہ ملنے والا ہے۔ اس سفر کے دوران شاہ برہانؒ رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ کامل سپاہی کے لباس میں ملبوس میر سید جلیل سے ملاقات ہوئی۔ آپؒ نے بھی

فیض صحبت اٹھانے کے لیے دوبارہ نوکری اختیار کر لی۔ ایک مدت تک کسب فیض کیا۔ حصول کمال کے بعد خلوت نشینی کے لیے میر سید جلیل سے رخصت ہوئے وطن مالوف آکر گوشہ قناعت میں گزارنے لگے لیکن دل میں ایک ہجوم اٹھا کہ بوڑھی عورتوں کی طرح بیٹھنے کا کیا فائدہ ؟ قوت بازو سے روزی کمانی چاہیے۔ کالپی کے پڑوس میں ایک امیر کی ملازمت کر لی۔ اس علاقہ میں ان دنوں سید العاشقین سید احمد رحمہ اللہ کا ذکر اکثر سننے میں آتا۔ آخر ایک دن کالپی پہنچ کر زیارت کی قیام کے دوران قطب الاقطاب میر سید محمد رحمہ اللہ کی طرف سے سید احمد رحمہ اللہ کی بیعت کرنے کے لیے باطن میں اشارہ ہوا۔ لیکن آپؒ کو اس بات سے سخت انکار تھا۔ آخر حضور پر نور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق سید احمد رحمہ اللہ سے بیعت ہو گئے۔ سید احمد رحمتہ اللہ نے بیعت کرنے کے بعد فرمایا کہ میری بیعت قطب الاولیا سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ہے۔ اس لئے تمہیں بھی اس سلسلہ میں بیعت کیا اور پانچ سلاسل عالیہ چشتیہ' قادریہ' سہروردیہ' نقشبندیہ' اور مداریہ کی خلافت عطا کرتا ہوں۔ اور اجازت ارشاد دیتا ہوں۔ اور اشارہ فرمایا کہ قنوج میں قیام کرو۔ قنوج آکر دریا کے کنارے ایک مکان میں قیام کیا کہ اچانک دل میں ایک شورش اٹھی اور وطن آکر سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آکر حال عرض کیا۔ آنحضرت رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ جہاں حضرت عشق زمانے محفوظ رہو گے۔ مخدوم زادہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ وقت رحلت فرمایا کہ تمہارے باپ دادا کے خلیفہ بے شمار ہیں۔ جو فقر و درویشی عامہ چاہیں وہ ان میں سے ہر کسی کی صحبت سے مل جائے گی اگر خاص درویشی کا حصول مطلوب ہو تو صحبت شاہ لطف اللہ رحمتہ اللہ کو غنیمت سمجھنا۔ شاہ فضل اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کے میخانہ کی

شراب ناب میر سید لدھا رحمتہ اللہ علیہ نے نوش کی۔ اور دوسروں نے اس کی تلچھٹ پی۔ ایک دن قطب الاولیا سید محمد رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں تین آدمی طالب طریقت آئے آپؒ نے اشارہ سید لدھا رحمتہ اللہ علیہ کو کیا کہ تم توجہ کرو۔ آپؒ نے حسب حکم نعرہ مارا۔ دو آدمیوں پر تاثیر ہوئی اور بے خود ہو گئے تیسرے پر دو تین نعرے مارے وہ بھی بے خود ہو گیا۔ قطب الاولیا نے فرمایا

یہ رحمت خدا کی ہے کہ تمہاری توجہ نے اتنے پتھر دل کو بھی موم
کر دیا اور تاثیر ہوئی کسی اور سے یہ کام نہ ہوتا۔

ایک دفعہ شاہ داؤد نام ایک درویش کہ سخت ریاضتوں سے صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ اور کھال رہ گیا تھا۔ آیا اور عرض کی مشائخ کے ہاتھوں نہایت رنجیدہ ہوں۔ ان کے بتائے مجاہدات و ریاضت کر کے جان لبوں پر آپہنچی ہے لیکن مقصود کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ آپؒ کی خدمت میں پیش ہوا ہوں۔ اگر ریاضت کہیں گے ہرگز نہ کروں گا۔ اس کے سوا جو کہو گے جان و دل سے پورا کروں گا۔ آپؒ نے فرمایا قیام کرو۔ اتفاقاً تین دن گزر گئے اور آپؒ نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ اس پر وہ ناامید ہوا اور طعنہ زنی شروع کی اور سوچا کہ سامان سفر باندھوں آپؒ نے اس کی دلجوئی کی۔ اس کو جانے سے روکا اور اگلے دن صبح کے وقت اس سے کہا کہ تازہ وضو کر کے آؤ۔ وہ وضو کر کے آپؒ کے مقابل بیٹھا۔ اور دل میں انکار لئے کہا کہ فرمائیے آپؒ نے کلمہ حق سے کوئی چیز فرمائی۔ اس وجہ سے کہ سخت ریاضت سے اس کا دل بہت صاف تھا۔ آپؒ کی توجہ نے عجب تاثیر دکھائی کہ بیہوش ہو گیا اور تین روز پڑا رہا۔ اور حوائج انسانی کی اس کو کوئی خبر نہ تھی جب ہوش میں آیا تو اتنا موٹا ہو گیا تھا کہ پہچان میں نہیں آتا تھا۔ کہ یہ وہی لاغر شخص ہے۔ ایک دفعہ میر سعید محمد قنوجی رحمہ اللہ کے عرس میں آپؒ حاضر تھے۔ عرس کی شب چراغاں کو سرود کی حالت پیدا ہوئی۔ آپؒ کی گرمئی شوق سے اہل

مجلس جوش میں آ گئے ایک عزیز گنبد پر چراغ روشن کرنے میں مشغول تھا۔ اچانک نعرہ جانگداز کی آواز کان میں پڑی اور پوری تاثیر کر گئی اور بے خود ہو کر گنبد سے زمین پر گرا۔ اور اس کے کسی عضو کو نقصان نہ ہوا۔ لوگ حیران تھے کہ کہ اتنی بلندی سے گر کر بالکل صحیح سلامت ہے ایک دن نواب غیرت خان جو دراصل محمد سعید سرمد رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں سے تھے۔ حاضر ہوئے اور بے ادبانہ طرز سے کہا آپؒ کے خاندان میں توجہ کر کے ایک حالت پیدا کی جاتی ہے ہم پر بھی توجہ فرمائیں آپؒ نے فرمایا توجہ اس طرح طلب کرتے ہیں جس طرح تم کر رہے ہو۔ اس بات سے وہ خود خاموش ہو گیا اور اپنے دو ساتھیوں کو کہ وہ بھی سرمد کے مصاحبین سے تھے اشارہ کیا کہ توجہ کے لیئے عرض کرو۔ اچانک آپؒ کی توجہ قلبی نے تاثیر دکھائی اور نواب نے عجز سے سر آپؒ کے پاؤں میں رکھا آپؒ نے تواضع دکھائی اور نواب کا سر ہاتھوں میں لیا۔ نواب کے ساتھیوں پر بھی بڑی رقت طاری ہوئی اور گریہ شروع کیا۔ اتفاق سے آپؒ کا خاص مطرب بھی حاضر تھا۔ آپؒ نے اشارہ کیا اس نے سرود شروع کیا۔ سرود سنتے ہی وہ نیم بسمل پرندے کی طرح لوٹنے لگے۔ ایک روز عرس سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کی مجلس تھی۔ شیخ محمد برخوردار اور مصباح العاشقین شیخ ملاوہ کے فرزندان اور دوسرے صوفی سماع اور وجد میں تھے اور مجلس کے دوسرے لوگ سماع کی تعظیم میں کھڑے ہوئے تھے لیکن امام الدین خان تعظیم سماع میں نہ اٹھا اور بیٹھا رہا۔ آپؒ کو یہ بات اچھی نہ لگی اس پر توجہ کر کے نعرہ مارا کہ وہ بے خودی میں گرفتار ہو گیا اور بے اختیار زمین پر لوٹتا تھا۔ مجلس کے لوگ اس کو میر سید محمد رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ کے گنبد میں لے گئے کہ شاید روح پر فتوح کی برکت سے سکون آئے۔ لیکن ہر دم شورش اور سوزش زیادہ ہوتی گئی۔ عین بیہوشی میں اس نے آنجناب کا نام لیا۔ آپؒ کو التجا کر کے وہاں لے گئے آپؒ نے اس پر نظر رحمت کی اور ایک بیڑہ پان اپنے ہاتھ

سے کھلایا اور افاقہ ہوا۔ ایک وقت ایک عزیز نے بیعت کی درخواست کی فرمایا تمہاری پیشانی پر کسی کی بیعت کا داغ ہے یہ سنتے ہی وہ شخص زرد پڑ گیا اور شرمندہ ہو کر عرض کی واقعا" دنیوی مہم پیش آئی اور میں ایک عزیزؒ کے پاس کہ درویشی لباس میں تھا گیا اور تعلق کیا۔ اور بغیر مرید ہوئے کام کا ہونا ممکن نہ تھا۔ ناچار مرید ہوا لیکن چونکہ اعتقاد سے مرید نہ ہوا اور انکار بھی نہ ہو سکتا تھا۔ منحرف ہو گیا۔ آپؒ نے فرمایا ارادت پکی ہونی چاہیے اور اگر کوئی مطلب ہو تو صاف کہنا چاہیے۔ ایک رات موسم گرما میں آپؒ گھر کے صحن میں کھانا کھا رہے تھے۔ چراغ جو وہاں جل رہا تھا ایک تیز جھونکا ہوا آیا اس سے چراغ بجھ گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا اتنا توقف نہ کیا کہ کھانا کھا لیتے۔ اچانک بتی کی سرخی سے فتیلہ نمودار ہوا اور چراغ جلنا شروع ہو گیا اور آپؒ نے کھانا کھا لیا۔ جب خیر اندیش خاں بلگرام برائے زیارت آیا۔ راستہ میں سوچا کہ حضرت مجھے ٹھنڈا پانی پلائیں۔ اس کے حاضر ہونے پر خادم سے فرمایا کہ فقیر کیا تواضع کر سکتے ہیں بس ایک کوزہ ٹھنڈا پانی لے آؤ۔ خیر اندیش خان نے اٹھ کر معذرت کی کہ حضرت میں نے خطا کی تھی کہ یہ ارادہ دل میں لایا۔ معاف فرمادیں۔ حافظ سید محمد رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ ایک دن میں آپؒ کے ساتھ صحرا میں سبق باطن میں مشغول تھا کہ پیاس نے زور کیا۔ آپؒ بھی مراقب تھے موسم گرمی کا تھا۔ اور سورج بلند ہو گیا اور سورج کی گرمی سے میرے کام میں خلل پڑنے لگا۔ آپؒ نے سر اٹھایا۔ سورج کی طرف نگاہ کی اور انگوٹھا مٹھی میں دبا کر پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ اچانک ایک بادل کا ٹکڑا پیدا ہوا اور میرے سر پر سایہ ہو گیا۔ جب تک کہ میں وہاں مشغول رہا۔ ابر کا سایہ میرے سر سے نہ گیا۔ ایک عورت نے عرض کی کہ میری چند لڑکیاں ہیں اور مجھے لڑکا نہیں ہوتا توجہ فرمادیں کہ حق سبحانہ مجھے لڑکا عطا کردے۔ آنجناب نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر "المصور" لکھ کر اسے دیا کہ تعویذ بنا

کر اپنے ساتھ رکھو۔ اس تعویذ کی برکت سے اسی رات وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اس ہنگامے میں کہ نواب محمد خان جو ذی وقار امرا سے تھا اور مخدوم زادہ حضرت سلطان جیو کا مرید تھا راجہ چتر سال سے جنگ کے ارادہ سے وطن سے آیا تھا۔ سلطان جیو بلگرام آئے مخدوم زادہ کی وجہ سے نواب مذکورہ جو مکن پور جا چکا تھا گئے سلطان جیو کہتے ہیں کہ اس سفر میں کرامتیں دیکھنے میں آئیں نواب سے کہا اس سال چتر سال پر چڑھائی نہ کریں کوئی کامیابی نہ ہو گی۔ اسی طرح ہوا۔ آنجناب نے فرمایا ایک وقت بے خودی میں تھا۔ دائیں طرف لڑھکا تو ایک خوبصورت عورت نظر آئی۔ جب پیٹھ پر سیدھا ہو گیا ایک بوڑھا بیمار نظر پڑا۔ ہر رنگ میں عشق کو دوسری ہی لذت و ذوق ملتا ہے۔

مینماید آں پریرو ہر زمان روئے دگر
تا کشد ہردم گریبان من از سوئے دگر

ترجمہ :- وہ پری چہرہ ہر وقت دوسرا ہی چہرہ پیش کرتا ہے تاکہ میرے گریبان کو کسی اور طرف دیکھنے سے کھینچے

آنجناب نے فرمایا ایک وقت سر گریبان میں ڈالے مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک نور کی تجلی سورج کی طرح ظاہر ہوئی اور اس مشاہدہ سے نیا ہی لطف آیا اور جوں جوں وہ نور اونچا ہوتا تھا میرا حظ و لذت زیادہ ہوتا تھا۔ یہاتک کہ خوشی کی زیادتی سے لبسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ آخر بیہوش ہو گیا اور سینکڑوں مرحلہ طے ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا جب حضرت میر سید احمد رحمہ اللہ بلگرام تشریف لائے میں فقیر بے خود اور ہر غیر کو بھلا کر بیٹھا تھا۔ یہاں تک کہ آپؒ کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہوئی آپؒ نے خود مہربانی کی اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور مجھے بے خبری کی گہرائیوں سے ہوش کے ساحل پر لائے اور اس ہوشیار ہونے کے دوران عجیب کیفیت سے دو چار ہوا عرش کے اوپر سے لیکر تحت الثریٰ تک ایک لقمہ میں گلے کے نیچے اتار لیا۔ اور ابھی بھوک باقی

تھی۔

آپؒ نے بیان فرمایا کہ میں بیٹھا تھا اچانک میری نگاہ نے آفتاب کی شعاع کی طرف طول کھینچا اور ۶۰ میل تک کوئی چیز حائل نگاہ نہ تھی اور پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک سب نظر آتا تھا۔ اپنے آپ سے کہا کہ ہوشیار ہو کھیل تماشہ میں نہ پڑ پس دل کو اس مکاشفہ سے ہٹایا۔ ایک اور وقت مراقبہ میں بیٹھا تھا اور اپنے سے غافل تھا کہ عرش کے اوپر سے لے کر فرش کے نیچے تک اپنا ہی وجود دیکھتا تھا اور ہر خیال غیر کا جو دل میں آتا۔ میرے اندر بھی موجود ہوتا اچانک یہ خیال متشکل ہوا کہ ایک جدا چاند آسمان سے مجھ پر چمک رہا ہے اس وقت انگوٹھا اپنی مٹھی میں پکڑا وہ چاند آسمان سے غائب ہو گیا سمجھا کہ یہ سب کچھ مجھ سے ہے۔ ایک دفعہ مولف کتاب کے دل میں خیال آیا کہ جب در حقیقت بڑے اور چھوٹے میں اور ہما و مکھی میں فرق نہیں ہے تو پھر خواص کی فضیلت عام لوگوں پر کس طرح سے ہے۔ یہ آنجناب کی خدمت میں عرض کیا گیا آپؒ نے فرمایا

ایک سمجھنا ہے ایک کہنا ہے ایک اس حالت میں ایک ہو کر جاننا ہے اور اس حالت میں ہوئے بغیر کہنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا پس ہمت اس حالت کے حصول پر باندھنی چاہیے۔

میں نے عرض کی جب وحدت (الآن کما کان) ہے تو چاہیئے کہ قال حال ہو اور حال قال ہو۔ بلکہ اس مقام میں حال و قال کی گنجائش نہیں۔ آپؒ مسکرائے اور فرمایا

واقعاً ایسا ہی ہے لیکن دانا نادان سے بہتر ہے اور عالم جاہل کی نسبت زیادہ خوش ہے۔

ایک روز آپؒ کے مریدوں میں سے ایک فقیر جس کو ایک حالت تازہ پیدا ہوئی تھی آپؒ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ ابھی میں باغ کی سیر سے واپس آرہا تھا۔ راستہ

میں ایک سروقد خوبصورت عورت چہرے پر نقاب ڈالے راستہ سے گزر رہی تھی میں
بے اختیار ہو گیا۔

غیر تونیست تاترا بیند۔ زچہ برقع نے کشائی تو

ترجمہ :- غیرتو نہیں ہے جو مجھے دیکھے گا۔ کس لئے برقع نہیں کھولتی۔

میں نے چاہا کہ نقاب الٹ دوں اور تماشہ دیکھوں لیکن ایسا نہ کر سکا۔ اس کے جواب میں فرمایا اپنے سے خود پردہ نشین ہو تو وہ مشرک ہے جو بے نقاب کرنے کی سوچے۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب مکنی زندیقی

ترجمہ :- واجب الوجود کے ہر مرتبہ میں حکم علیحدہ ہے۔ اگر مرتبہ کی عزت حفاظت نہ کرے تو زندیق ہے۔

ایک روز آنجناب حالت سکر میں تھے اور زبان سے شطحیات جاری تھیں۔
مولف نے پوچھا قرآن مجید میں جو مذکورہ ہے وہ خدا کیا ہے۔ فرمایا

وجودے کہ مطلق المطلق لغت اوست غیب و شہادت ہر دو صفات
یک مظہر او غیب است۔ مظہر شہادت نیز لاریب
یعنی آن نیست کہ بندہ غیب باشم واو خداوندما بلکہ ما ہر دو صفت
وجود مطلقیم۔

ترجمہ :- وہ واجب الوجود کہ مطلق لمطلق اس کی تعریف ہے۔ غیب اور ظہور دو نو اس کی صفتیں ہیں۔ اس کا ایک مظہر غیب ہے دوسرا مظہر شہادت بھی ضروری ہے یعنی یہ نہیں میں غیب کا بندہ ہوں اور وہ میرا خدا ہے بلکہ میں وجود مطلق کے دونو صفتوں کا حامل ہوں۔

جب صحو میں آئے تو فرمایا کہ جس خدا کی قرآن میں شان بیان ہے اور ثابت ہے میں

اس کا بندہ ہوں۔

ایک دفعہ ایک عزیز نے اِنَّ اللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ کے معنی میں سوال کیا اور کہا محیط کو محاط چاہیے اور صوفیا قائل وحدت الوجود کے ہیں۔ اس آیت سے دوئی ظاہر ہوتی ہے آنجناب نے فرمایا "ان القطن علے کل ثوب محیط" یعنی روئی تمام کپڑے پر محیط ہے۔ اس جگہ وہی محیط وہی محاط ہے دوئی کی گنجائش نہیں۔ اور آپؒ نے اس قول "تفکرو فی ایاتہ ولا تفکرو افے ذاتہ" کے بارے میں فرمایا کہ

ذات خود موجوداست پس اس میں تفکر کی ضرورت نہیں لیکن
صفات میں تفکر کرنا چاہیے کیونکہ صفات بے شمار ہیں

اور اس حدیث کے بارے میں بالیت رب محمد لم یخلق محمدا فرماتے تھے کہ بعض عزیزوں نے کہا کہ یہ نعرہ فراق ہے لیکن ہرگز کبھی آں حضور سرور صلی اللہ وسلم کو حالت فراق نہیں ہوئی بلکہ عین وصال و مشاہدہ جمال میں یہ نعرہ ذوق و حال سے ہے

رباعی :۔ بلبلے برگ گلے خوش رنگ درمنقار داشت
وندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل این نالہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوہ معشوق دراین کام داشت

ترجمہ :۔ ایک بلبل کی چونچ میں عمدہ رنگ کے پھول کی پتی تھی اور وہ آہ وزاری سے فریاد کر رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ عین وصل میں زاری اور فریاد کیوں ہے۔ اس نے کہا جلوہ معشوق نے مجھے اس کام میں لگایا ہے

آپؒ فرماتے تھے

شریعت رنگ ہے اور حقیقت بو ہے۔ جب گل لالہ اور چنبلی
اکیلے اکیلے ہوں تو مرتبہ نہیں پاتے اور اہل صورت و اہل معنی کا

حال اس سے قیاس کر لو

آنجناب نے فرمایا کہ جمال جہاں آرا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے دیدار سے زیادہ مشکل ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ نام تشبیہ ہے اور اللہ نام تنزیہ کا اور فرمایا کہ !اسلام اپنے وجود کی نفی ہے اور اثبات حق کا وجود ہے۔ آپؒ نے فرمایا!

(۱) مستی اسلام ہے اور ہوشیاری کفر یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور مست ہونا اسلام ہے اور اس کے ماسوا سے ہوشیار ہونا کفر ہے۔

(۲) عبد اور رب دونوں وجود مطلق کی صفتیں ہیں۔

(۳) جہاں حق ہے میں نہیں ہوں۔ عارف معروف عرفان کثرت کا افسانہ نہیں ہے۔

(۴) حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

(۵) شریعت مردوں کی انتہا ہے۔ کمال انسان کا اس میں ہے کہ ناسوت کے سب مرتبوں میں اس کا جلوہ ہو۔

(۶) خداوند قدوس کا دعوے ہماری امانت ہے۔ تنزیہ و تشبیہ دونوں میری صفتیں ہیں۔ میری ہتی ہے جو عبد کی صورت اور رب کی صورت میں آئی ہے۔

(۷) ہمارا مجنون خود لیلیٰ ہے اور لیلیٰ اپنی مجنوں ہے۔

(۸) دوئی اللہ کا چہرہ ہے۔

۹ وہم کے بندے بہت ہیں تھوڑے اور جو عبداللہ ہے اللہ ہے۔

(۱۰) وہ شخص بیوقوف ہے جو خدا کا طالب ہو لیکن اپنا عاشق نہ ہو۔

(۱۱) حق کو حق کے بغیر نہیں پا سکتے۔ لاتعین سے شہادت تک ہمارا جلوہ ہے

عارف کا حال گفتگو سے بالاتر ہے۔ قرآن کی تلاوت بغیر معبود کی تلاوت

کے حرام ہے۔

آپؒ کے شب و روز اس طرح گزرتے تھے کہ جب تین گھنٹہ رات رہتی شہر
سے دور جنگل کی طرف نکل جاتے اور جوش اور ذوق میں مستانہ نعرے لگاتے تھے۔
جس وقت نعرہ سرزد ہوتا پاؤں کے ناخن سے سر تک کھچ جاتے اور بیتاب ہو جاتے۔
سردی کے موسم میں جب ہوا بہت ٹھنڈی ہوتی تنہائی کی جگہ ننگے پاؤں و سر سیر کرتے
اور کبھی صرف ایک تنگ پاجامہ میں چلے جاتے۔ اور اکثر چاشت کے وقت تک سیر
میں ہوتے صبح کی نماز کبھی اپنے والد کی بنائی ہوئی مسجد میں ادا کرتے اور کبھی جنگل
میں۔ جب گھر واپس تشریف فرما ہوتے تو یاران جمع ہوتے آپؒ دل پسند باتیں اور
شوق کے نکتہ بیان فرماتے آپؒ کو صوفیہ کے اقوال اور حکایتیں اور فارسی اور ہندی کے
اشعار اس قدر یاد تھے کہ باعث حیرانی ہوتے جو کچھ زبان شوق سے نکلتا سننے والوں پر
تاثیر اور حالت پیدا کرتا۔ اکثر لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا اور وہ نعرے مارتے۔ آپؒ
نے فرمایا کہ میرے اوپر ابن الوقت اور ابو الوقت دونوں حالتیں ظاہر ہوئی ہیں اس
طرح چاشت کے وقت سے دوپہر تک مجلس برپا رہتی پھر مطابق سنت نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم قیلولہ کرتے اٹھ کر نماز ظہر ادا کرتے اور ظہر سے عصر تک پھر مغرب تک
تصوف کی کتابوں کا درس دیتے اور کبھی جنگل کی سیر کو نکل جاتے۔ عشا کی نماز کے بعد
کچھ کھاتے اور بستر پر بیٹھ جاتے اور اکثر رات مراقبہ کی ایک ہی بیٹھک میں گزار
دیتے۔ حضرت سلطان جیوؒ نے ایک وقت پوچھا کہ رات کو تہجد ادا ہو جاتی ہے تو فرمایا
بہت سال گزر جاتے ہیں رات کو پلک نہیں بند ہوتی لیکن دیوانگی کے سبب نماز کم ہی
میسر آتی ہے۔ فرض نماز بے اختیار خود ادا ہو جاتی ہے۔

شعر :۔ ہزار بار تواں کر دبا خدا .شوخی

ولیک دم نتواں زد مصطفیٰ گستاخ

ترجمہ :- خدا تعالیٰ سے ہزار بار شوخی ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن
آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سانس بھی گستاخ نہ ہو
آپ رحمہ اللہ بعض حالات میں بیماری خواہ کتنی شدید ہوتی۔ مضر چیزوں کا
پرہیز نہ کرتے بلکہ دوسرے دنوں کے خلاف غذا اور طعام میں خوب تکلف کرتے۔
اطبا کی معروضات کا کوئی اثر نہ لیتے۔ ایک وقت دستوں کی بیماری ہو گئی اور اسی بیماری
میں رحلت فرمائی۔ ان دنوں میں جوش و جذبہ بہت زیادہ تھا ایک دن فرمایا کہ اے
دوستوں میں اس بیماری میں گرفتار ہوں۔ لیکن ایک اور ہی چیز کو میں نے کشتہ کیا ہے
اور یہ شعر پڑھا

نہ آں جنسم کہ ازقحط خریدار از بہا رفتم
ہمان خورشید تا بانم اگر در زیر پا رفتم

ترجمہ :- میں وہ جنس نہیں ہوں کہ خریدار کی کمی سے قیمت نہ رہی ہو۔
میں وہ چمکنے والا آفتاب ہوں اگر پاؤں کے نیچے بھی آجاؤں تو میں روشن و
تاباں ہی رہتا ہوں ۔

آپؒ کے آخری وقت لوگوں پر رقت طاری ہوئی رونے لگے آپؒ نے منع فرمایا اور یہ
شعر پڑھا

عالم تمام آئینہ حسن ازلی است
مے بیائد دید و دم نم بایدزد

ترجمہ :- یہ دنیا تمام حسن ازلی کا آئینہ ہے اس کو دیکھو مگر دم نہ مارو

آپؒ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۸ ہجری میں ہوئی اور عمر عزیز یک صد پانچ سال ہوئی
وصال صد ملال اتوار کی رات چودہ جمادی الاول ۱۱۴۳ ہجری کو ہوا۔ بہت سی شعرو نظم
ہیں جن سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

دراحوال فرزندان اور مریداں نامدار

حضرت میر عظمت اللہ میاں صاحب نور اللہ مرقدہ'

آپؒ شاہ بلگرامی رحمتہ اللہ کے بڑے صاحب زادے تھے اور مولف کتاب کے والد تھے۔ آپؒ کے تمام فضائل اور کمال ظاہری و معنوی مشہور تھے۔ آپؒ نے والد بزرگوار کی خدمت میں تربیت پائی۔ ذوق توحید اور فقرودرویشی بلند مرتبہ تھا۔ آپؒ کی طبیعت بہت آزاد تھی اور مشیخت کے اسباب اور کمال کا اظہار کہ عوام میں توقیر کے باعث ہوتے ہیں سے مطلق گریز کرتے تھے اور سپاہیانہ لباس میں کہ طریقہ حال چھپانے کا ہے رہتے تھے۔ میر سید آپؒ کی عارفانہ باتیں اور ذوق کے لطیف نکتے حاضرین کو اتنا حظ بخشتے کہ بیان میں نہیں آتا۔ آپؒ کے دوستوں میں سے ایک ظاہر پرست جو مسئلہ توحید کے انکار پر ان سے گفتگو کر چکا تھا۔ آپؒ کے آخری وقت عیادت کو آیا اور پوچھا کہ اب کیا حقیقت ہے؟ آپؒ نے فرمایا مردوں کی بات ایک ہی ہوتی ہے۔ آپؒ کی وفات حسرت آیات کیوقت جو دہلی میں ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی مرضی ہو تو تابوت وطن کو لیجائیں اور اگر دہلی میں کوئی مقام مقرر کر دیں تو وہاں مزار مبارک بنایا جائے۔ آپؒ نے ناراض ہو کر فرمایا اس خاک کی مٹھی کو جہاں تمہارا دل چاہے ڈال دینا۔ آپؒ شعر گوئی اور شعر فہمی میں استاد تھے۔ مثنوی

غزل ' قصائد میں آٹھ ہزار شعر لکھے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف قصص الانبیا ہے جو سات دن میں لکھدی تھی۔ تصوف میں رسالہ "ماقل و دل" اور "غبار خاطر" وغیرہ ہیں۔ آپؒ کا ایک خط جو ایک عزیز کو جواب میں لکھا تھا۔ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ[1] صلواة اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے فرمایا میں (احمد) بغیر میم کے ہوں۔ اور جس نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا فقط خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ اس کے بعد آپؒ کے گرامی نامہ کا جواب یہ ہے کہ :-

جس طرح حضرت حق جل و علا کا وجود واجب ہے اس کی پرستش بھی بندوں پر واجب اور فرض ہے اور جس طرح ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض خیر اور صلاح ہے ان کے احکام کی بجا آوری اور درود دانائی کے موجب ہیں۔ اور فلاح پانے کے لیکن جو لوگ صرف اس پر اکتفا کر گئے اور اسی کو کمال سمجھتے ہیں انہوں نے حقیقت کی بو بھی نہیں پائی۔ بلکہ وہ چارپایوں کی طرح ہیں یا ان سے بھی نیچے درجہ کے۔ قوت انسانی کا تو تقاضہ یہ ہے کہ ہر شے کی حقیقت پر غور کرے اور حضرت باری کے متعلق سوچے کہ یہ تمام موجودات کہاں سے ہے اور کیا ہے؟ کس طرح ہے مردان خدا سالہا سال سخت ریاضتیں کرتے رہے فرش سے عرش تک تلاش کر کے لاموجود الا اللہ کہتے ہیں اور آیات اور احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ کیا مطلب رکھتے ہیں؟ علم نقطہ ہے لیکن زمانے میں نقل کرنے والے ظاہری طور پر اپنے آپ کو محققوں کی طرح سجاتے ہیں

[1] الحدید : ۳

اور پیر و مرشد بنتے ہیں۔ اور دنیا حاصل کرنے کو کمر باندھی ہے سبحان اللہ کہ ان کی متابعت میں شریعت مقبول بھی مردہ ہو جاتی ہے اس عہد کے بہت فقیر کہ اپنے آپ کو وقت کا بایزد رحمہ اللہ اور جنید رحمہ اللہ شمار کرتے ہیں۔ توحید کی خبر بھی نہیں رکھتے۔ نہ صاحب وحدت ہیں نہ طالب و حدت انصاف تو یہ چاہتا ہے کہ جو وحدت وجود کا قائل نہیں اس کو فقیر نہ کہنا چاہیے اور نہ ہی پیر۔ بلکہ فقیروں کے سلسلہ سے نکال دے جائیں کیونکہ ان کا اصل طریقہ وہ ہے کہ سوائے خدا وند قدوس کے اور کچھ موجود نہیں ہے۔ پس وہ آدمی بھی جو ان کا مرید ہے بے اصل ہے اور اس کا دل اس قسم کی باتوں کی لذت نہیں جانتا۔ تقلید کرتا ہے اگرچہ حقیقت کے سالک کو ہر قدم پر غلطی کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کبھی اس کفر سے منسوب کر دیتے ہیں اور کبھی دہریہ ہونے کا الزام لگتا ہے لیکن خداوند قدوس تک پہنچنے والا اگر سو چھلانگ بھی مارے تو ان کا قدم شریعت سے باہر نہیں جاتا۔ الحاصل فقیر وہ ہے کہ توحید جاننے والا تحقیق کرنے والا ہو۔ بلکہ آدمی وہ ہے کہ وحدت وجود پر قائم ہو بہت سے عزیز توحید کو حال پر موقوف سمجھتے ہیں حیف اس وحدت پر جو حال اور قال پر منحصر ہو۔ وحدت اپنی ذات میں ہے الآن کما کان است۔ ہم نے کہ خود کو پہچانا نہیں ہے۔ ہم جو اس کے لئے حیران ہیں ہم خود ہیں حکماء نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ تینوں قسم کے جسم چار عنصر کے ملنے سے بنے ہیں اور چار عنصر جو دراصل ایک ہی شے

ہیں۔ پہلے آسمان سے پیدا ہوئے۔ پہلا آسمان دوسرے آسمان سے ۔ اسی طرح درجہ بدرجہ آخری فلک جسم کل سے۔ اور جسم کل عقل کل سے یہاں تک کہ انتہا واجب الوجود پر ہے۔ یعنی جو کچھ وجود میں آتا ہے ممکن کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے واجب الوجود کے سوا نہیں ہے یعنی لا موجودہ الا اللہ خود بخود واجب ہے اور ثابت ہے ۔

ایک دن حضرت شاہ لدھا رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک عزیز نے کہا ہمہ از اوست۔ دوسرے نے کہا ہمہ اوست۔ آپؒ نے فرمایا

ہموست اسی وجہ سے دم اور قدم نامحرم ہے جو کوئی راہ طلب میں ایک قدم رکھے منزل سے تین سو میل جا گرتا ہے۔ طلب کرنا آفت ہے اور ارادہ کرنا وبال ہے اور ذہانت ہے۔ حجاب ہے۔ اور وجدان (جاننا دریافت کرنا) محال ہے۔ قرب کی تمنا اور حضوری کا خیال نفس کا دھوکا ہے۔ اس سے دور ہے۔ خدا کو طلب کرتا ہے یا خود کو ۔ ایک آدمی دو جگہ نہیں ہو سکتا۔

ایک اور مرید کو لکھا تمہارا خط ملا۔ جس میں فقرا کے کلام کا تعارض اللہ کے بارے میں لکھا ہے۔ توحید چیز ہے جو ہمارے اور تمہارے معارف پر موقوف ہے اور اس کی حقیقت سے خبرداری لیتے ہیں۔ گزشتہ زمانے کے محققوں کہ عام مشہور ہیں کے کلام سے معلوم ہوتی ہے۔ تمہارے کہنے کے مطابق کہ یہ حادث عالم قدیم نہیں ہے پس اس حال میں کہ ذات حق کے سوا دوسری چیز نہ تھی۔ اس دنیا کا حادث ہونا اس کے علاوہ مقرر کرتے ہیں کس طرح صورت پذیر ہو گیا۔ یہ تمام موجودات شاید خدا تعالیٰ نے تمہارے بزرگوں سے قیامت کے وعدہ پر قرض لی ہو۔ ایک عقلمند کے گھر تو آگ

لگ گئی۔ چنانچہ روئی اور تمام اسباب جل کر خاک ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک جزو سے تمام چیزیں تھیں۔ وحدت میں کثرت ہے اور کثرت میں عین وحدت ہے واقعی مطلق کو نہیں پہچانا۔ اس سرخ سفید سبزا ستبرق کو۔ بہتر فرقوں کو کہتا ہے باطل ہیں۔ اگر تو حق کو جانتا ہو ان سب کو حق جانے۔ آپؒ کا وصال صد ملال چوبیس ذیقعد بروز پیر ۱۱۴۲ ہجری دہلی میں ہوا مزار پر انوار محبوب الٰہی زری زر بخش نور اللہ مرقدہ کے مزار پر انوار میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میر سیّد نُورالحق سلمہ اللہ تعالیٰ

آپؒ کے دوسرے صاحبزادے مقبول زمانہ ہیں۔ صاحب مجاہدہ اور برکات و فیوض کے منبع ہیں۔ آپؒ کی ولادت با سعادت ۱۰۹۸ ہجری میں ہوئی۔ آپؒ نے ہوش سنبھالنے سے والد بزرگوار کی رحلت تک ان کی صحبت و تربیت میں عمر گزاری۔ تنہائی اور قناعت پسند تھے۔ اپنے حجرۂ درویشی سے باہر قدم نہ رکھا۔ تمام وقت عبادات و افکار میں گزارتے۔

حضرت میر سیّد نُوراللہ رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ چھوٹے بھائی ہیں حالت اور کیفیت آپؒ کی عجیب تھی۔ ابتدا میں ملا ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں علم کی تکمیل کی پھر دہلی تشریف لے گئے اور روضہ مبارک حضرت سلطان المشائخ میں دو سال درس دیا اور سید نور اللہ احرار رحمتہ اللہ مشہور ہوئے۔ اس مدت میں اکثر امرا بادشاہ کی طرف سے تحائف و مقررہ مالی امداد کی پیشکش کرتے تھے قبول نہ کی۔ اور سند علم کو ٹکڑے کر دیا۔ آخر آنجناب کے مرید ہوئے۔ سخت ریاضتیں کی۔ سکر کی حالت غالب ہو گئی۔ اکثر نماز میں روتے اور کبھی تمام شب رکوع میں اور کبھی سجود میں مستغرق گزار دیتے۔ اکثر گیارہ دن یا اس سے بھی زیادہ کھانا یا پانی نوش نہ فرماتے۔ ایک دن کھڑے ہوئے۔ چاہا کہ وضو کے لئے

لوٹا اٹھاویں۔ اچانک ایسی حالت طاری ہوئی کہ تین دن وہیں رکوع میں رہے۔ اسی طرح اکثر دیوانگی میں گریبان چاک کر دیتے سونا چاندی ہاتھ میں نہ پکڑتے ۔ فرماتے تھے کہ مردار ہے اس سے آلودہ ہونا جائز نہیں اور جہان کے نیک و بد سے کوئی تعلق نہ تھا۔ غربت یہاں تک تھی کہ پگڑی میں پیوند لگاتے رہتے رات کا سونا بھول ہی گئے تھے دین میں اور امر ونہی کے معاملہ میں سخت تھے۔ جس کسی سے شرع کے خلاف کوئی بات دیکھتے فورا" ٹوک دیتے۔ ایک دن ایک آزاد منش درویش بیٹھا تھا۔ اچانک کسی ساز کی آواز سنائی دی۔ اس نے گستاخانہ آنجناب سے کہا۔ جس جگہ کہ سازوں کا ہنگامہ ہے وہاں نہ جانا چاہیے۔ آپؒ نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ وہاں کیا ہے؟ اس نے نے کہا اللہ تعالیٰ ہے۔ سید نور اللہ رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور کہا اٹھ اللہ تعالیٰ کو دکھا۔ درویش نے کہا پہلے اپنی نجاست دور کرو۔ فرمایا نجاست کیا ہے؟ فقیر نے کہا یہ دنیاوی لباس ۔ سید نور اللہ رحمہ اللہ نے فورا" پگڑی زمین پر دے ماری۔ کپڑا چاک کر دیا اور کہا اٹھ اللہ تعالیٰ کو دکھا۔ فقیر حیران ہو کر عاجزی اور خوشامد پر اتر آیا۔ سید نور اللہؒ نے سختی سے پکڑ لیا۔ آخر آنجناب نے سید نور اللہؒ کا ہاتھ پکڑ کر فقیر کو چھڑایا۔ ایک رات نماز میں یہ آیت پڑھی جس کا مطلب ہے کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ نماز میں بیہوش ہو کر گرے اور چند دن بغیر کھائے اور سوئے روتے رہے آنجناب (شاہ بلگرامیؒ) بہت تسلی دیتے تھے مگر ان کو تسلی نہ ہوتی تھی۔ آخر فرمایا جا قرآن حفظ کر چند جزو قرآن پاک کے حفظ کئے تھے کہ وہ مشکل حل ہو گئی اور آکر پاؤں مبارک پر گر پڑے۔ پھر باقی قرآن پاک حفظ کرنے میں لگ گئے۔ پچیس جزو یاد کئے تھے کہ کثرت قیام سے پاؤں پر ورم آگیا۔ اور اسی عارضہ میں رحلت فرمائی آخر وقت لوگوں نے پوچھا آپؒ کی دلی آرزو کیا ہے؟ فرمایا یہی آرزو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں کہ پانچ جزو قرآن کے حفظ سے باقی رہ گئے۔ آپؒ کا وصال صد ملال ۱۱۴۳ ہجری

میں ہوا۔ آپؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد کلام پاک جس سے یاد کرتے تھے۔ گم ہو گیا۔ لوگوں کو افسوس ہوا کسی کو خواب میں بتایا کہ فلاں کے گھر میں فلاں جگہ رکھا ہے۔ وہیں سے مل گیا ۔

حضرت حافظ سیّد محمدی علیہ الرحمتہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ علوم ظاہری کے فاضل کامل اور قرآن مجید فرقان حمید کے حافظ تھے اور جس نے سب سے اول آنجناب رحمتہ اللہ علیہ یعنی سید لدھا بلگرامیؒ سے بعیت کی ' آپؒ تھے۔ تصوف میں نہایت عالی طریقہ تھا۔ خلوت میں رہتے تھے۔ بہادر شاہ بادشاہ سے قریبی تعلقات تھے بادشاہ بھی آنجناب کا بے حد ادب و احترام رکھتا تھا۔ اور اکثر آپؒ کے پیچھے نماز پڑھتا۔ ایک روز خلوت میں بادشاہ سے گفتگو ہو رہی تھی کہ ہاتھ بادشاہ کے زانو پر مار کر کوئی بات کہی۔ ناظر نے کہا کہ ادب کا خیال رکھیں بادشاہ اللہ جل مجدہ' کا سایہ ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا آپؒ کو کچھ نہ کہو۔ آپؒ درویش اہل اللہ ہیں۔ آپؒ بڑے عالی حوصلہ تھے جو درویش آتا آپؒ کا مطیع ہو جاتا۔ ایک دن ایک بزرگ سے ملاقات کے دوران انہوں نے کہا یہ باتیں میں بھی جانتا ہوں۔ آپؒ نے کہا یہ نفس کی بات ہے اور میری اور تمہاری توحید میں گنجائش نہیں ہے۔

حضرت سیّد محمدی بن سیّد جعفر رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فتویٰ دینے والوں کے سلطان تھے اور صاحب سوز و تقویٰ و قناعت تھے۔ آپؒ بیعت ہونے سے پہلے درویشوں کی خدمت میں رہے اور ریاضتیں کیں۔ اسماء کی دعوتیں دی۔ علوم تکسیر رمل و جفر حاصل کئے۔ لکھتے ہیں ایک دفعہ بنگالہ کے علاقہ میں بھاگلپور پہنچا اور ایک فقیر جوگیوں کی قسم کے مکان میں قیام کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ جوگی کے ہندو معتقدوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا میری نماز میں خلل ہوا اور میں ناراض ہوا اس سے کہا کہ یہ کیا مکر اور فریب کا جال پھیلا رکھا ہے اس نے ترش جواب دیا۔

گفتگو نے طویل پکڑا اور جوگی نے کہا خاموش ہو جا ورنہ تجھے ہلاک کر دوں گا۔ میں نے کہا جو تو کر سکتا ہے کر وہ تھوڑی شکر لایا اس پر کچھ دم کیا اور کہا اگر مرد ہے تو اسے کھا۔ میں لے کر کھا گیا۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ رات کو اس جوگی سے کہا کہ ہوشیار ہو جا۔ میں نے چند ٹھیکریاں لیں ان پر کچھ پڑھکر دم کیا اور اسے ماریں۔ فوراً زمین پر گر پڑا۔ دن کو اپنے دستور کے مطابق دعوت اسماء میں مشغول تھا کہ اچانک ایک ڈراؤنی شکل اس کو نظر آئی اور اس کو اپنی جگہ سے اٹھا کر سر کے بل دے مارا بیہوش ہو گیا۔ گھنٹہ بعد ہوش آئی تو اس کے سینہ میں سخت درد اور جلن تھی اس وقت نہایت بے قراری سے آپؒ کی طرف آیا اور اپنا حال سنانا چاہا۔ اچانک آپؒ نے فرمایا اٹھ اور حقہ کا پانی بدل وہ اٹھا اور پانی کے لئے کنویں میں ڈول ڈالا۔ جب ڈول بھرنے کی آواز آئی تو وہ سنتے ہی اس کا درد و سوزش کافی تھم گیا۔ تھوڑا باقی رہا۔ جب پانی بدل کر حقہ آپؒ کے سامنے لایا تو آپؒ کے حقہ پینے کی آواز سن کر اس کے سینہ سے درد تیر کی طرح نکل گیا۔ آپؒ سے بیعت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی عجیب حالت و کیفیت ہو گئی۔ جذبہ عشق سے بے خود ہو گیا اور عورت اور فرزندوں اور دوستوں سے بے گانہ ہو گیا۔ اور دنیا و مافیہا کو ٹھکرا دیا۔ اور رات دن نماز نوافل اور اشغال باطنی میں لگ گیا۔ اور محبت کی کیفیت ایسی طاری ہوئی کہ ذرا سے نغمہ سے بے خود ہو جاتا تھا۔ اور سرود سننے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ طنبور کی آواز سے بیہوش ہو جاتا تھا۔ اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک نعرہ ہائے دلسوز مارتا تھا اور لوگ حیران تھے کہ اس چیخ و پکار سے اس کا گلا کیوں نہیں پھٹ جاتا۔ اس حال میں اس کے دوستوں میں سے کوئی آیا اور اس کو الہ آباد لے گیا وہاں بھی وہی دیوانگی طاری رہی پھر وہ کالپی چلا گیا اور حجرہ مبارک میں کہ قطب الاولیا سید محمد رحمۃ اللہ کے پچھواڑے واقع ہے خمول و گمنامی میں پڑ گیا اور ہر کسی سے ملنا ترک کر دیا شورش زیادہ ہوتی گئی

پھر ارادہ حج بیت اللہ کا کیا عجب نہیں کہ وہ ادھر چلا گیا کیونکہ اس کی گمشدگی ۱۱۴۱ھ میں مشہور ہوئی۔

حضرت سیّد محب اللہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ کلام پاک کے حافظ اور صاحب ورع اور تقویٰ تھے۔ اپنا حال چھپانے کے لئے سپاہیانہ لباس میں رہتے تھے۔ آپؒ نے فرمایا نفی اثبات کا ذکر کرتے ہوئے جب لا الہ کہتا ہوں دنیا سیاہ نظر آتی ہے اور اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہوں۔ اور جب الہ اللہ کہتا ہوں سب کچھ موجود ہو جاتا ہے۔

حضرت قاضی شیخ محمدؒ سلیم رحمتہ اللہ علیہ

اوائل زندگی میں آباو اجداد کی وراثت سے بلگرام کا عہدہ قضا سنبھالا۔ لیکن سید لدھا رحمتہ اللہ سے مرید ہونے کا شوق دل میں چھپا تھا۔ آخر فطرت عالی نے زور کیا اور عہدہ قضا کو چھوڑ دیا۔ ریاضت و مجاہدہ شروع کر دیا اور زمانہ کے کاملوں سے ہو گئے۔ مولف کتاب کی ولادت کی شب میرے خاندان والوں کو بشارت دی کہ آج لڑکا ہو گا۔ گھر میں جتنے جو ہیں نیاز کے طریقے سے ارسال کر دو۔ جب اہل خانہ بیدار ہوئے تعمیل کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۱۱۴ہجری میں ہوا۔

حضرت سیّد عین الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ قرآن پاک کے حافظ اور صاحب ریاضت تھے آنجناب کے مرید ہوئے۔ کہتے ہیں ان کا دل اس طرح ذکر کرتا تھا کہ اکثر وقت رات کو بغیر زبان ہلائے لفظ اللہ اونچی آواز سے لوگ سنتے تھے۔ جنوں کے حاضر کرنے اور انکی تسخیر اور موذی ارواح کے دور کرنے میں بڑی طاقت اور تاثیر رکھتے تھے۔

حضرت سیّد محمدؒ سلمیہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ درویش سیرت۔ فہیم ادیب۔ اکثر فنون و علم خصوصاً" عربی

زبان ' ماضی کے بادشاہوں کے احوال ہفت اقالیم۔ نبیوں کے حالات اور زمانہ سلف کے بزرگوں کے حالات پر عبور رکھتے تھے۔بائیس سال کی مدت خصوصاً" صفکری حکومت میں سوانح نگار اور سیوستان صوبہ ملتان کے وقائع نگاری میں گزارے اپنے حسن خلق اور نیک طبعیت کے لئے مشہور تھے۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد ان کے قبضہ میں ملک سندھ آیا تو منصب دار محمد شاہی نکال دیئے گے۔ آپؒ بھی وطن واپس آکر گوشہ قناعت میں بیٹھ گئے۔ اپنے اوقات عبادت اور طالبین کی ہدایت میں گزارتے شعر کہنے کا ملکہ تھا اور شاعر تخلص تھا ایک دیوان اور مثنوی نازو نیاز آپؒ کی یادگار ہیں۔ شاہ لدھا بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں فارسی میں منقبت لکھی۔

حضرت حاجی الحرمین سیّد غلام علی رحمتہ اللہ علیہ

فاضل کامل تھے۔ تمام کتب سیّد محمدؒ طفیل رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں اور انہی کے مرید ہوئے اور کچھ عرصہ اپنے خالو سید محمد رحمتہ اللہ علیہ کی نیابت میں وقائع نویسی سیوستان کی کی اور وہاں سے واپس آکر آپؒ حرمین شریف طیبین طاہرین کی زیارت کے لیے گئے۔ اور مدینہ منورہ میں شیخ محمد حیات سندھی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث شریف میں سند حاصل کی۔ بارہ سال کی مدت درویشی لباس میں متوکل طریقہ سے دکن میں گزاری۔ نواب نظام الدولہ آصف جاہ وغیرہ آپؒ سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ آپؒ کی تالیفات سے تذکرہ الشعر " ابنام یدبیضا "۔ " ماثر الکرام " اور " انیس المحققین " ہیں۔ شعر گوئی و شعر فہمی میں کامل تھے۔ آزاد تخلص کرتے تھے۔

نمونہ شعر۔ گرد رخسار بتاں جوں زلف گشتن عار ما است
گرد خود گشتن برنگ چشم ایشاں کار ما است

درد مندان را دوا کردن بہشت دیگر است

خاراز پائے برآور دن گل بے خارما است

ترجمہ :۔ معشوق کے رخسارے کے گرد زلف کی طرح پھرنا ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اپنے گرد پھرنا ان کی آنکھ کی طرح ہمارا کام ہے۔ درد مندوں کی چارہ سازی کرنا ایک بہشتی کام ہے اور لوگوں کے پاؤں سے کانٹا نکالنا ہمارا بطور بغیر کانٹے کے پھول ہونا ہے۔

حضرت سیّد نوازش علی ابن میر عظمت اللہ رحمتہ اللہ علیہ

ایک روز سلطان العارفین شاہ لدھا رحمتہ اللہ علیہ نے آپؒ کے والد سے حمل کے دوران کہا میں دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکا مع ناف میری ران سے پیدا ہوا۔ انشااللہ اس دفعہ تیرے گھر لڑکا ہو گا۔ جب آپؒ پانچ سال کے ہوئے بیمار ہوئے ایک دن بیمار کی شدت سے بیہوشی ہو گئی اور حالت نزع ظاہر ہوئی۔ لوگ مایوس ہوئے گریہ زاری کرنے لگے جب آواز گریہ کی سلطان العارفین کو پہنچی باہر سے گھر کے اندر آئے۔ میرے سرہانے آئے اور اپنا لعاب مبارک میرے منہ میں ڈال دیا۔ میری فوراً آنکھیں کھل گئیں اور میرے اعضا میں حرکت پیدا ہو گئی۔ میرے والد بزرگوار سے کہا تیرا بیٹا نہیں مرے گا۔ میں نے دیکھا ہے کہ صحن کا چراغ ہوا کے جھونکے سے بجھ گیا اور بتی کی سرخی باقی تھی۔ اچانک سرخی سے شعلہ پیدا ہوا اور چراغ پھر روشن ہو گیا۔ بچپن میں مجھے ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے تھے اور جب جنگل کی سیر کو جاتے مجھے ہمراہ لے جاتے۔ جب میری عمر سات آٹھ سال کے لگ بھگ ہوئی میرے دل میں خیال گزرا کہ آپؒ کا مرید ہو جاؤں تاکہ آپؒ مجھے خداوند قدوس تک پہنچا دیں۔ مشاہدہ جمال الٰہی کرا دیں۔ آخر نو سال کی عمر میں بیعت ہو گیا اور بعض اوراد و ظائف کا حکم مل گیا۔ اس وقت شوق اتنا تھا کہ اکثر تمام رات مصلے پر وظیفہ پڑھتے گزر جاتی۔ اور جب

نیند زور کرتی وہیں سوجاتا۔ اور اس حالت میں والدہ اٹھا کر چارپائی پر ڈال دیتی۔ انہی دنوں والد بزرگوار میر عظمت اللہ دہلی ہوتے تھے آپؒ نے مجھے بلوایا۔ دہلی گیا۔ وہاں آپؒ کے پاس ایک سال رہا اور مختصر کتابیں علامہ عبدالجلیل سے پڑھیں۔ علامہ کی وفات حسرت آیات کے بعد وطن مالوف آگیا۔ سلطان العارفین رحمہ اللہ کی قدم بوسی کی اور کتاب نحو سید محمد طفیل سے پڑھی۔ چودہ سال کی عمر میں سلسلہ کے اذکار و اشغال کی آنجناب سے تلقین ملی۔ اور اس اثنا میں جو سعادت کے آثار اور معاملات جو جناب کی فیض سے وارد ہوتے تھے وہ آپؒ کی خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آپؒ نے فرمایا ان خیالات میں مبتلا نہ ہو۔ فقیروں کا کام اور ہے۔ یہا تک کہ دل ان خیالات سے متنفر ہو گیا اور آنجناب کبھی یہ شعر فرماتے

ما من سخن از کشف و کرامات مگوئید
چوں ماز سر کشف و کرامات گزشتم

ترجمہ :۔ مجھ سے کشف و کرامات کی بات نہ کرو کیونکہ میں اس سیر سے گزر چکا ہوں۔

تصوف کے کچھ رسائل آنجناب سے پڑھے جب کبھی حقیقت کے بارے میں گفتگو ہوئی اور میں موجود نہ ہوتا تو آپؒ مجھے تلاش کراتے اور جو توجہ میرے اوپر ہوتی کسی اور فرزند پر نہ ہوتی۔ وصال سے دو سال پہلے عرس مبارک حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر (جو آپؒ ہر سال کرتے تھے) اگرچہ میرے والد اور چچا موجود تھے۔ آنجناب نے مجھ سے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں طاقت نہیں رہی تم مجلس عرس پر بیٹھو۔ اور زیارت شعر مبارک (آج کل سلام کہتے ہیں) صلی اللہ علیہ وسلم کہلوائیں میں نے عذر کیا اور اس وقت قبول نہ کیا۔ القصہ ۱۱۴۳ ہجری میں کہ آنجناب کو پیچش کی بیماری لاحق ہوئی ۱۲ ربیع الاول شریف کو خرقہ

خلافت عطا فرمایا اور حضرت میر سید احمد کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے زیب تن کروایا اور اپنے سبز چیرہ (پگڑی) کو میرے سر پر باندھ دیا۔ میں نے چاہا کہ آداب قدبوسی بجالاؤں۔ میرے ہاتھ پکڑے اور فرمایا خرقہ پیرہن پہنا ہے چاہیے کہ میں پابوسی کروں اور اپنے ہاتھ مبارک میرے پاؤں کی طرف بڑھائے۔ اور حاضرین سے فرمایا کہ اب سے تم سب میرے مرید ان کے مرید ہو۔ ان کی قدم بوسی کرو۔ اس کے بعد فرمایا کہ مجلس عرس مبارک حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھو۔ اس وقت گیارہ آدمی آپؒ کی بعیت کے لئے آئے تھے۔ اس جماعت سے آنجناب نے فرمایا کہ ان سے بعیت کرو۔ رمضان المبارک میں خواب دیکھا کہ فقیر سید جعفر روحی رحمہ اللہ اندر دالان میں بیٹھے ہیں اور ذکر رویت حق تعالیٰ جس کا وعدہ قیامت کے دن کا ہے کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے سید جعفرؒ کہہ رہے ہیں کہ یہ وعدہ کی گئی رویت چشم باطن سے ہے اور فقیر کہتا ہے کہ رویت چشم ظاہر سے ہو گی کیونکہ طصفیہ و تزکیہ کے بعد عارفوں کو اس دنیا میں رویت الٰہی باطن کی آنکھوں سے ہو جاتی ہے لہٰذا یہ رویت موعود نہیں ہے اور رویت موعود چشم ظاہر سے ہو گی۔ اتنے میں کسی بزرگ نے دالان کے باہر سے آواز دی کہ فی الواقع قیامت کو رویت موعود چشم ظاہر ہو گی۔ ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ میں دالان سے اٹھ کر باہر نکلا تاکہ دیکھوں یہ بزرگ کون ہیں جب دالان کے دروازے پر پہنچا دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ آداب و سلام بجا لایا اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ اچانک میرے دل میں گزرا کہ کچھ کھانا حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب اس ارادہ سے اٹھا اور دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ کھانا پکا رہے ہیں ایک بزرگ کرسی پر بیٹھے کھانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں لوگوں نے کہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے باورچی خانہ کی خدمت آپؒ کے سپرد ہے۔ میں نے پاس جا کر سلام عرض کیا۔ آپؒ اٹھے اور بڑی مہربانی سے مجھے بغل گیر کیا۔ القصہ اندرون دالان دستر خوان چنا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اصحاب نے کھانا کھایا۔ میں بطور خادموں کے کھڑا تھا۔ کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ایک حصہ ان کو بھی دو۔ مجھے عنایت کیا گیا اور میں نے ایک کونے میں بیٹھ کر کھا لیا۔ الحمد للہ کہ اس دن سے پہلے جو مشکلات میرے دل پر تھیں سب حل ہو گئیں کچھ باقی نہ رہیں اور بڑی شدت کے باوجود کبھی فاقہ نہ آیا۔ بعض عزیزوں کے جواب میں جو رقعے میں نے لکھے ان میں سے دو یہ ہیں۔

اول :۔ بعد حمد خدائے تعالیٰ و درود بر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ دنیا کے کاموں میں مشغول رہنا لہو و لعب ہے لیکن تمام عارفین کے نزدیک ظاہر میں دنیاوی کام میں مشغول ہونا اور باطن میں ترک رکھنا بہتر اور اعلیٰ ہے۔ حقیقت کا ادراک حاصل نہیں ہوتا بغیر دائمی حضوری کے۔ اور دائمی فکر و حضوری بغیر تزکیہ قلب کے نہیں۔ اور تزکیتہ قلب حاصل نہیں ہوتا بغیر ذکر حق تعالیٰ کے۔ حضور علیہ الصواۃ والسلام نے فرمایا ہر چیز کے لئے ایک چیز چمکانے والی ہوتی ہے اور قلب کے چمکانے کے لیے ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ ذکر سے تزکیہ قلب۔ اس سے تزکیہ روح پھر ناشے الحضور اور حضوری سے ادراک حقیقت کا وصول اور ادراک حقیقت سے انانیت کی نفی حاصل ہوتی ہے جس سے تجلی ہویت حاصل ہوتی ہے اور اس مقام کا بیان نہیں ہو سکتا اور نہ دلیل دی جا سکتی ہے۔

در معرفت خدا دلیل آمد کم
بشناس کہ اوست ساقی و بادہ و خم

ترجمہ :- خدا کی معرفت میں دلیل کا بہت کم دخل ہے پہچان کہ وہی ساقی ہے وہی شراب اور وہی خم۔

دوئم :- اس کے نام سے جس کا کوئی نام نہیں جس نام سے چاہے ظہور کر سکتا ہے۔ زید حروف میں لکھا زید نہیں ہے بلکہ ایک شخص ہے خاص۔ اور اس شخص کی آنکھیں نہ کان نہ گردن نہ پاؤں نہ سر زید ہے پس کیا ہے کچھ وہ نہیں لیکن سب ملکر وہ ہے۔ کاغذ کی سفیدی اور حروف کی سیاہی ہے ایک آواز نرم اور لفظ نکلنے کی جگہ ہے اور بحت کا مرتبہ وہ ہے کہ

وہاں نہ سفیدی ہے نہ آواز نہ مخرج الفاظ جب ان کا ظہور ہو گا تو تعینات جلوہ گر ہونگے۔ اگر بحت کے معنے اور وہ ذات جس کی تعریف معلوم نہیں الہ کی صورت سے تعبیر کرو اور زبان انسان سے بیان میں آئے تو تنزیہ میں کیا نقصان ہے ؟ نقص اس آدمی میں ہے کہ اپنے آپ کو بیچ میں دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ عبارتیں اور نام میرے گھڑے ہوئے ہیں اور ذات جو ناموں سے پاک ہے۔ صفات کیا ہیں۔ کون ہے کیا ہیت ہے کہ خود درمیان ہے سب اشکال ہیں اور جب خود درمیان سے نکل جائے جلوہ ذوالجلال و لجمال ہے۔ سالک شروع میں حجابوں کی وجہ سے مجبور ہے اور جب ترقی کرتا ہے۔ نفی و اثبات۔ اقرار و انکار خود مسرور در مرتبہ کمال نفی و اثبات راگنجائے نیست۔ چند باتیں جلدی میں لکھی ہیں اور چھپے بھید لکھنے میں نہیں آتے اور شروع حال میں جو طرح طرح کے شبہ اٹھتے ہیں بغیر ذاتی ملاقات دور نہیں ہوئے۔ اگلے بزرگوں کے کلام پڑھنے سے بھی کئی غلطیاں یا کج فہمی ہو جاتی ہے۔

تصوفیہ کلمات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ حق کا قرب دور سے بھی بھی دور ہے اور قریب سے بھی قریب ہے۔ اے عزیز شہ رگ سے بھی زیادہ قریب جان ہے کہ عین ذات انسان ہے اور انسان بھی اتنے قریب رحمان کی صفت کے مظہر کا آئینہ ہے "من رانی فقدرا الحق" اس پر اشارہ ہے۔ جب طالب قرب سے آگاہ ہو جائے۔ اس کا وجود فنافی اللہ ہو جائے۔ اس کی سیر تمام ہو جائے۔ اس کو حق کے ساتھ قیام ہو جائے۔ کنت لہ سمعا" و بصرا" ولسانا" بے سمع و بے بصرو بے نطق اس پر اشارہ ہے۔ اگرچہ اس کا قرب اس حکم کے مطابق "اللہ نورالسموات والارض" تمام اعیان عالم کے لئے برابر ہے۔ خواہ علویات ہوں یا سفلیات۔ لیکن جب تک کسی کو اس قرب کی اطلاع نہ دیں "یھدی اللہ نورہ من یشا" یعنی وہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اس کی معرفت ہر شخص کے لئے نہیں ہے کیونکہ او لئک کالا نعام بلھم اضل۔ یعنی ایسے بھی جو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ اندھیرے میں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے دل میں ایک خاص جگہ ہے کہ وہاں نہ قبل ہے نہ بعد نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ دائیں نہ بائیں۔ پس قرب حق دل کے قرب کے بغیر نہیں ملتا۔ قرب دل حق کے ساتھ مخصوص ہے اگر حقیقت کی تختی سے کہ دل ہے اپنی طبیعت کی آلودگی دھو ڈالے تو روشن ہو جائے۔ کہ بغیر تیرے وہ ہے۔ اس کی سند یہ ہے۔ آیا تنافی الافاق انفسم۔ ہماری نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور ان کی جانوں میں تمام اعیان سے ایک ذرہ کا وجود بھی بغیر

اس کی معیت کے نہیں ہے۔

اے زرخت ہر خار را سامان بستان دربغل

ہر ذرہ را از مہر تو خورشید تابان دربغل

ترجمہ :- ہر کانٹے کی بغل میں باغ کا سامان موجود ہے اور ہر ذرہ کی بغل میں چمکنے والا سورج تیری مہربانی سے موجود ہے۔ اس کے بعد ایک قصیدہ ہے جس کے چند شعر یہ ہیں:

کنم خودرا شہید عشق پر شور

زنم بانگ انا الحق ہم چو منصور

شوروشغف سے بھرے عشق میں اپنے آپ کو شہید کرتا ہوں اور منصور کی طرح انا الحق کی آواز لگاتا ہوں۔

زبیرنگی زنم جو شے بہر رنگ

زوحدت سوئے کثرت سازم آہنگ

بیرنگی سے ہر رنگ میں جوش مارتا ہوں اور وحدت کی طرف سے کثرت کی طرف ارادہ کرتا ہوں۔

شریعت راکنم پیرایہ خویش

حقیقت راکنم سرمایہ خویش

شریعت سے اپنی آرائش کرتا ہوں اور حقیقت کو اپنا سرمایہ بناتا ہوں

سخن راکن بہ آہنگ دگر ساز

براہ نعت احمد نغمہ پرواز

ترجمہ :- اب باتوں کو اور ہی سریلی آواز میں کہو اور نعت مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نغمہ سرا ہو۔ (عاجز فقیر حشمت علی نشاط مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صحتِ انسانی کیلئے

(۱) کھانے کے لیے ہاتھ استعمال کریں ۔
(۲) کھانا داہنے ہاتھ سے کھائیں ۔
(۳) مریض کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں ۔
(۴) تکیہ لگا کر اور کھڑا ہو کر کھانے سے بدہضمی ہوتی ہے
(۵) کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ ۔ گرم کھانے سے معدہ ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے ۔
(۶) کھانے کو ٹھنڈا کرنے کیلئے پھونک نہ مارو ۔
(۷) اکیلے کھانا نہ کھاؤ ۔ اکٹھے مل کر کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے ۔
(۸) گوشت کو چاقو اور چھری کی بجائے دانتوں سے کاٹ کر کھاؤ ۔
(۹) کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرو دانت صحت مند رہیں گے ۔
(۱۰) مسواک باقاعدگی سے کیا کرو ۔
(۱۱) لیموں شہد کے ساتھ نہار منہ کھانے سے دل و دماغ کو تقویت ملتی ہے ۔
(۱۲) پیٹ سے بڑا برتن اللہ نے پیدا نہیں فرمایا اسے کبھی بھی مکمل طور پر پُر نہ کیا کرو ۔
(۱۳) رات کو کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا جلدی آجاتا ہے۔
(۱۴) لوکی یعنی کدو کھایا کرو، دل و دماغ کو قوت بخشتا ہے
(۱۵) دستر خوان کو سبزیوں سے زینت دیا کرو ۔
(۱۶) چار چیزوں کو بُرا نہیں سمجھنا چاہیئے ،
آنکھ کا دُکھنا ۔۔۔۔ اندھے ہونے سے بچاتا ہے ۔
زکام کا ہونا ۔۔۔۔ برص سے محفوظ رکھتا ہے ۔
کھانسی کا ہونا ۔۔۔۔ فالج سے بچاؤ ہوتا ہے ۔
پھوڑے پھنسی ۔۔۔۔ برص سے نجات ملتی ہے ۔
(۱۷) لہسن کا استعمال بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ۔
(۱۸) دو مختلف کھانوں کو جمع نہ کریں مثلاً مچھلی اور دُودھ، تُرشی اور دُودھ ۔ گرم اور سرد، انڈہ اور گوشت ۔
(۱۹) پانی ایک سانس میں مت پیا کرو اس سے سینہ میں درد ہوتا ہے ۔
(۲۰) پانی کھڑے ہو کر پینے سے پیٹ میں درد ہوتا ہے ۔
(۲۱) کبھی کبھی قے کیا کرو، اس سے معدے کی گندی رطوبتیں خارج ہو جاتی ہیں ۔
(۲۲) مدینہ شریف کی سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر دل کے مریض کو کھلا دیں دل کا مرض جاتا رہے گا ۔

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ طریقت

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ بروز پیر	۶۳ سال	مدینہ منورہ
امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ بروز جمعرات	۶۲ سال	نجف اشرف
امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ بروز بدھ	۵۷ سال	کربلا معلیٰ
حضرت اِمام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	۱۸ محرم الحرام ۹۵ھ بروز جمعہ	۵۸ سال	مدینہ منورہ
حضرت اِمام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	۲۴ صفر المظفر ۱۱۴ھ بروز جمعہ	۵۷ سال	مدینہ منورہ
حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ	۱۵ شوال ۱۴۸ھ بروز اتوار	۶۸ سال	مدینہ منورہ
حضرت اِمام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ	۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ بروز جمعرات	۵۴ سال ۱۵ یوم	بغداد شریف
حضرت اِمام سید ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہٗ	۲۹ صفر المظفر ۲۰۳ھ بروز اتوار	۵۱ سال ۲ ماہ ۷ یوم	مشہد شریف

سلسلۂ عالیہ قادریہ

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت ابو سلمان داؤد طائی نوّر اللہ مرقدہٗ	۲۷ ربیع الثانی ۱۶۵ھ بروز جمعہ	"	بغداد شریف
حضرت شیخ معروف کرخی نوّر اللہ مرقدہٗ	۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ بروز اتوار	"	کرخ بغداد
حضرت شیخ سری سقطی نوّر اللہ مرقدہٗ	۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ بروز ہفتہ	"	شونیزیہ بغداد

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت ابوالقاسم شیخ جنید بغدادی نوراللہ مرقدہٗ	۲۴ ربیع الاول ۲۹۷ھ بروز پیر	۸۱ سال	بغداد شریف
حضرت شیخ ابوبکر شبلی نوراللہ مرقدہٗ	۲۸ ذوالحجہ ۳۳۴ھ بروز جمعہ	۸۸ سال	بغداد شریف
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تیمیمی نوراللہ مرقدہٗ	۲۶ جمادی الثانی ۴۲۵ھ بروز ہفتہ	..	بغداد شریف
حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی نوراللہ مرقدہٗ	۴۴۷ ہجری	۸۷ سال	طرطوس
حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القریشی الهنکاری نوراللہ مرقدہٗ	یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ بروز منگل	۸۷ سال	ہنکار
حضرت ابوسعید مبارک بن علی المخزومی نوراللہ مرقدہٗ	۷ شعبان ۵۱۷ھ بروز بدھ	..	بغداد شریف
غوث الاعظم حضرت شیخ ابو محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی نوراللہ مرقدہٗ	۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بروز ہفتہ	۹۰ سال ۷ ماہ	بغداد شریف
حضرت سید عبدالرزاق نوراللہ مرقدہٗ	۶ شوال المکرم ۶۰۴ھ بروز جمعرات	۶۷ سال	بغداد شریف
حضرت سید ابوصالح محدث نوراللہ مرقدہٗ	۶ شوال المکرم ۶۳۲ھ بروز اتوار	۷۰ سال	بغداد شریف
حضرت سید محی الدین ابی نصر چراغ نوراللہ مرقدہٗ	۱۲ شوال المکرم ۶۵۶ھ بروز ہفتہ	..	بغداد شریف
حضرت سید علی نوراللہ مرقدہٗ	..	..	بغداد شریف
حضرت سید ابوالعباس احمد جیلی نوراللہ مرقدہٗ	جمادی الاول ۸۱۵ھ	۱۰۰ سال	..
حضرت شیخ بہاؤالدین انصاری نوراللہ مرقدہٗ	۱۹ صفر المظفر ۹۲۱ھ بروز بدھ	..	دولت آباد
حضرت شیخ ابراہیم ایرجی نوراللہ مرقدہٗ	۹۵۳ ہجری	..	دہلی
حضرت شیخ محمد بیکھارے نوراللہ مرقدہٗ	..	..	..
حضرت قاضی ضیاالدین المعروف بہ قاضی جیا نوراللہ مرقدہٗ	۲۲ رجب المرجب	..	نیوتن

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ			
حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ العزیز	١٥ شعبان ٢٦١ھ بروز بدھ	١٢٥ سال	بسطام (ایران)
حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز	٩ محرم الحرام ٤٢٥ھ بروز منگل	٧٣ سال	خرقان (ایران)
حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ العزیز	٢٣ صفر المظفر ٥٤٠ھ بروز منگل	..	گرگان (ایران)
حضرت شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ العزیز	٤ ربیع الاول ٥١١ھ بروز جمعہ	٧٦ سال	طوس (مشہد)
حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز	٢٠ رجب المرجب ٥٣٥ھ بروز ہفتہ	٩٥ سال	مرو (روس)
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز	١٢ ربیع الاول ٥٧٥ھ بروز جمعہ	..	غجدوان روس
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ العزیز	یکم شوال ٦١٦ھ بروز منگل	..	ریوگر (روس)
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ العزیز	١٧ ربیع الاول ٧١٧ھ بروز پیر	..	واعکن (روس)
حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ العزیز	٢٧ رمضان المبارک ٧٢١ھ بروز منگل	١٣٠ سال	خوارزم (روس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ العزیز	١٠ جمادی الآخرہ ٥٥ھ بروز بدھ	..	سماس (روس)
حضرت خواجہ شمس الدین سید امیر کلال قدس سرہ العزیز	٨ جمادی الاول ٧٧٢ھ بروز جمعرات	..	سوخار (روس)
حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز	٣ ربیع الاول ٧٩١ھ بروز منگل	٨٣ سال	قصر عارفاں (روس)
حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز	٥ صفر المظفر ٨٥١ھ بروز ہفتہ	٨٩ سال	بلغور (روس)
حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ العزیز	١٩ ربیع الاول ٨٩٥ھ بروز بدھ	٩٥ سال	سمرقند (روس)
حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ العزیز	٩٥٩ ہجری	..	سمرقند (روس)
حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہ العزیز	..	...	آگرہ
حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ العزیز	..	..	آگرہ

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت میر ابوالعلا قدس سرہٗ العزیز	۹ صفر المظفر ۱۰۶۱ھ بروز بدھ	..	آگرہ
سلسلۂ عالیہ سہروردیہ			
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۵ رجب المرجب ۱۱ھ بروز جمعرات	۸۹ سال	موضع الزبیر (بصرہ)
حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	۹ صفر المظفر ۱۲۱ھ بروز بدھ	..	بصرہ شریف
حضرت شیخ ممشاد علوی دینوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ محرم الحرام ۲۹۷ھ بروز منگل	..	قصبہ دینور
حضرت شیخ احمد علی اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ	ذوالحجہ ۳۴۰ھ	..	سمرقند
حضرت شیخ ضیاالدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ بروز بدھ	۷۳ سال	بغداد شریف
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ بروز منگل	۹۳ سال	بغداد شریف
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۷ صفر المظفر ۶۶۶ھ بروز جمعہ	۸۸ سال	ملتان
حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ	۹ جمادی الآخر ۷۳۵ھ بروز ہفتہ	۸۶ سال	ملتان
حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ ذوالحجہ ۷۹۵ھ بروز جمعہ	۸۸ سال	اوچ شریف
حضرت شیخ صدرالدین راجن قتال بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۲۳ ذوالحجہ ۸۰۰ھ بروز جمعہ	۸۶ سال	اوچ شریف
حضرت علاؤالدین سارنی رحمۃ اللہ علیہ	..	..	..
حضرت شیخ اودھن جونپوری رحمۃ اللہ علیہ	۹۷۶ ہجری	۱۲۰ سال	جونپور
حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ	..	..	جونپور
حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ	..	تقریباً ۱۰۰ سال	جونپور
حضرت شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ	..	..	جونپور

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
سلسلۂ عالیہ چشتیہ			
حضرت خواجہ عبدالواحد ابنِ زید بصری رحمہ اللہ	۲۷ صفر المظفر ۱۷۷ھ بروز جمعرات	..	بصرہ
حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض رحمہ اللہ	یکم محرم الحرام ۱۸۷ھ بروز جمعہ	..	مکہ معظمہ
حضرت شیخ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ	۲۶ جمادی الاوّل ۲۶۵ھ بروز ہفتہ	..	شام
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رحمہ اللہ	۲۴ شوال المکرم ۲۷۶ھ بروز جمعرات	..	مرعش (دمشق)
حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمہ اللہ	۱۸ شوال المکرم ۲۸۷ھ بروز جمعرات	۱۲۰ سال	شام
حضرت خواجہ ابواسحاق شرف الدین شامی چشتی رحمہ اللہ	۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ بروز ہفتہ	..	عسکہ (شام)
حضرت خواجہ قدوہ دین ابواحمد ابدال بن فرسناسہ چشتی رحمہ اللہ	یکم جمادی الآخر ۳۵۵ھ بروز بدھ	۹۵ سال	چشت خراسان
حضرت خواجہ نافع الدین ابو محمد چشتی رحمہ اللہ	۱۴ ربیع الاوّل ۴۱۱ھ بروز جمعہ	۸۰ سال	〃
حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف بن محمد سمعان چشتی رحمہ اللہ	۳ رجب المرجب ۴۵۹ھ بروز اتوار	۸۴ سال	〃
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمہ اللہ	یکم رجب المرجب ۵۲۷ھ بروز پیر	۹۷ سال	〃
حضرت خواجہ نیّر الدین حاجی شریف زندنی رحمہ اللہ	۱۰ رجب المرجب ۶۱۲ھ بروز بدھ	۱۲۰ سال	سنجان (بخارا)
حضرت خواجہ ابوالنور عثمان ہارونی رحمہ اللہ	۵ شوال المکرم ۶۱۷ھ بروز جمعرات	۹۱ سال	مکہ معظمہ
حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز سیّد معین الدین حسن چشتی سجزی اجمیری رحمہ اللہ	۶ رجب المرجب ۶۲۳ھ بروز پیر	۹۳ سال	اجمیر شریف
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمہ اللہ	۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۵ھ بروز بدھ	۷۴ سال	دہلی
حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین مسعود المعروف بہ گنج شکر اجودھنی رحمہ اللہ	۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ بروز ہفتہ	۹۵ سال	پاک پتن شریف

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمہ اللہ	۱۸ ربیع الآخر ۷۰۵ھ بروز اتوار	۹۴ سال	دہلی
حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین محمود المعروف بہ چراغ دہلی رحمہ اللہ	۱۳ رمضان المبارک ۷۵۷ھ بروز جمعہ	..	دہلی
حضرت شیخ صدر الدین حکیم رحمہ اللہ	۶۸۴ ہجری	۸۲ سال	لعل قلعہ دہلی
حضرت شیخ فتح اللہ اودھی رحمہ اللہ	۸۲۱ ہجری	..	کنتور (اودھ)
حضرت شیخ محمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ	..	..	جونپور
حضرت شیخ مخدوم جہانیاں بن شیخ بہاؤ الدین رحمہ اللہ	۹۳۲ ہجری	..	دہلی
حضرت شیخ بہاؤ الدین جونپوری رحمہ اللہ	۹۴۷ ہجری	۷۶ سال	جونپور
حضرت شیخ سالار بڈھا کوروی رحمہ اللہ	۹۴۹ ہجری	..	جونپور
حضرت بہاؤ الدین بن سالار بڈھا رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت شیخ جمال اولیاء رحمہ اللہ	..	..	کورہ
حضرت میر سید محمد کالپوی رحمہ اللہ	۲۶ شعبان ۱۰۷۱ھ بروز منگل	..	کالپی
حضرت میر سید احمد بن میر سید محمد کالپوی رحمہ اللہ	۱۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ بروز پیر	..	..
حضرت عاشق محمد رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت شیخ کمال افسر رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت حاجی جنید رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت شیخ عبد المومن اکبر آبادی رحمہ اللہ	۱۱۰۱ ہجری	..	نیلا گنبد لاہور

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	عمر مبارک	مزار اقدس
حضرت حاجی ولی گوالیاری رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت شاہ فضل اللہ المشہور شاہ جیو رحمہ اللہ	۱۴ ذوالحجہ ۱۱۱۱ھ بروز بدھ	..	..
حضرت میر سیّد نورالحق رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت میر سیّد نوراللہ رحمہ اللہ	۱۱۱۳ ہجری	..	..
حضرت قاضی شیخ محمد سلیم رحمہ اللہ	۳ ذوالحجہ ۱۱۱۴ھ بروز جمعہ	..	لاہور
حضرت شیخ عبدالحکیم موہانی رحمہ اللہ	۲۷ ذوالحجہ ۱۱۲۵ھ بروز اتوار	..	..
حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی رحمہ اللہ	۱۵ ذوالحجہ ۱۱۳۴ھ بروز ہفتہ	۹۶ سال	الہ آباد
حضرت حافظ سیّد محمدی رحمہ اللہ	۱۱۴۱ ہجری	..	..
حضرت سیّد محمدی بن سید جعفر رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت میر عظمت اللہ میاں صاحب رحمہ اللہ	۲۴ ذیقعد ۱۱۴۲ھ بروز ہفتہ	..	دہلی
حضرت سیّد محب اللہ رحمہ اللہ	..	...	...
حضرت سیّد لطف اللہ المعروف بہ شاہ جیولاھا بلگرامی رحمہ اللہ	۱۴ جمادی الاوّل ۱۱۴۳ھ بروز ہفتہ	۱۰۵ سال	..
حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ شاہ خوب رحمہ اللہ	۱۱ جمادی الاوّل ۱۱۴۴ھ بروز اتوار	...	..
حضرت سیّد عین الدین رحمہ اللہ	..	...	...
حضرت سید محمد سلیم رحمہ اللہ	..	..	..
حضرت حاجی الحرمین سیّد غلام علی رحمہ اللہ	...	...	..
حضرت سیّد نوازش علی بن میر عظمت اللہ رحمہ اللہ	...	..	..

مندرجہ بالا ایام بحساب جوہر تقویم نکالے گئے۔

فہرست مضامین

خوشخبری

اللہ جلّ شانہٗ، عمّ نوالہٗ کے فضل و کرم سے صاحبزادہ مجیبُ الرحمٰن شامی کی وساطت سے عرصہ تین سو سال بعد تاجُ العارفین قُطب الاقطاب حضرت عبدالنّبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتُوبات شریف مجموعہ اَسرار پہلی مرتبہ اصل فارسی اور سلیس اُردو ترجمے کے ساتھ منظرِ عام پر آگئے ہیں۔ جن میں تصوّف کے اسرار اور شریعت حقّہ کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ یہ مکتُوبات شریف بمعہ دس رنگین تصویروں کے ۸۵۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔

صاحبزادہ الحاج مُحمّد سلیم شامی نقشبندی

عُفی عنہٗ